THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222342
UNIVERSAL
LIBRARY

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

الحمد للہ والمنۃ کہ کلام رنگین فصاحت آگین بتصحیح طبع شاعر شیرین زبان مشہور
ہندوستان جناب مولانا محمد عبدالاحد صاحب مشاد لکھنوی فرنگی محلی اعنی

دیوان مشاد

دیوان سوم مرآۃ اول

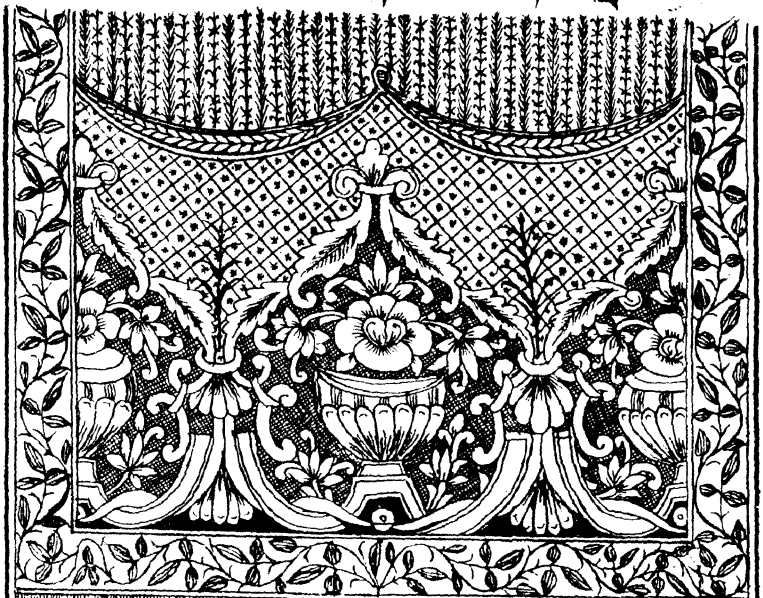
معروف بہ

مخزن نظم

بحفظ حقوق تالیف

باہتمام خیرخواہ خلق اللہ محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی مالک مطبع انصاری بتاریخ
۳۱ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۲۶ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۸ھ بحسن وخوبی

در مطبع انصاری واقع لکھنؤ طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

در حمد

یہ دیوانِ سوم بے حمد کامل ہو نہین سکتا
وہ کامل جسکا جز چارم مقابل ہو نہین سکتا

نہو عشقِ احد ہو حمد اے دل ہو نہین سکتا
کبھی معلول بے علت کے حاصل ہو نہین سکتا

ریا و مکر سے انسان کامل ہو نہین سکتا
کوئی عشاق مین دنبہ ہو کے سے شامل ہو نہین سکتا

جو گھائل ہو گیا ہو بے مثالی کے کرشمون کا
کبھی وہ عاشقِ شکل و شمائل ہو نہین سکتا

کیا ہے محو جسنے اپنے دل سے اپنی ہستی کو
وہ تیری یاد سے اے جان غافل ہو نہین سکتا

نہو جس مین گدازِ سوز درد عشق سے لذت
وہ دل ہرگز تری الفت کے قابل ہو نہین سکتا

یہ مانا مینے دل کے ہاتھ سے مین تنگ آیا ہون
مگر جب تک ہے تو دل مین مین بیدل ہو نہین سکتا

فنا ہوکر ملا جب بلبلا دریا مین ظاہر ہے
کہ خود بینی مین تیرا وصل حاصل ہو نہین سکتا

مین کیون جنت کا طالب ہون عبادت سے ریاضت سے
ترے در کا فقیر اور دنسے سائل ہو نہین سکتا

غریقِ بحرِ الفت کو ملے کیا اسکا تھل بیڑا
یہ وہ دریا ہے جسکا کوئی ساحل ہو نہین سکتا

تری دلداریان تجھ ایک نسبت سب سے رکھتی ہین
مگر اے جان سبکا ایک سا دل ہو نہین سکتا

اگر کچھ ورد ہے اوسکا تو تیرے نام کی رٹ ہے
ترا دیوانہ مصروفِ مشاغل ہو نہین سکتا

غمِ دنیا و فکرِ آخرت کیون ہو مرے دل مین
ترے گھر مین تو کوئی زیبِ محفل ہو نہین سکتا

جمالِ دہر و حسنِ عاقبت کی کیا حقیقت ہے
ترا شیدا کسی پر اتبو مائل ہو نہین سکتا

ترا جلوہ نہو جب تک گلون کی پیاری صورت مین
کبھی شمشاد اونکی سمت مائل ہو نہین سکتا

کونین ایک عکس ہے جس کے جمال کا
مین بھی ہون ایک نقش اوسکے خیال کا

معشوقون مین نہین کوئی تیرے جمال کا
عشاق مین نہین کوئی میرے خیال کا

جنت ہے ایک تیرے ریاضِ رضا کا پھول
دوزخ نمونہ ہے ترے سوزِ ملال کا

طرزِ طلب سے کیا خبر اونکے فقیر کو
موقع وہ دیتے ہی نہین اوسکو سوال کا

اے عکسِ روی یار نگاہون مین تو نہین
خورشید ہے شکار شعاعون کے جمال کا

بیمثل تو ہے تیرے کرشمے ہین بے نظیر
تیری ثنا مین تنگ ہے عالم مثال کا

فطرت سے باخبر ہے قدرت سے بیخبر
بندہ تو معتقد نہین ایسے کمال کا

نارِ سعیر کہتے ہین سوزِ فراق کو
فردوس نام یار کے لطف وصال کا

مین ہون سیاہ کار و گنہگار مو بمو
تو حافظ و نصیر مرے بال بال کا

دل ہے وہی کہ جس مین ہو ہیبت جلال کی
آنکھین وہی ہین جنمین ہے جلوہ جمال کا

کونین تجھسے رہ نہین سکتے کبھی الگ
ہر ذرہ جوشِ شوق ہے تیرے وصال کا

پیاسا ہین تیری دید کا زاہد ہے تشنہ لب
ہر وقت سلسبیل کے آبِ زلال کا

تجھ مین کسیکی یاد ہے راحت ہے درد مین
اے زخمِ دل نہ نام لے تو اندمال کا

یک لخت دھو گئے ہین سیہ کاریون کے داغ
چہرے پر آگیا جو عرق انفعال کا

اے ناز آفرین ترے اندازون کے سوا
پرسان کوئی نہین ہے کہین میرے حال کا

تیری رضا کے سامنے کیا اوسکو جاہ و مال
ہر حال مین خیال ہے جسکو مآل کا

نردِ دغا مین لاکھ اگر ہون ترے حریف
ممکن نہین جواب کوئی تیری چال کا

تیری نشانیون مین سے ہین مہر و ماہ بھی
موسم کا زائچہ ہے کوئی ماہ و سال کا

واقف کیا ہر اک کو صعود و نزول سے
دنیا مین نقشہ کھینچ کے بدر و ہلال کا

زرمست بیخرد جسے سمجھے تھے جامِ جم
تھا پارۂ خذف مرے جامِ سفال کا

جو بندگان زر سے نہین رکھتے میل جول
وہ میل نام رکھتے ہین دنیا کے مال کا

مظلوم کا نہ بال بھی بیکا کرین شریر
دیکھین اگر مآل ستم کے وبال کا

شمشاد کی نگاہ مین ہے حسن آفرین
کیون شیفتہ ہو اب وہ کسی نونہال کا

در نعت

دل شیفتہ ہے ایسے بدیع الجمال کا
جو ہے حبیب ایک عدیم المثال کا

موسیٰ مین رعب اب تھا رے جلال کا
یوسف مین ایک شمہ تمھارے جمال کا

پرتو ہے بدر مین ترے ادنے کمال کا
کچھ کچھ اثر ہلال مین میرے ہُلال کا

اے ختمِ انبیا ترے قربان جان و دل
مظہر ہے تو خدا کے جمال و جلال کا

تیرے یقین کا تو خدا ہی کو علم ہے
اسلام ایک جزو ہے تیرے خیال کا

نصرت تھی ہر جہاد مین ہر کام مین ظفر
تجھسے کبھی نہ کام ہوا انفعال کا

تیری صفت خدا کی طرح کیون نہو محال
بے مثل ہے حبیب ہے تو بیمثال کا

عرشِ بریں کو ہو ترے فعلین سے شرف
موسیٰ کو حکم طور پر اِخلَعْ نعال کا

تونے کیا زخارفِ دنیا کو یون ذلیل
ہم رتبہ جامِ جم نہین جامِ سفال کا

اے دلشکار مین ہون ترا صیدِ ناتوان
میرا گلا ہو اور ہو تسمہ دوال کا

لذت بھی اسمین درد کی دے اے بہارِ دین
نورس ثمر ہے دل مرے غم کے نہال کا

مظہر ہے صاف سورۂ مُزّمّل اے حبیب
کم رتبہ ہو گیا ترے کملی سے شال کا

تو وہ بہارِ گلشنِ اسلام جس سے سبز
انفاس مین اثر ہے صبا و شمال کا

قرآن معجزہ ہے بلا دہم و ریب و شک
اسمین نہین ہے دخل ذرا احتمال کا

اصحاب و اہلبیت کا ہے جان نثار خاص
جو ہے غلام دل سے محمدؐ کی آل کا

کعبے کی خاکِ پاک و ابوجہل بولعجب
تھا ملکِ زنگ مولد و منشا بلال کا

سب جانتے ہین مین ہون غلامِ رسولِ حق
زہرہ لحد مین کسکو ہے مجھسے سوال کا

منعم بنین فقیرِ غنا سے کرین گریز
عبرت سے دیکھ لین جو مآل اپنے مال کا

انصارِ جان نثار سے رکھتا ہون سلسلہ
شمشادؔ مین غلام ہو احمدؐ کی آل کا

محبت کے بغیر انسان کامل ہو نہین سکتا
نہو جس مین کسیکی یاد وہ دل ہو نہین سکتا

حسینون مین کوئی تیرے مقابل ہو نہین سکتا
ترا ثانی کوئی زہرہ شمائل ہو نہین سکتا

ہمارے ملکِ دل مین کوئی عامل ہو نہین سکتا
سوا حسرت کے جب کچھ اس سے حاصل ہو نہین سکتا

مرے قاتل کو کیا سوجھی ہے کہتا ہے سرِ محشر
مجھے یہ جان کہتا تھا مین قاتل ہو نہین سکتا

ترے گیسو حمایت مین مجھے لیکر یہ کہتے ہین
مرا دیوانہ پابندِ سلاسل ہو نہین سکتا

اوسے آنکھو نمین لا نا دل سے پھر آغوش مین لینا
مری ہمت کے آگے کچھ بھی مشکل ہو نہین سکتا

ترے سر جائے یا تیری ادا و ناز کے ماتھے
مرا دعوا ے خون محشر مین باطل ہو نہین سکتا

سمجھ لین گے اوسے سب انتخابِ حسن کا نقطہ
ترے رخسار پر بیفائدہ تل ہو نہین سکتا

دو رنگی باتین ہین یا مُنہ سے رعنا پھول جھڑتے ہین
کہ ان مین سے کسی کا ایک محمل ہو نہین سکتا

نہین ظاہر کی آرائش کو مدخل اصل نیت مین
خودی جس مین ہو وہ دل عشق منزل ہو نہین سکتا

ہمارے ہاتھ گل کھائے ہوئے ہین اونکی گردن مین
کبھی پھولونکا گجرا اب حمائل ہو نہین سکتا

خرابی اسمین جو کچھ آتی ہے وہ اپنی غفلت سے
جو اُکساتا رہے دل کو تو کاہل ہو نہین سکتا

مجھے تو تا بقاے دائمی کرنا ہین طے راہین
مسافر خانۂ دہر اصل منزل ہو نہین سکتا

معالج ہین عبث بقراط و جالینوس و بوسینا
ترے زلفون کا دیوانہ تو عاقل ہو نہین سکتا

پے گلگشت اے جانِ نزاکت تو جو آیا ہے
چمن مین اس گھڑی شورِ عنادل ہو نہین سکتا

مرے پر کیون ہین سودرے یہ اے سرکے دبانے
نگاہ ناز کا مارا تو بسمل ہو نہین سکتا

نہین جب قدر ان چیزونکی کچھ بھی اونکی آنکھو مین
لٹا کر نقدِ جان و دل مین باذل ہو نہین سکتا

زیادہ سے زیادہ یہ کہ موزون طبع کہدین گے
غزل کہنے سے شاعر کوئی جاہل ہو نہین سکتا

وہ خلوت خانہ ہے اک گلبدن کے روے روشن کا
کبھی ظلمت کدہ شمشاد کا دل ہو نہین سکتا

کام کب رُک کے خود روا نہوا
کب مرا در دہی دوا نہوا

اون سے میرا کوئی بھلا نہوا
یہ بھی سچ پوچھو تو بُرا نہوا

تھا عیان جسکی بات بات سے رحم
ظلم مین روکشِ زمانہ ہوا

فیصلہ چاہتے ہو غیرون سے
یہ تو جھگڑا ہوا گلہ نہوا

دیکھتا میری آہ کی طاقت
کیون فلک زور آزما نہوا

کب نہ یاد آئی تلخیِ انجام
کب مرا عیش بے مزا نہوا

منعمون کا اُتو کشیدہ لباس
روکشِ نقشِ بوریا نہوا

کیسے کیسون نے جان دی اوسپر
وہ کسیکا بھی آشنا نہوا

خاک مین ملگئین امیدین سب
ایک وعدہ ترا وفا نہوا

وصلِ جانان سے اوسکو کیا لذت
جو کبھی موردِ جفا نہوا

ہو تو تیرے خیال سا ہو رفیق
جو کسی حال مین جدا نہوا

اپنی تقدیر سے نہ کیون ہو گلہ
اس سے جو کچھ ہوا بجا نہوا

عمر گذری مگر نہ سمجھا مین
کیا ہوا مجھسے اور کیا نہوا

خارِ راہِ وفا تھے نشتر خیز
ہاے تیرا برہنہ پا نہوا

کیا ملے اوسکو لذتِ طاعت
جو کبھی موردِ سزا نہوا

گالیان پیاری پیاری مُنھ سے دین
ایک بوسہ کبھی عطا نہوا

تجھسے احسان کی ہو کیا امید
حقِ طاعت بھی جب ادا نہوا

آمدِ عشق سنتے ہی سر سے
قافلہ ہوش کا روانہ ہوا

لاگ اوس بت کو ہے خدائی سے
خیر گزری کہ وہ خدا نہوا

پورے حاجت روا ے خلق جو تھے
اون سے بھی کچھ مرا بھلا نہوا

ایک گل سے جو کہدیا شمشاد
رازِ الفت مرا فسانہ ہوا

بدگمانی کا محل آپکو حاصل ہوتا
دوسرا بھی مرے پہلو مین اگر دل ہوتا

وصل کا لطف اوسے ہجر مین حاصل ہوتا
عشق مین قیس مرے مثل جو کامل ہوتا

یون رقابت مین لہو کی نہ اوڑاتا چھینٹین
ناوکِ ناز سے ناصح جو نہ بسمل ہوتا

شانِ دلداریِ دلبر مین بھی دھبا لگتا
دفن تربت مین مرے ساتھ اگر دل ہوتا

کاہ کیا کاہ سے بھی گھٹتی جسامت اوسکی
کوہ بھی میری مصیبت مین جو شامل ہوتا

رشک کی چوٹ کے یہ نیل عیان کب ہوتے
آپکا چاند اگر مدِمقابل ہوتا

نہ شبِ وعدہ وہ آئے نہ قضا ہی آئی
خاک آرام کا پہلو مجھے حاصل ہوتا

آپ کے دلمین مین گھر کرنیکو کرتا لیکن
سدِّ رہ دھیان عدو کا سرِ منزل ہوتا

مین لہو تھوک کے مرتا جو تری فرقت مین
تجھکو اسپر بھی گمانِ مرضِ سل ہوتا

تیری صورت نہ دکھاتی جو مجھے یہ اعجاز
عشق کے صدمون کا مین بھی نہین قائل ہوتا

صاف کہتا تری آنکھون کے ہین دریا قائل
کاش اک لحظہ کو گویا لبِ ساحل ہوتا

تیری شوخی سے مقابل نہ متانت ہوتی
چلبلاپن جو مری چھیڑ مین شامل ہوتا

میری پیری نہ اوسے آکے جوا دکسا دیتی
اپنے افعال سے نادم نہ مرا دل ہوتا

مانگیے بوسہ تو وہ کہتے ہین منھ نوا ؤ
کس بنا پر مین بھلا وصل کا سائل ہوتا

تو کفن کے لیے دیتا جو گلابی چادر
میرے ماتم سے عیان شورِ عنادل ہوتا

مین نہ کرتا جو ترے چاہِ ذقن کی تعریف
کوئی کب واقفِ رازِ چہِ بابل ہوتا

حیف اتنا دمِ ایفا نہ کیا تو نے خیال
ایک ہی بوسہ سوا دینے مین باذل ہوتا

نہ کبھی جان چُراتا مین رقیبون کیطرح | میری تعزیر مین فرمان جو نازل ہوتا



ایک گل کا چمن بزم مین کہنا ہے ہے
کاش شمشاد یہان زینتِ محفل ہوتا

میرے جانب جو خیال آپکا مائل ہوتا | راہ مین خوفِ عدو دوڑکے حائل ہوتا
لطف گل کھانے کا اوسدم مجھے حاصل ہوتا | تیری گردن مین مرا ہاتھ حمائل ہوتا
کاش مین ایک دعا میری اگر کرتی اثر | مین بھی تقدیر بدل جانے کا قائل ہوتا
میل اگر خونِ جگر کے مرے دیپر بنتی | نقشِ غم اسکے لیے خوب مداخل ہوتا
کشتِ الفت پہ جو کھیتا مین اوسکو حاصل | کاش اوسکے گل خسار مین اک تل ہوتا
ذبح تمنے جو کیا جان فدا کی مین نے | بارِ احسان کا مین کیونکر متحمل ہوتا
دیکھتا مین بھی کہ کسطرح نہین آتی ہے نیند | اپنے قصے کا اگر آپ مین ناقل ہوتا
بدنصیبی مری کب مین دکھاتی یہ اثر | نہ تو عامل کوئی رہتا نہ موکل ہوتا
لاکھون ہی میرے تڑپنے مین ادائین ہوتین | خنجرِ ناز اگر آپ کا قاتل ہوتا
میری قسمت مین تھی میراثِ محبت لکھی | ورنہ آدم ہی کب اس بار کا حامل ہوتا
جہان خالِ لبِ لعلین کے مین صدقے کرتا | کشتِ الفت سے جو اک دانہ بھی حاصل ہوتا
تیرِ مژگان سے جو بچنے کی ذرا کرتا فکر | طائرِ عقل پھڑک کر وہین بسمل ہوتا
مین نہ کرتا اگر اظہارِ تمنا مین ضبط | کام آسان سے آسان بھی مشکل ہوتا
نہ ادھر پوری کشش تھی نہ ادہر پوری طلب | غیر کیا میری طرح یار سے واصل ہوتا
ایک جھڑکی مین رقیبون نے لیا دل واپس | ہو کبھی تجھسے نہ پھرتا وہ مرا دل ہوتا
نہ یہ شوخی نہ شرارت نہ یہ چھلین ہوتین | لطف کیا یار اگر حور شمائل ہوتا

میرے گلزارِ محبت کی جو تو کرتا سیر
اثرِ بوے وفا دل سے نہ زائل ہوتا

مین نہ رہ رہ کے جو اظہارِ محبت کرتا
میرے رتبے مین یون فرطِ نوازل ہوتا

ساتھ شمشاد کے وہ گل جو نہ کرتا گلگشت
لطفِ شادابیِ گلزار نہ حاصل ہوتا

نالہ کچھ بھی اثر نہین کرتا
میری اون تک خبر نہین کرتا

کہگئی کیا تری سخنگو آنکھ
دل مرا شور و شر نہین کرتا

لامکان سیر نالہ ہے لیکن
تیرے دل تک گذر نہین کرتا

دل نہین مضطرب ہے کیون بھر
نالہ کب رات بھر نہین کرتا

جسکو ہوتا ہے تیرے غم کا مرض
شام کو وہ سحر نہین کرتا

تیر مژگان نشانۂ دل مین
کچھ خطا بال بھر نہین کرتا

روز کھاتا ہے سر مرا واعظ
چارۂ دردِ سر نہین کرتا

جیسے دل لے چکا ہے وہ ظالم
بھول کر رخ ادھر نہین کرتا

حال دل سننے مین وہ کہتے ہین بس
ہاے مین مختصر نہین کرتا

سب کبوتر نہ کیون بنین لوٹن
مین اونھین نامہ بر نہین کرتا

کیون کہون یار کو صنوبر قد
مین اوسے بے ثمر نہین کرتا

مین نے اوس شوخ کو کیا ملزم
پھر بھی نیچی نظر نہین کرتا

لب و دندان کا شیفتہ ہرگز
قدرِ لعل و گہر نہین کرتا

کون کرتا نہین ہے جان فدا
کسکے وہ دل مین گھر نہین کرتا

دل ہی دیتا ہے صبر کی ترغیب
جب کہو تو بھی کر نہین کرتا

ہے وہی دل مین مثل روح نہان
آنکھون مین جو گذر نہین کرتا

ظلم پر نالے کرنے والے ہین اور
آپ کا بے جگر نہین کرتا

آبرو چاہتا ہون دنیا مین
خواہش مال و زر نہین کرتا

تیرے گیسو و رخ کی الفت مین
فرق مین بال بھر نہین کرتا

اوس سے ڈرنا خلاف عقل نہین
جو کسی سے حذر نہین کرتا

دام الفت مین پھنس کے طائر دل
خواہش بال و پر نہین کرتا

کیون نہ جھگڑا رہے رقیبون سے
رحم وہ فتنہ گر نہین کرتا

تیغ ابرو کے وار سہنے مین
کب مین دل کو سپر نہین کرتا

اس زمانے مین ہے وہ نفع رسان
جو کسی کا ضرر نہین کرتا

پیٹ کے پیچھے جو رہے حیران
اوسکو مین راہبر نہین کرتا

گلرخون کے فراق مین شمشاد
نالہ کب رات بھر نہین کرتا

آنکھون مین وہ اگر گذر کرتا
دل مین فوراً ہی آکے گھر کرتا

تو رقیبون سے میل اگر کرتا
رات دن مین بھی شور و شر کرتا

وہ ہے عاشق کش و وفا دشمن
عشق سے اوسکو کیا خبر کرتا

اوسکی شوخی اگر نہ دیتی مدد
شرم وہ مجھسے رات بھر کرتا

شام کے وعدے پر جو آتے تم
مین نہ رو رو کے یون سحر کرتا

چھیڑتا مین جو اوسکو خلوت مین
وہ مرے سائے سے حذر کرتا

ایک جانب لگا لیا دل کو
کون ہر دم ادھر اودھر کرتا

دیکے تشبیہ سرو سے قد کو
کون مشہور بے ثمر کرتا

کسنے بھیجا ہے یہ بھی تو سمجھو
کیون نہ تو قیر نامہ بر کرتا

غیر کا او سکو ہو گیا دھوکا
کب وہ میری طرف نظر کرتا

چھیڑتا او سکو مین جو محشر مین
لاکھ آفت وہ فتنہ گر کرتا

نالے پر نالے روز کرتا مین
ایک اون مین اگر اثر کرتا

آرزوئین طواف کرتین روز
میرے دل مین اگر وہ گھر کرتا

خندہ زن تھا وہ میرے رونے پر
نالہ مین کس امید پر کرتا

سنگدل وہ ہے مین شکستہ گلو
خاک نالہ مرا اثر کرتا

شب فرقت تھی ساتھ تیری یاد
ورنہ رو رو کے مین سحر کرتا

گرتے آنسو اگر ندامت سے
قطرے قطرے کو وہ گہر کرتا

رحم کھاتا جو مجھپر ایک نفس
مین ترا شکر عمر بھر کرتا

جو گل ترے ہے محو سیر چمن
کاش شمشاد پر گذر کرتا

شیفتہ او ن ابرو خمدار کا
مستحق ہے تیغ کے وار کا

لطف مجھپر دیکھکر دلدار کا
رنگ پھیکا پڑ گیا اغیار کا

سات پردونمین بھی دیکھے گا تمھین
پڑ گیا پکا جسے دیدار کا

دل مین لذت آپکی گفتار کی
آنکھونمین ناز آپکی رفتار کا

دل شکستہ ہے یوہین لے لیجیے
مول کیسا خانۂ مسمار کا

بھولی باتین یاد دلواتا ہو نمین
یار سے کرکے گلا اغیار کا

تیغِ ابرو کسقدر سفاک ہے
خون کرنا روزاد سے دوچار کا

دل بوداغون سے بنا رشکِ چمن
آنکھون نے سیکھا چلن انہار کا

دیکھ اے ظالم نہ کر ویران اوسے
دل خزینہ ہے ترے اسرار کا

کسکے عاشق سے مین دون اپنی مثال
کون ثانی ہے مرے دلدار کا

دل ہتھیلی پر نگہ سوے زمین
یہ ادب ہے عشق کی سرکار کا

بیدلی کا لطف دکھلا دون اوسے
دل جو ملجائے کسی دلدار کا

ہنسکے میری سخت جانی کہتی ہے
کاٹ دیکھا آپ کی تلوار کا

کیا قیامت ہے کہ وہ پردہ کرے
جو مرا دیکھا ہے سوسو بار کا

کیون نہ کھلجائے دہان زخم دل
لے لیا بوسہ لبِ سوفار کا

مین مریضِ عشقِ چشمِ یار ہون
روگ ہے بیمار کو بیمار کا

کٹ گئے مین ابرو کی جنبش پر کئی
واہ کیا کہنا ہے اس تلوار کا

ایک بوسے کی جگہ دو لے لیے
اونکو موقع ملگیا تکرار کا

دلبرون مین کوئی بھی ایسا نہین
تو ہے جس شان اور جس وقار کا

وصفِ گیسوے مسلسل ہے رقم
ٹوٹے کیونکر سلسلہ اشعار کا

عرش و کعبہ کیا وہ دل ہے دیر ہے
جسمین جلوہ ہے بتِ پندار کا

جیفۂ دنیا کے طالب ہین کلاب
شیفتہ مین کب ہون اس مردار کا

تم گلِ تر ہو جو باغِ حسن کے
مین بھی ہون شمشاد اک گلزار کا

قسمت نے تمکو کبِ گلِ خندان بنا دیا
جب مجھکو عندلیبِ غم الخوان بنا دیا

اوس گل کو جس نے فخرِ گلستان بنا دیا
بالون کو رشکِ سنبلِ پیچان بنا دیا

تو صیفِ چشمِ یار مین قسمت کے پیچ نے
میرے قلم کو شاخِ غزالان بنا دیا

اوس نے نہ خواب مین کبھی دیکھی ہنسی کی شکل
جسکو ترے فراق نے نالان بنا دیا

سینے مین آ دیکھو ذرا روشنی کی سیر
داغون نے دل کو سروِ چراغان بنا دیا

تمکو اوسی نے غیرتِ حور و پری کیا
حورون کو جسنے دلکشِ انسان بنا دیا

اتنا کیا ہے تمنے وہان حسرتون کا خون
عاشق کے دل کو گنجِ شہیدان بنا دیا

مین رازِ حسن و عشق سمجھتا رہا جسے
تمنے اوسیکو رشکِ پنہان بنا دیا

وحشت مین دوسرون سے نہ ملنے کا ذکر کیا
اسنے مجھی کو جیسے گریزان بنا دیا

تھا میرے سینے مین جو مرا دل خلش پسند
قسمت نے مجھکو عاشقِ مژگان بنا دیا

کس در پر تھی تابشِ خورشیدِ روے یار
خونِ جگر کو لعلِ بدخشان بنا دیا

وہ سوچتے ہین پھر بھی مین آتا نہین ہون یاد
الفت نے مجھکو خوابِ پریشان بنا دیا

جب خاکِ کوے یار مرا پیرہن ہوئی
آنسو نے پھیکے چاک گریبان بنا دیا

کیونکر نہ مجھسے رم کرے میرا غزال چشم
عشقِ مژہ نے دل کو نیستان بنا دیا

تونے تو اپنے شورِ تبسم سے اے ملیح
ہر غنچۂ چمن کو نمکدان بنا دیا

آخر کو خوش متاعیِ بازارِ عشق نے
جنسِ نفیسِ حسن کو ارزان بنا دیا

اوس قد کو جو قیامت کہری سے کم نہین
شمشاد تمنے سروِ گلستان بنا دیا

مینے تو فقط ابروِ خمدار کو دیکھا
اوسنے کبھی مجھکو کبھی تلوار کو دیکھا

ہو جائینگے وہ کشتۂ اسبابِ مرض آپ
عیسےٰ نے اگر آپکے بیمار کو دیکھا

مضمون تڑپتے ہوئے الفاظ سے نکلے
کس ناز سے تمنے مرے اشعار کو دیکھا

محشر کی بھی ہلچل نہین آنکھو مین سماتی
جسنے ترے فتنہ رفتار کو دیکھا

مجھکو بھی ہوئی سرکشیِ سرو سے نفرت
جھکتے ہوے جب شاخِ ثمردار کو دیکھا

اسلام ریائی مین کھلا کفر نہانی
تسبیح کے دانون مین جو زنار کو دیکھا

گویا ہے شبِ ماہ اوسے تیرہ گوری
جسنے تری فرقت مین شبِ تار کو دیکھا

معصوم پہونچتے نہین طاعت سے وہان تک
محشر مین جہان تیرے گنہگار کو دیکھا

وہ گوہر مکنون ہے دلِ زار کہ جسنے
بازار کو دیکھا نہ خریدار کو دیکھا

اغیار کہین لاکھ کہ حیلہ ہے مرض کا
تمنے بھی کبھی اپنے دل افگار کو دیکھا

دن ہوتے ہی خورشیدِ قیامت سے پڑا کام
جب خواب مین اوس سایۂ دیوار کو دیکھا

جانکاہ تو اسباب ہین فرقت مین ہزارون
جانبخش فقط یار کے دیدار کو دیکھا

تمشا دلسے ہوتی نہین گلگشت کی خواہش
جس نے کبھی اوس غیرتِ گلزار کو دیکھا

جو وہ مرتا ہے تیرا اوسکا چرچا کیون نہین ہوتا
عدو بھی میرے ہی مانند رسوا کیون نہین ہوتا

کسیکے عشق کا گلیو مین چرچا کیون نہین ہوتا
مرے مانند آخر غیر رسوا کیون نہین ہوتا

کسیکا ناز سے مجھسے لپٹ کر ہاے یہ کہنا
مجھے حیرت ہے تو اپنا ہی شیدا کیون نہین ہوتا

دل و جان و جگر سبکو تعلق تیری الفت سے
تعجب ہے تو یہ آپسمین جھگڑا کیون نہین ہوتا

او نہین ہر رنگ مین پہچاننے پر مجھکو حیرت ہے
وہ مجھسے پوچھتے ہین تمکو دھوکا کیون نہین ہوتا

کیا غیرون کو مینے ترک غیرون نے مجھے چھوڑا
مین اوسکا ہو گیا دل سے وہ میرا کیون نہین ہوتا

اگر ہر ذرے مین اپنی زیارت کی تمنا ہے
کوئی میری طرح محوِ تماشا کیون نہین ہوتا

کہان تک خونچکان رس رس کر بہیگا دلکے زخمون سے
یہ چشمہ پھوٹکر آنکھون سے دریا کیون نہین ہوتا

ترے الفاظ جان افزا ہین جان بخشی مسیحا سے
تپ غم میری جان فرسا مین اچھا کیون نہین ہوتا

تمھارے فتنۂ رفتار سے محشر بھی برپا ہے
تمھارا وعدۂ فردا اب ایفا کیون نہین ہوتا

مرے ہی واسطے نادان ہین کمسن ہین بھولے ہین
کسیدن اونسے راز غیر افشا کیون نہین ہوتا

ادا سے ہاتھ رکھکر قلب عاشق پر وہ کہتے ہین
اگر دل مین تپ غم ہے تو دھڑکا کیون نہین ہوتا

تھکے جب ظلم سے وہ کس ادا سے مجھسے کہتے ہین
ترا تیور کبھی اے دوست میلا کیون نہین ہوتا

مری افسردگی سے پڑ گئی ہے اوس عشرت پر
کلیجا دشمنون کا اب بھی ٹھنڈا کیون نہین ہوتا

کوئی چوراونکے دلمین ہے جو وہ چوکنے رہتے ہین
مجھے اونکی طرف سے کوئی کھٹکا کیون نہین ہوتا

کسی صورت سے محشر مین تو چھٹکارا رہے اوس سے
گریبان گیر غم خون تمنا کیون نہین ہوتا

مرے دل مین خیال یار کی محشر خرامی سے
عدو کو ہوگی حیرت فتنہ برپا کیون نہین ہوتا

جو تیرے چاہنے والے عداوت سب سے رکھتے ہین
مجھے اونکی طرح شک دلمین پیدا کیون نہین ہوتا

کساد علم سے ہے گرم بازاری حماقت کی
پھر اب بھی عقل کے پتلون کو سودا کیون نہین ہوتا

مرے خورشید رو سی رات دن آنکھین لڑاتا ہی
رقیب روسیہ اسپر بھی اندھا کیون نہین ہوتا

وہ گل کہتا ہے میرے حسن کی شہرت ہے اوسپر بھی
تمھارے عشق کا شہرہ غوغا کیون نہین ہوتا

نہ خزان مین نہ تو بہار مین آ
اے گل تر مرے کنار مین آ

توڑ دون رشتۂ نفس اپنا
کچھ تو اے رونق جہان زار مین آ

اے مرے درد دل کی بیتابی
رحم بنکر مزاج یار مین آ

جان کردون نچھاور اے قاصد
تو اگر عین انتظار مین آ

اے سراپا سمۂ شکستہ دلی
دامنِ لطف کردگار مین آ

کیا ہے غیرون کی بزمِ عشرت مین
ماتمِ یارِ جان نثار مین آ

دیکھنا ہے جو قدرِ دردِ الم
کبھی میرے دلِ فگار مین آ

اے گرفتارِ سیرِ لالہ و گل
دلِ پُرخون و داغدار مین آ

دیکھنا ہین جو پیچ قسمت کے
کوچۂ تنگِ زلفِ یار مین آ

جبرِ اغیار سے جگر شق ہے
اب بھی ایدل تو اختیار مین آ

آئے ہین وہ مری عیادت کو
تو بھی اے زورِ جانِ زار مین آ

مجھسے کہتے ہین کرکے ترکِ خودی
میرے عشاق کے شمار مین آ

نشۂ عیشِ جاودان بنکر
اے مئی ناب تو خمار مین آ

اے خلش لاگ ہے جو تلوونسے
دشتِ وحشت کی نوکِ خار مین آ

چھوڑ زاہد خیالِ خلد برین
کوچۂ جانفزائے یار مین آ

رخ نہ کر سوئے الفتِ مژگان
پنجۂ مرگِ ناگوار مین آ

اے گلِ نورسِ بہارِ شباب
اپنے شمشاد کے کنار مین آ

محفلِ یار مین جو آ نکلا
وہ مرا درد آشنا نکلا

مل گیا کیا کہین سُراغِ اثر
نالہ بیتاب ہوکے کیا نکلا

آفتین اب جو آئین دور نہین
دل مرے ہاتھ سے بُرا نکلا

ہے وہی سب کچھ اور کچھ بھی نہین
دل عجب چیزِ بے بہا نکلا

وصل سے بھی نہ کچھ ہوئی تسکین
مرضِ عشق لادوا نکلا

جسکو آزاد جانتے تھے وہ دل
بستۂ گیسوِ دوتا نکلا

ہو گئی تھوڑی قلب کو تسکین
نالہ ہمشکل مدعا نکلا

میری شہرت کا دور بھی افسوس
صورتِ عمرِ بے بقا نکلا

وصل سے عشق ہو گیا دونا
کیا مرے دل کا حوصلا نکلا

رازِ الفت کے فاش کرنے مین
طفلِ اشک اور چلبلا نکلا

جس سے دیا خجل مشجّر مات
وہ مرا نقشِ بوریا نکلا

باوفا جسکو ہم کبھی سمجھے
وہ بڑا بانی جفا نکلا

تم تو دلبر ہو کیا گلہ تمسے
جب مرا دل ہی بے وفا نکلا

جس مین الفت کی چاشنی پائی
آپ ہی کا وہ مبتلا نکلا

آپ فرمائیے کہ ہین کسکے
دل ہمارا تو آپ کا نکلا

مین ہون عرفانِ عشق کا قائل
دل سے جو کچھ کہا بجا نکلا

نور پھیلا ہے چاندنی کے عوض
سیر کو کون مہ لقا نکلا

وصل مین چھیڑ گیا جو ذکرِ رقیب
دل کا ارمان بے مزا نکلا

اپنی تقدیر کو مین روتا ہون
آپکا اس مین کیا گلہ نکلا

جسکو طاعون کھ رہے ہین عوام
یہ بھی اک جادۂ فنا نکلا

عاشقِ سروقدِ گلرویان
کون شمشاد کے سوا نکلا

مین اگر اچھا ہوا جلدی تو کیا اچھا ہوا
اے مسیحا خون جب تیری عیادت کا ہوا

مین تمھین کو دیکے دل بیدل ہوا رسوا ہوا
پھر مجھی سے پوچھتے ہو دل تمھارا کیا ہوا

یہ سمجھنا چاہیے سبکو کہ مین اوس کا ہوا
یہ غلط سمجھے ہین وہ نا آشنا اپنا ہوا

ہر ادا پر ہے دلِ نا آشنا لوٹا ہوا
کیا بتاؤن یار کی کس آن پر شیدا ہوا

پہلے تو یہ قدر کی مجھکو کیا بے جرم قتل
اب وہ پچتا کر یہ کہتے ہین بڑا دھوکا ہوا

وہ پھرا مجھسے تو اب ساری خدائی پھر گئی
ایک عالم وہ بھی تھا مینے ہی جو چاہا ہوا

آپ پہونچایا ہے دستک آئینے پر جب غبار
پھر شکایت کیا کہ تیور یار کا میلا ہوا

سچ ہے استغنا زمانے سے عجب اکسیر ہے
خاک کا ہر ذرہ میرے واسطے سونا ہوا

ناز سے تم گھر سے نکلے یا قیامت آگئی
کیا ہوا آخر یکایک فتنہ کیون برپا ہوا

ظلمت عصیان تھی مثلِ تیرہ شب چھائی ہوئی
خوابِ غفلت سے ہمارے چونکتے تڑکا ہوا

وہ تماشا دیکھنے آئے ہین میری لاش کا
دار پر مجھکو مقدر کھینچکر سیدھا ہوا

تیری تیغِ ناز کا اعجاز ہے سب پر عیان
گرم جوشی سے ملی وہ اور مین ٹھنڈا ہوا

نقدِ دل پر ایک بوسہ دیکے بھی کہتے ہین وہ
یہ تو نقد قلب ہے اس سودے مین لوٹا ہوا

جسکی کل کلکل سے رکھتی تھی مجھے بکل مدام
ہائے اوس سے آج بھی پھر وعدۂ فردا ہوا

اپنے اپنے حسن کی سب پر حقیقت کھل گئی
جب تمھارے ساتھ میرے عشق کا چرچا ہوا

از سر یا تا سرے غیرو نکا ٹھہرا تم مرے
پھر بھی مین خوش ہون کہ اچھی طرح سے جھگڑا ہوا

اسکی نسبت کوئی بھی اپنی طرف کرتا نہین
کسطرح دنیا مین کذب بے پدر پیدا ہوا

دیکھیے کیا رنگ لائی ہے مرے دلکی تڑپ
ہاتھ میرے قلب پر رکھکر اوٹھین دھڑکا ہوا

عشق مین شرم و ذلت کیا مگر یہ خوف ہے
ناصح کمظرف کہدیگا مرا کہنا ہوا

تیرے خسارون کا جلوہ تھا عیان ہر پھول سے
بے سبب کب بلبلون کا باغ مین غوغا ہوا

ایک دن خلدِ برین مین پائینگے فرصت ضرور
سرگناہون کی ندامت سے اگر نیچا ہوا

تو ہی کر انصاف وہ کیونکر نہو مجھپر گران
مین نگاہِ غیر مین جس بات سے ہلکا ہوا

کیا تشفی ہو مجھے گو تو نے کھالی ہے قسم
تیرے وعدے کا کسی سے بھی کبھی ایفا ہوا

ہو گئین بے سود تدبیرین سب اچھے کام کی
ہان بُرائی سے مرے دل مین جو کچھ آیا ہوا

جسپر استغنا کی تھوڑی سی توجہ ہو گئی
اپنے بیگانون سے دم بھرمین وہ بے پروا ہوا

غیر سے ممکن نتھا کچھ پیر کنعان کا علاج
اپنے ہی نورِ نظر سے آپ جب اندھا ہوا

مین ہون شمشاد روان تم لالہ رخ غنچہ دہن
مین اگر شیدا ہوا تمپر تو کیا بیجا ہوا

میرے دل پر شیر دل ظالم ہے کیون بپھرا ہوا
وہ تو ہے اوسکی ادا پر آپ ہی لوٹا ہوا

شکوہ کیا نالہ اگر سر پر اوٹھائے آسمان
چٹکیان لیتا ہے کیون دلمین کوئی بیٹھا ہوا

جب سوال وصل کرتا ہون تو وہ کہتے ہین یہ
کیا مزاج ان روزون ہے کچھ آپکا بہکا ہوا

دیکھتے ہی اونکو اگلی صحبتین یاد آگئین
آنکھون نے پھر کھو دیا دل ہاتھ مین آیا ہوا

خلد مین ہرگز نہین ہے دل بہلنے کی امید
تیرے کوچے کا ہے نقشہ آنکھ مین چھایا ہوا

جاے دل تھا قطرۂ خون بنکے آنسو گر پڑا
اب وہی اک قطرہ اک دریاے امڈا ہوا

کون کہتا ہے کہ یہ الہام یا القا نہین
پالیا مضمون ہمنے آپکا سوچا ہوا

خون ہوکر وہ مری آنکھون سے آخر بہگیا
چٹکیون سے جو دل پُر درد تھا مسلا ہوا

اوٹھ گیا مشقِ تصور سے مرے دل کا حجاب
اور ہوگا آپ کے دیدار کا ترسا ہوا

الحذر کا نعرہ خود نکلا دلِ صیاد سے
صیدِ دل کو خاک و خون پر دیکھکر تڑپا ہوا

کیون نہ اوسکا دل دہلتا میری حالت دیکھکر
سانس تھی اوکھڑی ہوئی چہرہ بھی تھا اڑا ہوا

خون کا دعوی کرون کسطرح اوسپر حشر مین
آنکھین ہین جھپی ہوئی چہرہ ہے شرمایا ہوا

آپ دل سیکڑہ والپس دینے کی دھمکی نہ دین
مین تو پہلے ہی سے ہون اس بات کو سمجھا ہوا

فکرِ وصلِ یار مین کیون مارتا ہے ہاتھ پاؤن
جو ہے زنجیرِ خودی مین سر بسر جکڑا ہوا

کوچۂ جانان مین اے واعظ نہین تیرا گذر
باغِ جنت ہے مرا سو بار کا دیکھا ہوا

خوب لوٹین چلکے آنکھین سبزۂ و شبنم کا لطف
فرشِ مخمل پر ہے گنجِ گوہرین بکھرا ہوا

اور یارون نے تو اپنی ساری چالین ختم کین
آپ بھی چلدیجیے فقرہ کوئی چلتا ہوا

روزِ محشر کچھ مجھے فریاد کی حاجت نہین
پیشِ داور آپ ہے ظلمونسے وہ جھیپا ہوا

دھوم ہے سارے حسینونمین ہماری چاہ کی
آدمی کیا جو نہو دس بیس کا جانچا ہوا

ہے دراندازون سے دل مین اور دلبر مین فراق
ورنہ باہم ایک پر ہے دوسرا مچلا ہوا

میرے ہی دم سے ہے باغِ حمد کی ساری بہار
میرے ہی اشکِ ندامت کا ہے یہ سینچا ہوا

دشمنِ کمظرف کو سونا زہین بس چال پر
کھیل ہے یہ میرے بائین ہاتھ کا کھیلا ہوا

آپ ہی تاکید کی پھر آپ ہی ہے مجھکو رشک
کیون مرا قاصد گیا اونکی طرف دوڑا ہوا

کیا مین سمجھون اپنی حالت کیا مین دیکھون اپنی گت
آنکھین ہین چھت سے لگی دل ہے کہین اٹکا ہوا

دیکھتا ہون مین تمہارے رنگ مین قدرت کے کھیل
ہے صباحت مین ملاحت کا نمک چھڑکا ہوا

جتنے رکھے ہین محبت مین ہزارون پیچ و تاب
مینے دل پایا اوسی کے عشق مین الجھا ہوا

گو ہون شمشادِ گلستانِ وفائے گلبدن
عشقِ مژگان سے ہون مین ہر آنکھ مین کھٹکا ہوا

نشۂ الفت مین جب مین چور تھا
آپ مین آنا بہت ہی دور تھا

دل نہ کعبہ تھا نہ کوہِ طور تھا
تیرے جلوونسے مگر معمور تھا

نظرون مین تیرا رُخ پرنور تھا
آنکھون کا ہر پردہ رشکِ طور تھا

جو حسینون مین مرا منظور تھا
مردمِ چشمِ بتان کا نور تھا

کیا کہون کیا چیز تھی فرقت کی رات
روزِ غم کحلِ شبِ دیجور تھا

ہائے اوسکا ظلم کر کے پوچھنا
تو مرے کس لطف پر مغرور تھا

حسرتون کی اوسمین ہے اب دھوم دھام
عیش سے جو دل کبھی معمور تھا

جس سے اوترا بادۂ راحت شکن
وہ ہمارے زخم کا انگور تھا

اسقدر تھی بارشِ تیرِ الم
ہجر مین دل خانۂ زنبور تھا

اے فلک اب یاد بھی آتا نہین
کب مرا دل عیش سے مسرور تھا

دل تمھارے غم مین پھوڑا تھا اگر
آنکھ نہین بھی عالمِ ناسور تھا

شمع و گل تم بلبل و پروانہ مین
آرزوے وصل مین مجبور تھا

آپ سے قطعِ تعلق کے سوا
اور مین کس بات مین مجبور تھا

ہجر مین آنسو قیامت خیز تھے
نالہ بھی رشکِ صداے صور تھا

خلد مین رہتا نہ کیونکر مین اودھر
میرے دل مین ایک شکِ حور تھا

بزمِ عیشِ گلرخان مین آج بھی
سنتے ہین شمشاد کا مذکور تھا

عیان ہوتا ہے جسپر جلوہ تیرے نور وحدت کا
تو اوسکے دل مین رہتا پھر اوسے دل مین کثرت کا

نہ کیون خاکہ اوڑائین مانی و بہزاد حیرت کا
کھچا ہے میرے دل پر خوب نقشا تیری صورت کا

نہین جسطرح عاشق کوئی مجھسے اچھی سیرت کا
کیا ہے خاتمہ تیرے خدا نے حسنِ صورت کا

فنونِ علم سب حاصل مگر حیوان سے بدتر
اگر دل مین نہین انسان کے جوہر محبت کا

ترے کوچے مین تیری دید کا دیوانہ رہتا ہون
نہ مین دلدادہ حورون کا نہ مین مشتاق جنت کا

پھکا جاتا ہون سوزِ غم سے شعلے دل سے اُٹھتے ہین
کوئی لہر ابر بس جاے ادھر بھی ابرِ رحمت کا

تکلف کوئی بھی تکلیف سے خالی نہین ہوتا
کمالِ سادگی سرمایہ ہے سامانِ راحت کا

اسی سے جان لے اے چارہ گر میری گرانباری
غم کونین ہے ذرّہ مرے کوہِ مصیبت کا

فنا ہو جاے وہ تارِ شعاعی بنکے دم بھر مین
اگر خورشید پر سایہ پڑے میری نحافت کا

بدن پر نیل پڑ جاتے ہین آغوشِ تصور مین
یہ ادنی سا اثر ہے اوس پریرو کی نزاکت کا

عجب کیا ہے خدا کے سامنے بت بھی گواہی دین
کہ گو زاہد نہین ہون مین مگر خوگر ہون طاعت کا

امیدِ وصل کے صدقے کہ میرے آڑے آتی ہے
تحمل ورنہ ممکن ہی نتھا غمہاے فرقت کا

مین صبح وصل بھی اُٹھنے نہ دیتا تجھکو پہلو سے
چھپایا یہ خود ی نے حال مجھسے تیری رخصت کا

وہی ہم ہین وہی جلسے وہی سامان عشرت ہین
فقط اک دل کے بجھنے سے نہین وہ رنگ صحبت کا

مسرت تنگ آکر اوٹھگئی سر پیٹ کر اپنا
ہجوم اتنا ہوا دل مین غم و افسوس و حسرت کا

طپش دراصل یہ ہے سوز اسکا نام زیبا ہے
پھر اُمنہ میرے داغِ دل سے خورشید قیامت کا

کہا قاصد نے خط لیکر یہ میری بدگمانی پر
خدا سے ڈر جو تو قائل نہین میری سالت کا

عجب سرگرم رہتا ہے طواف کعبۂ دل مین
نہ پوچھو حال مجھسے اپنے مشتاق زیارت کا

مری الفت سے جسکے حسن کی شہرت تھی دنیا مین
نشان اوسنے مٹایا بعد مردن میری تربت کا

ہوا جاتا ہون پانی پانی اپنی سخت جانی پر
مجھے جسدم خیال آتا ہے قاتل کی ندامت کا

مین اپنے فقر کے صدقے ضیاے قلب ہے جس سے
سیہ کاری کا باعث ہے تو منہ کالا ہو دولت کا

تری الفت تو اب تک لپٹی جاتی ہے مین ایسا ہون
سبب کھلتا نہین اے شوخ مجھسے تیری نفرت کا

اوٹھایا ہاتھ مینے وصل سے اونکی خوشامد پر
وہ فرماتے ہین ہنسکر آدمی ہے تو مروت کا

جھڑکتا رہگیا تو بوسے پر بوسے لیے مینے
کوئی عاشق نہو گا اے پریرو میری جرأت کا

عدو منہ چڑہ رہا ہے اور بے قابو ہے میرا دل
بس اب جو کچھ توقف ہے وہ ہے تیری اجازت کا

برا ہون یا بھلا ہون تو ہین جنکا کہلاتا ہون
نچھوڑونگا مین دامن ہاتھ سے اونکی شفاعت کا

غزل شمشاد کی سنکر وہ کلروہنسکے کہتا ہے
نہین شاعر کوئی دنیا مین اب تیری طبیعت کا

کسکی برق نکہ نے کام کیا
کسنے نظارہ زیر بام کیا

مینے الفت مین بھی وہ کام کیا
جھک کے فرہاد نے سلام کیا

تمنے جس سے کبھی کلام کیا
ایک ہی بات مین غلام کیا

یہ سمجھ لو کہ تمنے نام کیا
کام میرا اگر تمام کیا

ضعف نے کی مدد تو آخر کار
دل سے سرکش کو مینے رام کیا

کردیا اپنے آپکو پامال
ہر روش مین یہ التزام کیا

مثل موسے لٹا دیا اوس کو
تمنے جس سے ذرا کلام کیا

تمنے خلوت نکال لی اپنی
میرے دل مین اگر مقام کیا

ایک ہی وضع پر نباہ دی عمر
جو کیا ہمنے وہ مدام کیا

زلف ورخ کی ہمیشہ کی تعریف
ذکر تیرا ہی صبح وشام کیا

ایک عالم کو کردیا پامال
تمنے جب دو قدم خرام کیا

بادۂ الفتِ احد کے لیے
میم احمد کو مینے جام کیا

خاصکر ہم ہی رہگئے محروم
جب کبھی تمنے قتل عام کیا

قعرِ عجب دریا مین پھینکدیا
جسنے میرا کچھ احترام کیا

نہ ملے وہ کسی سے میرے سوا
غیرون نے کیا کچھ اہتمام کیا

کیون نہ میرا ہو خون اوسکو حلال
جسنے جینا مرا حرام کیا

قیس و فرہاد نے بنا ڈالی
عشق کا مینے انصرام کیا

شیخ و واعظ کے اقتدا کے بعد
مجھکو رندون نے بھی امام کیا

عشق کی مینے آبرو رکھ لی
حسن کا تمنے انتظام کیا

کوچۂ یار مین قدم رکھکر
دور سے کعبے کو سلام کیا

ہین مری حسرتین ابھی زندہ
تیغ کو تمنے کیون نیام کیا

اجر سے صاف رہگیا محروم
کام جس نے برائے نام کیا

غم کونین سے ہوا آزاد
تمنے اپنا جسے غلام کیا

کی تری یاد نے مری امداد
جب غمون نے کچھ ازدحام کیا

کیون ہین شمشاد دل شگفتہ آج
غنچہ سان کس نے ابتسام کیا

آنکھون مین ہے یہ ضعف کہ اوٹھا نہین جاتا
پھر بھی ترے دیدار کا لپکا نہین جاتا

اک شوخ نے ایسا مجھے آنکھون سے گرایا
آنسو کیطرح خاک سے اوٹھا نہین جاتا

دشوار نہو کیون مجھے پوشاک بدلنا
یہ ضعف ہے اب رنگ بھی بدلا نہین جاتا

آخر ترے جلوے نے یہ کیا آگ لگادی
آنکھون کا دلِ زار سے جھگڑا نہین جاتا

تھی خواب مین مجھکو جو تری دید کی امید
دردِ دلِ مجروح سے سویا نہین جاتا

کسطرح مرے سر سے ٹلے کوہِ مصیبت
اب اونکے تصور سے بھی ٹالا نہین جاتا

وہ صفحۂ ہستی سے مٹاتا ہے مجھی کو
کیون نقشِ وفا مجھسے مٹایا نہین جاتا

بدلے کی تمنا مین کیے جاتے ہین چرچے
احسان جو احسان ہے دو لکھا نہین جاتا

کیا آکے مرے پاس کرینگے وہ عیادت
جنسے کبھی کچھ حال بھی پوچھا نہین جاتا

کسطرح نہ تھرّائے مرا سنگِ لحد بھی
مجرم ہون دلِ تنگ کا دھڑکا نہین جاتا

تجھکو نہ کوئی چاہے تو انسان نہین وہ
تو چاہے کسیکو یہی دیکھا نہین جاتا

جن آنکھون نے دیکھے ہین ترے حسن کے نیرنگ
اونسے تو کبھی ذوقِ تماشا نہین جاتا

ہر چند وہ دیتے ہین ترحم کے دلاسے
دل سے مرے تعزیر کا کھٹکا نہین جاتا

بخشش کے خیالات سے بہلا ہے مرا جی
تنہا لحد تیرہ مین سویا نہین جاتا

اے ضعف مرے دید کے لوٹون مین تو کیونکر
اب میری نگاہون سے بھی ڈوڑا نہین جاتا

تم وہ ہو کہ روٹھے تو منائے نہین منتے
ہم وہ ہین کہ روٹھین بھی تو روٹھا نہین جاتا

للّٰہ ذرا شرم کے پردے کو اوٹھا دو
یہ غم نہین جو تمسے اوٹھایا نہین جاتا

دل مین تو ہے یہ جوش کہ سب حال سنا دون
ہے ضعف کا یہ زور کہ بولا نہین جاتا

اغیار جو کرتے ہین مرے حال کی پرسش
اتنا بھی مرے یارون سے دیکھا نہین جاتا

کہتے تھے ہم شیشے سے بڑھکے ہے یہ نازک
دل توڑ کے اب آپ سے جوڑا نہین جاتا

ہم صبر و تحمل ہی کو روتے ہین ابھی سے
جاتا ہے جو دل ہاتھ سے کیا کیا نہین جاتا

کیونکر کہون بیتاب ہو نمین درد جگر سے
مجھسے تو ذرا ضعف سے تڑپا نہین جاتا

کسطرح تجھے مان لون اے شیخ خدا مین
تحدید نہو جس مین وہ دیکھا نہین جاتا

گنتون سے خطِ یار کو مین دیکھ رہا ہون
تقدیر کا لکھا ہے کہ سمجھا نہین جاتا

کیونکر کہون ہون مستِ مئے ناب محبت
جب عیش مرا آپ سے دیکھا نہین جاتا

شمشاد سے کی تونے بھی مہر و وفا مین
دل سے یہ غم اے سروِ دل آرا نہین جاتا

ایک بت کو جو رام کرنا تھا
آہون پر آہین مجھکو بھرنا تھا

کیون عیان کی تھی دلبری کی شان
لیکے دل تمکو جب مکرنا تھا

آپ پر مرکے مینے نام کیا
آخر اک روز مجھکو مرنا تھا

مینے مانا کہ آپ دل مین رہے
آنکھون مین بھی کبھی گذرنا تھا

ایک عالم کے سر چڑہا تو کیا
اونکی نظرون سے جب اوترنا تھا

چلتی تھی وہ زبان قینچی سی
دامنِ التجا کترنا تھا

چارکے کاندہون پر بھی ہون تو کیا
بحرِ غم سے مجھے ابھرنا تھا

کیون نہ جا بستے اوسکے کوچے مین
جب ہمین انتقال کرنا تھا

جسنے تمکو یہ پیاری صورت دی
ہمکو تو اوسکو پیار کرنا تھا

نہ رُکا ساری عمر اوسکا خون
دل کا ناسور تھا کہ جھرنا تھا

مین شہیدِ نگہ ہون غیر کے ساتھ
آپکو انتخاب کرنا تھا

ختم ہونے کو تھی جو وصل کی رات
زلف کو چہرے پر بکھرنا تھا

آپڑے ہین سرائے دہر مین بھی
چار دن کو کہین اوترنا تھا

خاک ہوتی تمھین وفا کی قدر
تمکو تو صرف نام دھرنا تھا

مسکے انگیا کہ چاک ہو چولی
اونکے جوبن کو تو ابھرنا تھا

سادگی پر مرے ہوئے تھے ہم
آپکو اور کچھ سنورنا تھا

کنگھی کو لیتے پنجۂ شمشاد
گلرخون کو اگر سنورنا تھا

جسنے مجمع مین تمکو دیکھا تھا
اوسکی آنکھون مین حشر میلا تھا

کیون اوٹھی اوس گلی سے میری نعش
مجھکو مانند اِشک گرنا تھا

حشر مین تیری دید تھی مقصود
اور جو تھا وہ سب بکھیڑا تھا

تمکو اپنی نگاہ کے مانند
مجھسے یون یک بیک نہ پھرنا تھا

مین ہی اے شیخ مے پرست نہین
کہین تمکو بھی مینے دیکھا تھا

غرق ہے جسکی سیل مین عالم
جوش پر میرے غم کا دریا تھا

کوئی پوچھے مرے زمانے سے
کیا ہے اسوقت پہلے یہ کیا تھا

اپنے معشوق کی وفا پر فخر
مینے اکثر یہ خواب دیکھا تھا

نفس کی صاف دہوکے بازی تھی
نام جسکا فریبِ دنیا تھا

تیرے سائے لباس سے تھے خجل
جنکے تن پر حریر دیبا تھا

تمسے رکھتا مین اپنی جان عزیز
تمنے کیا اپنے دل مین سوچا تھا

محوِ حیرت اگر رہین آنکھین
لطفِ دیدار خاک لوٹا تھا

بحرِ توحید کے شناور کو
قطرہ قطرہ نظر مین دریا تھا

اونکی آنکھون مین مین بُرا ہی رہا
جب تک اپنی نظر مین اچھا تھا

زلف کے داؤ پیچ بھول گئے
فتنہ آنکھون سے وہ اوٹھایا تھا

مجھکو اوتنا ہی پہنچنا ہے یہین
جسقدر تمنے دل کو مسلا تھا

ایک گل کا یہ پوچھنا کہ کہین
تمکو شمشاد دیکھا تھا

قیس جو عاشقی مین رسوا تھا
پوچھنا اوس سے تھا کہ مین کیا تھا

اوسکا دیدار کیا تماشا تھا
حشر مین ایک حشر برپا تھا

آج بھی اک نگاہ کا وہ تیر — کل جو پہلو مین ٹھیک بیٹھا تھا
تل بھر اغیار کو جگہ نہ ملی — میرے دل مین جو تو سمایا تھا
سب کی آنکھین لگی تھین تیری طرف — حشر مین تو بھی اک تماشا تھا
لے گیا میرے ہوش وصبر و قرار — خانۂ دل مین کون آیا تھا
بے محل تھی اگر ہماری چھیڑ — اونکا غصہ بھی ناز بیجا تھا
جس سے طوفان نوح مات ہوا — وہ مرے آنسوؤن کا لہرا تھا
اس خطا پر وہ پھر کبھی نہ ملے — غیر کے دل مین اونکو ڈھونڈھا تھا
بزم عشرت مین وہ بلا نہ سکے — دیدۂ تر سے مین جو رسوا تھا
جا پڑی میری غیر پر جو نظر — تم تو تم دل بھی مجھسے روٹھا تھا
کوئی عقدہ نہ حل ہوا اوس سے — دل کہین زلف مین جو اوجھا تھا
دل نہ چو رنگ ہو تو یہ تقدیر — تیغ ابرو کا وار پورا تھا
خود وہ کج بختیون سے نادم تھے — کچھ مقدر مرا جو سیدھا تھا
آرزو تھی مجھے اوسی دل کی — مینے جس دل مین تمکو پایا تھا
عمر بھر شاخ غم ہری ہی رہی — آنسوؤن سے جو مینے سینچا تھا

جانِ شمشاد کی الٰہی خیر
گلرخون مین کچھ اور چرچا تھا

خودی کو دل سے تو مشکل ہے دور مینے کیا — ستم یہ ہے کہ پھر اسکا غرور مینے کیا
وہ اپنے ہاتھ سے مجھکو اگر سزا کچھ دین — تو آپ اونسے مین کہدون قصور مینے کیا
سب اپنی فکر مین مین محو دیدار رہا — یہی تو کام بروز نشور مینے کیا

ہر ایک شکل مین پہچان ہی لیا مجھکو
ہزار رنگ مین او نیرنظور رہنے کیا

رموز عشق کا ادراک ہو گیا آسان
حواس خمسہ کو جب بے شعور رہنے کیا

ستم یہ ہے دل نازک کو سنگ توبہ سے
برنگ شیشۂ می چور چور رہنے کیا

یہ کہہ رہی ہے تجلی عارض جانان
تمہارے سینہ مین دل اشک طور رہنے کیا

جنون زدہ ہو مین دیوانہ ہون مجھے تسلیم
مگر کہو کہ تجھے ناصبور رہنے کیا

یہ کیا خبر تھی کہ ہو گی تمام خلق رقیب
تمہارے حسن کا چرچا ضرور رہنے کیا

یہ کہہ رہی ہے ضعیفی شباب سے ہنسکر
جہان جہان تری ظلمت تھی نور رہنے کیا

تری گلی مین پڑا تیری یاد کرتا ہون
نہ ذوق حور نہ شوق قصور رہنے کیا

نظر جمائے رہا آنکھین کھو کے بھی تیرے
یہی تو کام فقط بے فتور رہنے کیا

جفا مین آپکی شہرت کو مانتا ہون مین
وفا مین نام مگر اے حضور رہنے کیا

پری کو مینے نہ چاہا کبھی ترے آگے
نہ اپنے دل کو کبھی نذر حور رہنے کیا

ہزار خواہشین ہر اک کے دل مین مردہ تھین
جہان جہان کبھی کشف قبور رہنے کیا

بجا ہے آج یہ رنج و خمار کی تکلیف
زیادہ حد سے جو عیش و سرور رہنے کیا

جو لاکھ بار قناعت کرے تو زیبا ہے
جو مل گیا مجھے اوسکو غیور رہنے کیا

نکل پڑے مرے آنسو برنگ بادۂ ناب
اگر خیال شراب طہور رہنے کیا

غمون سے روح جو تحلیل ہوتی جاتی ہے
یہ ہے دلیل کہ بے حد سرور رہنے کیا

جو دل مین یاس بھری تھی وہ ہو گئی کافور
جہان خیال خدائے غفور رہنے کیا

کبھی نخواب مین بھی دیکھی صورت ساحل
تو خاک بحر الم کو عبور رہنے کیا

یہ کہہ رہی ہے کسی سے ترقی تقدیر
عروج تو سے ترا تا حضور رہنے کیا

ہنوز سینہ ہے شمشاد تختۂ لالہ
کہ داغِ عشق کو دل سے نہ دور مینے کیا

تیرا شہید خاص ترا جان نثار تھا
آزاد و کس مپرس جو روزِ شمار تھا

جوشِ خزان مین بھی مین ہی محوِ بہار تھا
میرے خیال مین جو بسا وہ نگار تھا

تیرے شہیدِ ناز کا بھی کیا مزار تھا
ہر تختہ تختۂ چمن لالہ زار تھا

تیرا بناؤ آنہین سکتا خیال مین
جو تیری سادگی تھی وہ سب کا سنگار تھا

کیونکر نہوتی میری ہلاکت تری جفا
جب میری زندگی کا وفا پر مدار تھا

دربارِ عام حشر مین دیکھا عجیب لطف
جو تھا غلامِ عشق وہی ذی وقار تھا

بیگانہ دار آج جو کرتے ہین مجھسے رم
مجھسے انہین حسینون سے قرب و جوار تھا

ہر دل مین اوسکی قدر تھی ہر آنکھ مین جگہ
مشہور ہر دیار مین جو بے دیار تھا

تمنے جو آج جلکے نکالا ہے وصل مین
کب کا مری طرف سے یہ دل مین بخار تھا

روندا ہے تونے ضد سے مری قبر پر جسے
اے شوخ شنگ تیرے گلے کا وہ ہار تھا

ممکن نہین ہے پہونچے کوئی میرے کیف تک
حلاج کا سرور تو میرا خمار تھا

اوسکا مقلد آپکا عاشق کبھی نہین
قیسِ حزین تو اک شترِ بے مہار تھا

کہتا ہے کیا تمھین ہو انوکھے وفا شعار
عشاق کا وفا ہی ازل سے شعار تھا

آنکھون مین برچھیون کی خلش اوس سے مانگیے
سینے پر اس غضب کا تمھارے ابھار تھا

کیا خاک خوبیان مری آتین تمھین نظر
میری طرف سے دل مین بھرا جب غبار تھا

ہر عضو انتخابِ گلستانِ حسن سے
گلزار لاکھ جان سے تجھپر نثار تھا

آنکھین مری جمی تھین تماشائے حسن پر
وہ شوخ مشتعل پئے بوس و کنار تھا

تونے نہ میرے طائرِ دل پر نگاہ کی
اے صید ناشناس یہ اچھا شکار تھا

مین اور تمکو چھیڑ کے کرتا عدوے جان
پہلو مین گدگدائے دلِ بیقرار تھا

مجھسے جو پوچھتے ہو تو مین تمسے کیا کہون
تم اوسکے تھے عدو جو مرا غمگسار تھا

جو شیفتہ ہوا ترے رخسار و زلف کا
پامالِ جورِ گردشِ لیل و نہار تھا

سمجھاتے اوج پیچ محبت کی کیا تجھے
تو تو ہوا کے گھوڑے پر اودسدم سوار تھا

کہتی تھی گوشِ گل مین سخن سنج عندلیب
شمشاد شاعرون مین بڑا نامدار تھا

غمِ فراق رہا دردِ انتظار رہا
ستم مین کوئی نہ کوئی گلے کا ہار رہا

تمھاری چال سے پامال ہو چکی خلقت
بس اور آمدِ محشر کا کیا فشار رہا

ضرور جرم سے ہو جائینگے بری معشوق
ستم کا ناز و ادا مین اگر شمار رہا

مری وفا سے بہت بڑھ گئی جفا اونکی
مگر وہ کہتے ہین ظلمون مین اختصار رہا

مین اپنے ضبط کے صدقے مری نہ جھپکی آنکھ
اگرچہ تیرِ نظر بھی جگر کے پار رہا

خراب ہمکو کیا جب ہمارے ہی دل نے
تو پھر زمانے مین کسکا اب اعتبار رہا

کیا جو یار نے ایما وہ مین بجا لایا
ادا شناس ہون میرا یہی شعار رہا

ذلیل تر کوئی مجھسا نہ تھا زمانے مین
خدا کی شان محبت مین فی قرار رہا

تری خوشی رہی موقوف میری گردش پر
مری خوشی کا ترے لطف پر مدار رہا

کبھی نہ ہاتھ سے تلوار رکھی قاتل نے
لہو کے چھینٹون سے گھر رشکِ لالہ زار رہا

بلا سے میری طاعت مین جان جاتی رہی
ہزار شکر وفادارون مین شمار رہا

نہ وہ ہوئے کسی حالت مین وصل پر مجبور
نہ مجھکو اپنی طبیعت پر اختیار رہا

مین اپنی جان سے جاتا رہا ترے غم مین | کوئی شگفتہ رہا کوئی سوگوار رہا
غم فراق کے صدقے کہ تیری فرقت مین | نیازمند رہا دل سے جان نثار رہا

شگفتہ خاطر و شاداں رہا وہ رشکِ چمن
برنگِ ابر جو شمشاد اشک بار رہا

جو مین نشانۂ تیر نگاہِ یار رہا | دمِ وصال بھی بیتاب و بے قرار رہا
یہ آجتک نہ کھلا کون شوخ ہے منظور | مدام دیدۂ دل صرف انتظار رہا
ترے گدا کو ملا بور یا تو غم کیا ہے | کمال زردیِ رخ سے وہ زرنگار رہا
تمھارے پھول سے گالون سے ماہ کو نسبت | ہمیشہ سوزِ حسد سے وہ داغدار رہا
رہا دِمہر کسی روز ہو گی سرمہ صبح | اگر مقابلۂ آہِ شعلہ بار رہا
کیا وہ مست مجھے چشم مست ساقی نے | کہ نام کو نہین مجھ مین کبھی خمار رہا
نہ ایک طرح زمانے نے کی وفا مجھسے | نہ تیری آنکھون کو اک رنگ پر قرار رہا
کبھی نہ حسنِ خداداد پر قناعت کی | تری نگاہ مین حسن آفرین سنگار رہا
مبارزانِ محبت مین دل نہ ہارا مین | ہمیشہ تیغِ الم سے جگر فگار رہا
مرے نیاز کی وقعت ذرا نہ کی تو نے | سمندِ ناز پر ای جان تو سوار رہا
تمام سال رہیگی بہار ساون کی | جو مین فراق مین اک گل کے اشکبار رہا
جنون مین مری صحرا نوردیون کو نیوچھے | ہمیشہ دامنِ کہسار تار تار رہا
تمام پھونک دیا عشقِ روی تابان نے | ہوا جو زلف کا سودا تو انتشار رہا
سیاہ سینۂ سوزان کی آہ سے ہوگا | جو شامیانۂ گردون سرمزار رہا
کبھی نہ وصل میسر ہوا بجز فرقت | خزان نصیب ہوا و الۂ بہار رہا

ہرے نہ وصل مین رہتے جگر کے گھاؤ کبھی | وہ اپنی زلف کے سر سے مشکبار رہا

گلون کے وصل سے شمشاد سبز کے محظوظ
مین ایک نالہ کنان صورت ہزار رہا

کیون راز ڈھونڈھتے ہین پیر و جوان اُڑا | کھلتا نہین ہمین یہ ستر نہان ہمارا
کیا ہمسے پوچھتے ہو نام و نشان ہمارا | ہم مرغ بے ہین تہ گھر لامکان ہمارا
آہون نے بعد مردن اوٹھے لحد کے تنکے | زیر زمین نہ ٹھہرا یہ کاروان ہمارا
اونسے الگ تھے جبتک برگشتہ تھی ہر اک شی | اونکے ہوے تو اب ہے کون و مکان ہمارا
ایمان ہو کہ ہو جان تم پر سبھی ہے قربان | جب دل ہوا تمہارا پھر کچھ کہان ہمارا
تربت کا ذکر ہی کیا وہ بھی مٹا کے چھوڑا | اونسے نشان کوئی پایا جہان ہمارا
اللہ رے ضعف بے حد نالے کے تار پر تھے | ہے شکوت آسا ہر سر مو دان ہمارا
وہ ظلم کرکے خوش ہین افسوس ہمکو اسکا | اونکو نہ سونے دیگا شور فغان ہمارا
ہنگام عرض الفت تھا دیکھنے کے قابل | اعراض سمع اونکا ذوق بیان ہمارا
ہم ہین تمہارے عاشق کوچہ مین ہین تمہارے | کیا ہمسے پوچھتے ہو نام و نشان ہمارا
جیسے عدم مین ہم تھے ویسے وجود مین ہین | کیا تھا وہان ہمارا کیا ہے یہان ہمارا
آتے ہین ہمسے ملنے لاکھون ہی شیخ و زاہد | جب سے ہوا ہے مسکن کوی بتان ہمارا
لوٹا ہوا ہے تجھپر مچلا ہوا ہے تجھپر | کیا دل سنبھال لیگی حور جنان ہمارا
کوئی دقیقہ تمنے چھوڑا نہین جفا مین | پھر بھی رہا وفا مین پلہ گران ہمارا
جب سے جدا ہوا ہے تو اے بہار خوبی | گلزار آرزو ہے وقف خزان ہمارا
دنیا مین آخرت کا اندیشہ کیون کرین ہم | جو ہے یہان ہمارا وہ ہے وہان ہمارا

ناصح سے کیا چھپائین ہم رازِ عشق اے دل
سب حال ہو چکا ہے اوسپر عیان ہمارا

ہے آسمان کیا شی جھگڑا ہے مدتون سے
سمجھا ہے سوزِ دل نے یہ ہو دھوان ہمارا

آنا ہے تو اب آؤ ہے خیریت اسی مین
ہین انتظار کرتی حورِ جنان ہمارا

ای شوخ محو ہو کر تجھ مین جو مٹ گئے ہم
ذکرِ جمیل ہوگا اب جاودان ہمارا

دشمن کا ذکر ہی کیا حیرت تو ہمکو یہ ہے
اب جان کا عدو ہی آرامِ جان ہمارا

گلزارِ سینہ مین ہے شکلِ صنوبری دل
اوسمین ٹہل رہا ہی سروِ خیان ہمارا

شمشاد بڑھکے نکلا حورانِ خلد سے بھی
وہ گلبدن ہمارا غنچہ دہان ہمارا

موسم گل جوش پر ہے اندنون آیا ہوا
پھر بھی میرا غنچۂ خاطر ہے مرجھایا ہوا

طائرِ دل تیرے دامِ مکر مین آیا ہوا
ہے گلِ لختِ جگر منقار مین لایا ہوا

دل مسلتی ہین اسکی شوخیون کی چٹکیان
یہ جو بیٹھا ہی مرے پہلو مین شرمایا ہوا

ہین اسکے نشۂ الفت مین ہون مست و خراب
بہکی بہکی باتین جو کرتا ہے اٹھلایا ہوا

ایکدن اوس شوخ نے دیدی تھین مجھسے مثال
صرف اتنی بات پر دشمن ہے اترایا ہوا

رندونکی کیونکر ہو واعظ کے فرشتون کو خبر
میکدے پر ابر ہے چاردن طرف چھایا ہوا

قطرۂ اشکِ ندامت را بچشمِ کم مبین
ایک بحرِ بیکران ہے خوب لہرایا ہوا

میرے دل مین آتے ہی جوبن گیا ہے اضطراب
آپ کے دل کا کوئی مضمون ہی پایا ہوا

ہو رہا ہی باعثِ شادابی گلزارِ خلد
ایک لہر اسمیری چشمِ تر کا بر سایا ہوا

گوہرِ ناسفتہ سے کسطرح دون تشبیہ دل
سو جگہ تیری نظر سے جب ہے برمایا ہوا

اوسکے عقدون کے سلجھنے کی تمنا ہے فضول
گیسوِ پُر پیچ مین جو دل ہے اوجھایا ہوا

نعمت اپنے دردِ الفت کی مجھے کردے نصیب
غم تو ہے مجھ خستہ جان کا پہلے سے کھایا ہوا

ایک تم ہو جنکو عشرت سے نہین میری خبر
ایک مین ہون سیکڑون آفت کا ترمایا ہوا

ہو نہین سکتا ہے اوسمین پند ناصح کا گزر
میرے دل پر عشق کا پہرا ہے بیٹھا یا ہوا

مجھسے بڑھکر کون ہے دلدادۂ حسن و فا
تمسے زائد کسکو انداز ستم بھایا ہوا

گیسوِ پر پیچ کے عاشق کو اوالجھن کیون نہو
ناصح مشفق کا ہر فقرہ ہے سُلجھایا ہوا

فتنۂ بدنامیِ الفت نہ بیٹھے گا کبھی
آنکھونکا اشکون سے ہے طوفان اوٹھوایا ہوا

غیر ممکن ہے حسینون پر نہ اوڈھ جاے نظر
اچھی صورت کا ہو نہین بچپن سے للچایا ہوا

میرے استقلالِ دل کی اور ہمت بڑھگئی
دیکھکر گم کردہ دل دشمن کو پچھتایا ہوا

ناصح مشفق مجھے کسطرح لاے راہ پر
جب سمجھتا ہی نہین مین اوسکا سمجھایا ہوا

وہ قدِ شمشاد جو تھا غیرتِ سرو چمین
آج ہے تیری کمر کی طرح بل کھایا ہوا

کوے تجرید مین جو آنکلا
وہ مراد در آشنا نکلا

دلنشین یار دلربا نکلا
ہای ہم سوچے کیا تھے کیا نکلا

مین جو نکلا بھلا تو کیا نکلا
اونکی نظرون مین جب بُرا نکلا

جو سوے کعبہ بار یا نکلا
وہ خدا سے بہت جدا نکلا

نازِ بیجا کرون وفا پر کیون
دوست جب دشمنِ وفا نکلا

میرے دل مین ہے شوخیونکی ترنگ
یار دلدادۂ حیا نکلا

مجھکو تھا اعتماد نالے پر
یار تک وہ بھی نارسا نکلا

ہو گیا اب مین ضبط کا خوگر — بڑھکے درد آپ ہی دوا نکلا
ایک دل پر تھی زندگی وہ بھی — کشتۂ خنجرِ ادا نکلا
جنگئے وہ تو شرم کے پتلے — دل مگر سخت چلبلا نکلا
میرے پہلو سے یار اوٹھکے چلا — دامنِ دل مگر دبا نکلا
عشق کی کوئی داستان نتھی — جس مین میرا نہ ماجرا نکلا
جستجو پر میان ملکِ فنا — عشق ہی جادۂ بقا نکلا
لاکھ پردون مین بھی وہ چھپ نسکے — حسن بھی کیا ہی خود نما نکلا
کیون تلاش بقا نہو بے سود — دہر سرمایۂ فنا نکلا
تیرے کس عضو کی کرون تعریف — ایک سے ایک کچھ سوا نکلا
جیتے جی خلد کا مزا آیا — تیرے کوچے مین جب مین جا نکلا
مینے مقتل مین دی خوشی سے جان — وہین خوش حوصلہ مرا نکلا
جس سے امید تھی وفا کی مجھے — وہ ستم دوست پُرجفا نکلا
نہوئی ایک بھی دعا مقبول — کام نکلا تو بے دعا نکلا
بڑھگئی دل مین فکرِ بے شغلی — جب مرا کوئی مدعا نکلا
مجھکو دیکھا جو زیر بام کہا — بہر سیر ایک باؤ لا نکلا
نہ کھلا محوِ دید قاتل پر — جان نکلی کہ مدعا نکلا

گلرخون مین بھی بیٹھکر شمشاد
یہ تعجب ہے یار سا نکلا

یہ جان لے کہ کچھ بھی ای بیخبر نجاتا — اپنے ہی مرتبے کو تو نے اگر نجانا

گستاخ اوس گلی مین ای نامہ بر نجانا
جانا تو جلد آنا للہ مر نجانا

مجھسے جو پوچھتے ہو تم میرے دل کی حالت
چہرے سے اپنے پہلے کہدو او تر نجانا

لازم نہین کہ سیرت صورت کے ہو موافق
ای دل کبھی کسیکی تو شکل پر نجانا

ای چارہ گر سے گا چاک جگر کو تو کیا
جب تو نے اسکو زخم تیر نظر نجانا

میری یہ ہے تمنا دفن بھی ہو تو اوسمین
ناصح یہ کہ رہا ہے تو اونکے گھر نجانا

جو کچھ ہوا وہ تیرے افضال سے ہوا ہے
اپنی دعا کا مینے کچھ بھی اثر نجانا

کہتے ہین ضبط اسکو اخفای عشق یہ ہی
چارہ گرون نے میرا درد جگر نجانا

مدقوق لاغری سے ٹھرا تو غم نہین کچھ
خوش ہون کہ چارہ گر نے عشق کمر نجانا

جھگڑا لگا دیا ہے تمنے دل و جگر مین
اوسپر بھی مینے تمکو بانی شر نجانا

آسان جان جانا مجھپر ہے جان جانان
مشکل تری گلی مین شام و سحر نجانا

اب سر گنوا کے اپنا یہ سوچنا عبث ہے
الفت کو مینے پہلے کیون درد سر نجانا

تمنے متاع ہستی لیکر دکھائی صورت
اوسپر بھی مینے اپنا کوئی ضرر نجانا

طفلی سے تا بہ پیری کین تین منزلین طے
دنیای دون کو مینے کب رہگزر نجانا

سب پر گمان نیکی ہے اصل آدمیت
وہ ہے بشر بشر کو جسنے بہ شر نجانا

محتاج ہونے پر بھی دل کا مین وہ غنی ہون
دنیا کے مال و زر کو کچھ مال و زر نجانا

ملنے کا ہے جو وعدہ مینے سنور نے مین بھی
زلفون سے کہ رہے ہین جلدی سنور نجانا

جو کچھ کہو گے اوسپر پورا عمل کرونگا
وعدہ جو کر چکے ہو اوس سے مکر نجانا

او سکے فروغ رخ سے روشن ہین میری آنکھین
ای زلف تو ہوا سے اسدم بکھر نجانا

مغلوب عشق مین تھا کچھ مجھسے بن نہ آتی
دلپر وہ قبضہ کرتے افسوس کر نجانا

رہبر کی رہبری سے محروم ہی رہا وہ
دنیا مین جسنے رہکر داب سفر نجانا

ناصح نے سچ کہا تھا اوس شوخ کی گلی مین
اپنے متاع دل سے تو بیخبر نجانا

نسرین و یاسمن سے کیا دون مثال اونکی
وہ گال جنکو مینے شمس و قمر نجانا

کیونکر فدا نکرتا مین نقد جان و ایمان
تمسے عزیز مینے ای سیمبر نجانا

میری یہ آرزو ہے ناصح ادھر نہ آئے
ناصح کا حکم مجھپر ہرگز اُدھر نجانا

وہ داغ ہے جگر پر خورشید حشر کو بھی
اپنے دھوین کا جسنے ادنی شرر نجانا

پھولی پھلی غزل بھی اک گل کے ہاتھ آئی
شمشاد شاعری کو جب بے ثمر نجانا

کاش یہ انقلاب ہوجاتا
ناصح شیخ شاب ہو جاتا

بیحجاب آتے وہ تو کیا ڈر تھا
حُسن اونکی نقاب ہو جاتا

مین نہ مرتا جو تیری صورت پر
مجھکو جینا عذاب ہو جاتا

پرتو رخ جو ڈالدیتے تم
ذرہ بھی آفتاب ہو جاتا

دل ہی ہوتا جو میرے کہنے مین
آپکا اے جناب ہو جاتا

مضطرب ہون جو وہ ترس کھاتے
آپ مین اضطراب ہو جاتا

اپنے گھر مین جو وہ جگہ دیتے
ضعف پیری شباب ہو جاتا

وہ بگڑتے تو ہم بھی بن جاتے
کچھ تو اونکا جواب ہو جاتا

تم اگر پیتے میرے ساتھ شراب
کوئی جلکر کباب ہو جاتا

مین سمجھتا زوال حسن اسے
تو اگر آفتاب ہو جاتا

دیکھ لیتا اگر کسیکے گال
گل جلن سے گلاب ہو جاتا

مسکرا کر جو تو خفا ہوتا
لطف تیرا عتاب ہو جاتا

تم چھڑکتے جو سامنے سے نمک
زخم چشمِ پُر آب ہو جاتا

طعمۂ نور ہوتے شمس و قمر
وہ اگر بے حجاب ہو جاتا

مین دکھاتا جو اپنے دل کے داغ
کیا خجل ماہتاب ہو جاتا

دودِ دل کا جو دیکھتین مرغول
زلفون کو پیچ و تاب ہو جاتا

سببِ گریہ پوچھتے وہ اگر
صاف گونگے کا خواب ہو جاتا

شیخ کج باز کاش پی کے شراب
محوِ راہِ صواب ہو جاتا

جوشِ گریہ اگر دکھاتا مین
چرخ اوسکا حباب ہو جاتا

مست آنکھین دکھاتے تم مجھکو
نشۂ بے شراب ہو جاتا

دیکھتا طولِ روزِ محشر کا
پیش میرا حساب ہو جاتا

شربتِ وصل اگر پلا دیتے
تمکو بھی کچھ ثواب ہو جاتا

عشق کے معرکے کو کرتا طے
مین اگر انتخاب ہو جاتا

مین جو کرتا جنون مین بھی کچھ
عشق کا وہ نصاب ہو جاتا

گلبدن وہ تھے اور مین شمشاد
کیون نہ مین باریاب ہو جاتا

ردیف بای موحدہ

گو ہے زنارِ شعاعی سے برہمن آفتاب
پھر بھی ہے واللہ فیضِ ربنا ذوالمن آفتاب

بندگانِ خاص رب سجدے مین جھکنے کے نہین
ایک کیا نکلین اگر دن بھر مین باون آفتاب

بدر ہے حسنِ جمالی کا اگر عکسِ صحیح
پرتوِ نورِ جلالی کا ہے خرمن آفتاب

کیون نہو اسکی طرف اہل بصیرت کی نظر
نوعروسِ صنعِ خالق کا ہے جوبن آفتاب

گاہ بنجاتا ہے مشعل طالبِ حق کے لیے
گاہ ہوجاتا ہے اوسکی رہ مین رہزن آفتاب

تیرے طالب نے جو صحرای طلب مین جان دی
گنبدِ زر بنگیا بالائے مدفن آفتاب

قوتِ تحلیل و تکثیف اسکے دستِ خاص مین
قہر ہے رکھے اگر عالم سے اون بن آفتاب

صنعتون سے ڈالدی علم طبیعی کی بنا
بے سروپا رہکے بھی کتنا ہے پُرفن آفتاب

علتِ رنگینیِ مصنوعِ ماہ و نفروز
صنعِ خالق کے لیے برہانِ روشن آفتاب

ذرہ ذرہ بن کیون کسطرح قدرت کے کھیل
نور سے بھرتا ہے ہر ذرے کا دامن آفتاب

دانۂ تسبیح بنکر ہوتے ہین انجم عیان
گوشۂ مغرب مین جب چھپتا ہے سُمرن آفتاب

کیون نہون اشیای رنگارنگ ہر دم جلوہ گر
صرفِ ترکیبِ عناصر ہے ہمہ تن آفتاب

ملگئی اضداد مین حسنِ تناسب کی جھلک
علتِ بادِ سموم و ابرِ بہمن آفتاب

گوشۂ مغرب مین چھپکر دوربینِ ماہ سے
دیکھتا ہے رات بھر تارون کا جوبن آفتاب

اپنے ہر ہر کام مین محتاج رہتا ہر بشر
دھاتون مین پیدا نکر دیتا جو آہن آفتاب

ہے نقابِ بے حجابی ورنہ ہوجاتا ابھی
ہر نگہ مین شعلۂ وادیِ ایمن آفتاب

گلفشانی پر جو آجاتا ہے ہنگامِ بہار
پھولون سے صحرا کو کر دیتا ہے گلشن آفتاب

اسلیے رکھتا ہے کرنون کے کروڑون ہاتھ پیر
کانون مین کرتا ہے صنعت کرکے وزن آفتاب

کرتے ہین نا تجربہ کار اسکے آپسمین گلے
دق نہین کرتا کسیکو ہوکے بدظن آفتاب

ٹھیک ہر سیارے مین رکھتا ہے اپنا انتظام
کام سے کرتا نہین فریاد دشمن آفتاب

اصلِ الفت ہے کشش اوسپر ہے جب اسکا مدار
عاشقون کا کیون ہوای شمشاد دشمن آفتاب

مصروفِ زیب وزین ہمہ تن ہے آفتاب
بیشک عروسِ دہر کا جوبن ہے آفتاب

کیون زخمِ سینہ چاک گریبان صبح ہے
یہ ہے جگر مین داغ کہ روشن ہے آفتاب

ای شوخ ڈانک کی نہین ملتی مجھے شبیہ
تگ زیور و نمین بدرہین کندن ہے آفتاب

سیارے اسکے زور مین کرتے ہین گردشین
اپنے نظام کے لیے انجن ہے آفتاب

افراطِ نور سے نہین جمتی ذرا نظر
بیشک ضیای شعلۂ ایمن ہے آفتاب

زلفون نے رخ پہ اوڑکے گہن بھی دکھا دیا
بیشک کسیکا چہرۂ روشن ہے آفتاب

ابرِ محیط کیون نکھون مین نقاب کو
چہرہ ترا جوای بت پرفن ہے آفتاب

اب بھی جگر کے داغ سے چاہون تو پھونکدون
ناحق شرر فشان سرِ مدفن ہے آفتاب

کنٹھا قبای یار کا ہے ماہِ نو اگر
زرین ترنجِ گوشۂ دامن ہے آفتاب

ممکن نہین جما کے نظر دیکھلے کوئی
قصرِ بلندِ یار کا روزن ہے آفتاب

پُر نور کیون نہ میری لحد ہو بسان روز
داغِ محبتِ دل روشن ہے آفتاب

تارون بھری نہین ہے فلک پر یہ کہکشان
جیتا کسیکے نام کی سمرن ہے آفتاب

کرتا نہین کبھی کسی منزل مین یہ قیام
گویا تمام خلق سے بدظن ہے آفتاب

ہر جزو و کل کی صنع مین ہے اسکو دخلِ تام
صناعِ زمانہ کا مخزن ہے آفتاب

اک بت کو پوجتا ہون مین کس آن بان سے
مہتاب آسنی تو سنگھاسن ہے آفتاب

خورشید زار کیون نکھون اپنے سینے کو
ہر داغ روشنی مین ہمہ تن ہے آفتاب

جھائین پڑینگی گال پر اوٹھ جاؤ دھوپ سے
جانی صبیح رنگ کا دشمن ہے آفتاب

ای بت تجھے جو سجدہ کرے کیا بعید ہے
زنار ہے شعاعِ برہمن ہے آفتاب

تلوون سے اوسکے بدر کرے کیا برابری
جسکی شبیہ کا رخِ روشن ہے آفتاب

ایسی تمام دہاتونکی کرتا ہے کاٹ پیٹ
گویا فقط مربّی آہن ہے آفتاب

چہرے سے تابہ زلف نہ پہونچی کبھی نظر
نورِ نگاہ کے لیے رہزن ہے آفتاب

رفتار مین ذرا نہین کرتا کبھی خلاف
ہر چند بے لگام کا توسن ہے آفتاب

مداح دل سے کیون نہو شمشاد تر زبان
مشاطۂ عرائسِ گلشن ہے آفتاب

ردیف بای فارسی

اوس کے رخِ روشن سے جو ہمدوش ہوئی دھوپ
جیسی ہی نہین جیسے کے روپوش ہوئی دھوپ

افلاک سے بیتاب سرِ خاک گری ہے
کسکے رُخِ پُرنور سے بیہوش ہوئی دھوپ

بے پردہ جو تیرا رُخِ روشن نظر آیا
خورشید قیامت کی فراموش ہوئی دھوپ

وحشت مین جو کانٹون نے مرے تلوون کو چھیدا
چھینٹے وہ اوڑے خون کے گلپوش ہوئی دھوپ

خورشیدِ قیامت سے بڑہے کان کے موتی
جسوقت ہم آغوشِ بنا گوش ہوئی دھوپ

پہونچی رخِ روشن کی چمک چرخِ برین پر
لوساغرِ خورشید کا سرپوش ہوئی دھوپ

اک رنگ مین رہتی نہین ای ابرِ بہاری
ہم طرزِ خیالِ بتِ می نوش ہوئی دھوپ

ایام خزان مین نہین یہ ابر کے ٹکڑے
غم مین گل و سنبل کے سیہ پوش ہوئی دھوپ

بہلا نہ سکی مجھکو ذرا نزہت جنت
اوس کوچے کی مجھکو نہ فراموش ہوئی دھوپ

کب مہر کی خورشید سے کی مینے تمنا
کیون در پئے آزار بصد جوش ہوئی دھوپ

چٹ کر گئی میری شبِ فرقت کو دمِ صبح
اک میرے لیے آج بلا نوش ہوئی دھوپ

رہ رہ کے جو ہو جاتی ہے برسات مین یکم
عشاق کی گویا خرد و ہوش ہوئی دھوپ

کسطرح نہ اب لوٹے ترے پاؤن کے نیچے
ای مست تری آنکھون سے مدہوش ہوئی دھوپ

وحشت مین سودشتِ مصیبت جو مین نکلا
لینے کو مرے دوڑکے آغوش ہوئی دھوپ

بکھرے ہوئے وہ بال تھے ابرِ کرم تھا
چمکا جو وہ رخ اور جفا کوش ہوئی دھوپ

بیو ندِ شبِ غم نہو یہ روزِ الم بھی
کیون شمع صفت صبح خموش ہوئی دھوپ

بالون سے جو کانون کے چمکنے لگے بُندے
خلوت مین بھی اوشوخ کے تا دوش ہوئی دھوپ

سوزِ تپِ غم نے ترے وحشی کو کیا راکھ
رہ رہ کے جلانے سے سبکدوش ہوئی دھوپ

خورشید تمھین دیکھ کے رفتار یہ بھولا
دن بھر مین فقط فرق سے تا دوش ہوئی دھوپ

سورج کی کرن اوسمین ٹکی دیکھکے ای شوخ
سودل سے فدای سرپا پوش ہوئی دھوپ

شمشاد کے ہمراہ ہے گلگشت مین اک گل
بیجا نہین گلشن سے جو روپوش ہوئی دھوپ

ردیف تای مثناۃ فوقانیہ

نظر مین پھرتی ہے اب تک وہ خواب کی صورت
غضب تھی ہاے کیسے شباب کی صورت

جو دیکھنا ہو کھلی انقلاب کی صورت
تو اسکا آئینہ ہے شیخ و شباب کی صورت

یہ دیکھیے کہ ہوئی دید آپ مانع دید
نگاہین ہوگئین حائل نقاب کی صورت

مجھے یہ فکر کرون لاجواب اونکو یہ دھن
سوال ہی سے نکالون جواب کی صورت

مین سمجھون شیخ کو اوسوقت تارکِ مے ناب
کہ خلد مین بھی نہ دیکھے شراب کی صورت

بجای سیخ ہے عشقِ دراز مژگان
دل برشتہ غم ہے کباب کی صورت

نہین ہے جوہر ذاتی تو کیا بجھائیگی پیاس
نہر ار آب نما ہو سراب کی صورت

جو ولولے تھے لڑکپن کے یا جوانی کے
نہ پھر ملے کبھی جا کر شباب کی صورت

تری کمر سے وہ پٹی ہے اور مین محروم
مجھے تو زہر ہی لگتی ہے ڈاب کی صورت

دہل رہے ہو دلِ مضطرب کی دہڑکن سے
چھپائے چھپتی ہے کب اضطراب کی صورت

ہمارے بہیس مین گلیون کی خاک اڑانے لگے
نکالی یارون نے یہ سدِّ باب کی صورت

قمر ہزار طرح ابر مین کرے گھونگھٹ
کہان نصیب تمھارے حجاب کی صورت

ہوا جو حد سے سوا عفوِ جرم پر اصرار
کسیکے رحم نے پکڑی عتاب کی صورت

عدو کے پاس سے آتے ہو بال بکھرے ہین
کھلی ہوئی ہے مرے پیچ و تاب کی صورت

اوتر گیا جو جوانی کا موج زن دریا
ڈہلے اک آن مین جوبن حباب کی صورت

اگر نہین سر دفتر فرد گذاشت کی مد
تو صاف پیش نظر ہے حساب کی صورت

جو میری آنکھون نے دریا بہائے رو رو کر
حباب ابھرے ہین چشم پر آب کی صورت

ملا جو حکم مجھے شرح حال کا اک دن
تو ایک جملے نے پکڑی کتاب کی صورت

وہ ہوتے جاتے ہین عشاق سے ذرا بدظن
نکلتی آتی ہے اب انتخاب کی صورت

کسی کے ساتھ پیا تھا جو بادۂ گلرنگ
ہمارے اشک مین ہے خون ناب کی صورت

ملین جو خواب مین اوس شہسوار حسن کے پانوں
ہزار بار مین چومون رکاب کی صورت

تمھارے گالونکی پر چھائین تک نہین اسمین
ہزار مرتبہ دیکھی گلاب کی صورت

کمال آ نہین سکتا کبھی تصنع سے
شباب پر نہین آتی خضاب کی صورت

لیا ہے مصحفِ رخسار یار کا بوسہ
نکالی ڈھونڈھ کے مینے ثواب کی صورت

عدو نے بات جو کی مجھسے شیطنت کی شروع
تو مین بھی ٹوٹ پڑا پھر شہاب کی صورت

ستم ہے پوچھے جو شمشاد سے وہ غنچہ دہن
یہ کسکے عشق نے تیری خراب کی صورت

ردیف ثاء مثلثہ

ہون سخت تلخکام مجھے ہوش ہے عبث
لذات بیخودی کا یہ سرپوش ہے عبث

خون آپ ہی کیا ہے مرے روز عیش کا
شام شب فراق سیہ پوش ہے عبث

آنسو کے گوہرونکی رسائی وہان کہان
اے دل تجھے خیال بناگوش ہے عبث

ہردم مرے خیال مین ہے میرے سامنے
وہ پردہ پوش آنکھونسے روپوش ہے عبث

مین آتش فراق کے حصہ مین آچکا
مجھپر کشادہ گور کی آغوش ہے عبث

مجکو تو دو قدم نہین گلگشت کی مجال
اے سرو قد یارسے ہمدوش ہے عبث

لیتا ہے بیخودی مین ترنگین نئی نئی
کب بادہ خوار آپکا می نوش ہے عبث

میری نگاہ لڑنے سے باز آتی ہی نہین
گھونگھٹ سے روی یار زرہ پوش ہے عبث

اتنے ستم ہوے وہ ستم ہی نہین رہے
اب میرے حق مین کوئی جفاکوش ہے عبث

ایسی سفارشونسے مجھے قتل ہے پسند
بینی غیر بر سر پا پوش ہے عبث

ہمکو روٹھاکے کوئی منالے یہ ہے محال
کوشان خیال یار بصد جوش ہے عبث

مین چور ہورہا ہون اسی کے خمار مین
تو نشۂ شباب مین مدہوش ہے عبث

میری نگاہ لڑنے مین جب چوکتی نہین
زیر نقاب چہرہ زرہ پوش ہے عبث

ہنگام بیخودی یہی کہتا ہے مجھسے شوق
منہ مین زبان رکھکے تو خاموش ہے عبث

ناصح کی آنکھونمین یہ کھٹکتا ہے مثل خار
دل داغہاے عشق سے گلپوش ہے عبث

پھینکین گے قبر گور مین لیجاکے سب ابھی
دم بھر کو میری نعش سر دوش ہے عبث

آنکھین لڑانے پر نہین ہوتا کبھی قوی
زلفونسے روے یار زرہ پوش ہے عبث

چھیڑیگی میری یاد وفا اوسکو عمر بھر
میرے خیال سے وہ سبکدوش ہے عبث

بے اوسکے لطف کچھ نہین اے سرو باغ حسن
شمشاد سیر گل مین فراموش ہے عبث

ردیف جیم تازی

جز وصل کچھ نہین مرض عشق کا علاج
جو یہ کہے جنون کا اوسکے ہے کیا علاج

جسپر جنون عشق کا جن ہو چڑھا ہوا
اوسکے لیئے فضول دوا و دعا علاج

جبتک نہ آئے آپ وہ مین بھی کھنچا رہا
ہر بار روٹھنے کا یہی خوب تھا علاج

بھڑکاؤن وصل یار سے مین کیون جنون عشق
جس سے مرض سوا ہو وہ کس کام کا علاج

عیسیٰ نفس اجل بھی ہے اسکا ملا ثبوت
بیمار دل کا جیسے مرے سر پڑا علاج

کھلتے ہین پھول باغ مین باد نسیم سے
میری اودا سیون کا ہے تیری ادا علاج

روکے گئے وہ حیلون سے مین قند بند سے
دونون کے ربط ضبط کا ٹھہرا جدا علاج

کھتا ہے ہر طبیب مری شکل دیکھکر
دیوانہ ادا کا نہین جز قضا علاج

انسان ہر کمال کو سمجھے رہے زوال
بہتر نہین غرور کا اسکے سوا علاج

جتنا نجار تھا مرے دل مین نکل گیا
جھڑکا گیا رقیب مرا ہو گیا علاج

کبتک منا منا کے بڑھاتا رہون مرض
ہر دم کے روٹھنے کا ہے اب دوسرا علاج

عاشق سے کسطرح کہون پرہیز اس سے کر
معشوق کا ہے وصل مرض سے بھرا علاج

تم سر چڑھاؤ لاکھ مگر میرے ہاتھ سے
بدگوئی رقیب کا ہو گی سنا علاج

اونکے ستم پر اے دل نادان تو کر کرم
میرے خیال مین نہین اسکا گلا علاج

غیرونکی روک ٹوک جو ہے اے مسیح دم
تیرے مریض غم کا ہے بگڑا ہوا علاج

میرے مرض سے ہے تری تشخیص ہی خلاف
اے چارہ گر محال ہے تجھسے مرا علاج

جو حق شناسِ خدمتِ خدام ہی نہین — اوسکی جفا کا ہو نہین سکتا وفا علاج
ناحق شراب چھوڑ کے مین بنگیا مریض — میری خودی کا ہائے نتھا یہ بُرا علاج

ہے اوسکو ہر حسین سے اخلاص کا مرض
اے گلعذار کردے تو شمشاد کا علاج

ردیف جیم فارسی

جو تو اپنا خیال این و آن ہیچ — نگاہون مین زمین و آسمان ہیچ
رہے تو دل مین شکل کنز مخفی — سوا اسکے ہر اک راز نہان ہیچ
اگر ہوتا نہین تجھپر نچھاور — تو ہے نقد دل و ایمان و جان ہیچ
مصیبت عشق مین ہے عین راحت — نہین الفت مین درد جانستان ہیچ
پئے جاہل لباس فاخرہ کیا — نہین پونجی تو تزئین دکان ہیچ
تمھین جب میری آسائش سے نفرت — تو میرے حق مین اسباب جہان ہیچ
اجل سر پر ہے اپنے کچھ کر و فکر — پئے اغیار رنج بیکران ہیچ
فنا جب عشق مین عین بقا ہے — تو اوسکے عاشقون کو خوف جان ہیچ
اندھیری گور مین سونا ہے آخر — چراغون سے ہے تزئین مکان ہیچ
کیا جب مینے سربازی کا دعویٰ — تو مجکو خوف تیغ امتحان ہیچ
سر مقتل کرو بنگا ندر قاتل — گیا دل ہاتھ سے تو خوف جان ہیچ
نہ بن جاؤن اگر تصویر بے حس — تو میرے حق مین ہے عشق بتان ہیچ
فریبون سے کماتے ہین جو دنیا — یہان اونکے لیے عشرت وہان ہیچ
رسائی اوسکے کانون تک نہین جب — تو ان آہون کی سیر لامکان ہیچ

ارادت رکھون شیخ شہر سے کیا
عیان زہد و ورع لیکن نہان ہیچ

جو کرنا ہے اوسے کر کے دکھا دین
زبانی یارون کا شور و فغان ہیچ

سمجھ اتنی تو حاصل کر خدارا
کہان سب کچھ ہے تو ایدل کہان ہیچ

نہین ہے جستجوے یار دل مین
تو تیری دوڑ اے عمر روان ہیچ

یہ سب دھوکا ہے کر و فرّ دنیا
وہی سب کچھ جو پنہان ہے عیان ہیچ

برنگ قالب بیجان ہے بیکار
نہین مضمون تو حسن بیان ہیچ

جو ہو امید رہبر سوے مقصود
ہجوم یاس کا سب کاروان ہیچ

تعلق رکھون کیون شادیؔ و غم سے
جو فانی ہے تو ہر سود و زیان ہیچ

سنی میری کہانی ہنس کے بولے
تمھاری ساری فرضی داستان ہیچ

نہین اُن سے جو روشن نام اپنا
تو گھر مین کوئی شمع دود مان ہیچ

نہ چھیدین دل کو جو ابرو و مژگان
تو ہین اے ترک یہ تیر و کمان ہیچ

ندیب کے لیے علم و ہنر کیا
جبان کے ہاتھ مین تیغ و سنان ہیچ

نہین ہے کوئی گل شمشاد اسکا
تو بلبل کو ہے اب خوف خزان ہیچ

ردیف حای حطی

کاٹتی ہے وصل کی شب کا گلا تشہیر صبح
کیون نہ خون آرزو ہو روز دامنگیر صبح

قلب عارف کی ضیا ہے غیرت تنویر صبح
ظلمت شبہاے تار اوسکے لیے تحریر صبح

کھل گئی شبہاے غم مین علت تاخیر صبح
پنجۂ تقدیر بد ہوتا ہے دامنگیر صبح

موتِ اصغر سے چھڑاتا ہے دمِ تنویرِ صبح
اے سحر خیزو بجا کرتے ہو تم توقیرِ صبح

صفحۂ گردون کو مینے دیکھ ڈالا حرف حرف
وصفِ روے یار مین کافی نہین تحریرِ صبح

جب شبیہِ یار کی اوسمین نہ پائی آب و تاب
دستِ قدرت نے منادی کھینچکر تصویرِ صبح

دلکی کلیان کھلتی ہین ہوتی ہے فرحت قلب کو
تیری صحبت مین ہے اے خورشید روتاثیرِ صبح

بھاگتی کیونکر قیامت تیری قامت دیکھکر
پنجۂ خورشیدِ محشر تھا گریبان گیرِ صبح

تڑکے تڑکے روز دامان و گریبان کرکے چاک
تیرے دیوانے دکھایا کرتے ہین تصویرِ صبح

صبح ہوتے ہی جو وہ آرامِ جان رخصت ہوا
ہر کرن خورشید کی میرے لیے تھی تیرِ صبح

اجگہ شب باش ہونے مین ہے کیون انکار صاف
شام ہوتے ہی بھلا دی آپ نے تقریرِ صبح

قطرہاے اشکِ انجم پونچھتی ہے روز روز
جیب و دامن چاک کرکے ہاے ری تقدیرِ صبح

رات بھر زندانِ ظلمت مین کڑی جھیلی تو کیا
روز تڑکے مجھپر کھنچتی ہے شمشیرِ صبح

کردیا چھلنی موذن نے دمِ صبح وصال
کم نتھی تیر و سنان سے بہرِ دل تکبیرِ صبح

کس شفق پھولی ہوئی ہے آج بالاے افق
تر ہے میرے خون سے یہ دامنِ شمشیرِ صبح

بند جب باب اجابت کر لیا تاثیر نے
خوب آہون نے ہلائی زور سے زنجیرِ صبح

دیکھتا ہون راتدن پروانۂ سرخاب کو
یہ جوداِ منگیرِ شب ہے وہ گریبان گیرِ صبح

منقطع تھی رات کو بھی جنکے آنے کی امید
اونکو لائی شام ہی سے آہِ پُرتاثیرِ صبح

جبکہ آنکھون سے نہان ہے آفتابِ روے یار
ہجر کی شب ہو نہین سکتی ذرا تدبیرِ صبح

تیری بالون کی سیاہی ظلمتِ شب بھلے تار
برق تیرے چہرے کی تنویرِ عالمگیرِ صبح

کاش اوس روے منور پر مین رکھون دسترس
پنجۂ خورشید مین ہے جسطرح تسخیرِ صبح

ہو گیا جس مین ترا دیدار اے خورشید رو
شام کون اوسکو کہیگا صاف ہی تصویرِ صبح

کیون نہ اے شمشاد اسکی دھوم ہو آفاق مین
ہے غزل ہین صاف آب و تابِ عالمگیر صبح

یہ کسکی تیغِ ادا پھر گئی نظر کی طرح
ہزارون زخم مرے دلمین ہین جگر کی طرح

برس پڑین مری آنکھین تو کیا تھمین آنسو
نہین ہین دیدۂ گریان کچھ ابر تر کی طرح

جو میرے یار کو دیکھا تو حورین کہنے لگین
ہمین بھی کاش ملے حسنِ اس بشر کی طرح

مین کیا بتاؤن تجھ پر اپنے روزِ ہجران کی
شبِ فراق تھی گرمی کی دوپہر کی طرح

جو ہجر مین کبھی پائے ہین شیشہ و ساغر
تو پاش پاش کیے ہین دل و جگر کی طرح

تمھاری چاند سے تشبیہ ہو نہین سکتی
تمھارے گالون مین جھائین کہان قمر کی طرح

یہ کہکے قیس مرے غمکدے سے لوٹ گیا
کہان سے لاؤن جگر آپ سے نڈر کی طرح

تلاش یہ ہے اسے جستجو کہین تو بجا
ہماری آہ بھی گم ہو گئی اثر کی طرح

کیے جو تیغ کے مانند وار ابرو نے
تو دل نے روک لیے صاف سب سپر کی طرح

ہمارے خط و کتابت کی ہو گئی شہرت
جواب لیکے کبوتر اوڑا خبر کی طرح

جو رکھتے ہین مرے مانند عشق کا سودا
وہ اپنے سر ہی کو کھوتے ہین دردِ سر کی طرح

وہ ہمسے روٹھے ہوئی برخلاف ساری خلق
کوئی نظر نہین آتی ہے اب گزر کی طرح

جو رات بھر مرے پہلو مین ایک ماہ رہا
عدو کا چاک گریبان ہے سحر کی طرح

پھرے زمانہ تو اسکی نہین ہمین پروا
پھرے نہ ہمسے مقدر تری نظر کی طرح

وہ دلفریب جو دیگا جوابِ خط بھی کبھی
کرینگے مکث کبوتر بھی نامہ بر کی طرح

حروف بھی ہوئے مضمون کیطرح مفقود
دہن کے وصف لکھے مینے جب کمر کی طرح

نہ اکڑو سرو کے مانند باغِ دنیا مین
سبھون سے جھک کے ملو بار دار شجر کی طرح

عجیب دور ہے فاضل بھی اس زمانے کے ذلیل و خوار ہین انسان بے ہنر کی طرح

جسے بتاتے تھے نوخیز سرو تم شمشاد
نظر پڑا وہ مجھے نخلِ بارور کی طرح

ردیف خای معجمہ

نوخیز سرو تم مین چنارِ کہن کی شاخ — تم نخلِ انبساط مین سوزِ محن کی شاخ

اون دانتونکی مثال نہو گی کبھی درست — ہم موتیون مین لاکھ لگائین عدن کی شاخ

موزون ترا و نسے اب چمنِ حسن مین نہین — جو بن ہین نارون تو وہ ہین نارون کی شاخ

سوزِ غمِ فراق کے پرتو ہین سب عذاب — دوزخ ہے میرے گوشۂ بیت الحزن کی شاخ

بے بہرہ پھول پھل سے نہالِ ستم رہے — کوپل سے بے نصیب ہی کرگدن کی شاخ

خارِ الم کیطرح کھٹکتی ہے رات دن — دل کے چمن مین سوکھکے حُبُّ الوطن کی شاخ

ممکن نہین کھپے مری آنکھو نمین ہرحسین — میری پسند مین ہے لگی بانکپن کی شاخ

دل کا لگاؤ اصل ہے ان سب فروع کی — کاہش بدن کی ہے غم و رنج و محن کی شاخ

کیونکر نہ بات بات مین لچکے وہ سانس سے — گردن ہے اوس حسین کی سیبِ ذقن کی شاخ

کلیان ہین عشق پیچے کی عاشق کی اونگلیان — کیونکر کہا ایان نہون نازکبدن کی شاخ

عاشق ہون اُبرو کا تو ہر روز خواب مین — میرے جگر سے کرتی ہے چوٹین ہرن کی شاخ

کرنے لگا نزاکتِ جانان جو مین رقم — پھوٹی مرے قلم سے یکایک سمن کی شاخ

اعضا شکن اگر ہو ضعیفی تو کیا عجب — پھٹ پڑتی ہے خزان مین درخت کہن کی شاخ

مانا کہ تم ہو پھول گلستانِ حسن کے — یہ تخنہ دل کے داغون کا ہے کس چمن کی شاخ

کیا فرق دست و پا کی نزاکت مین مین کرون — نسرین کی ایک شاخ تو اک نسترن کی شاخ

عشاق وبوالہوس مین ہونگین کیا تمیز ہو
اب ہر کمال مین ہے لگی مکر و فن کی شاخ

تیشہ نہ کاٹتا کبھی نخلِ حیات کو
کچھ بڑھ چلی تھی آرزوی کوہکن کی شاخ

یون ہے بلند جای رقیبِ سیاہ رو
جسطرح آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ

دم لینے کو جو ٹھہرے مرا طائرِ خیال
ہو آشیانہ گاہِ سپہر کہن کی شاخ

مجنون قیس کا نہین بیجا ہوا لقب
کہتے ہین جسکو عشق ہے دیوانپن کی شاخ

جیسا لچک لچک کے وہ ناچا ہے بزم مین
اس شان سے چمن مین نہ جھومی سمن کی شاخ

ایسے کھلے ہین داغ گلستانِ سینہ مین
ہر شاخ ہر درخت کی ہے لالہ من کی شاخ

اوسکی کلائیون مین جو دیکھی بہارِ حسن
صدقے ہوئی نثار ہوئی یاسمن کی شاخ

آزاد بعدِ مرگ ہے جو ذی حیات ہے
انسان ہی کے ساتھ ہے گور و کفن کی شاخ

کہتے ہین تیرے کشتۂ تیغِ جفا و جور
ہے جنگِ کربلا بھی ہمارے ہی رن کی شاخ

شمشاد لکھ رہا ہون مین اک گلبدن کے وصف
پھولے پھلے گی آج نہالِ سخن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

اے جان تو پسند تری ہر ادا پسند
مجکو تو کوئی بات نہین تیری ناپسند

کوئی وفا پسند ہے کوئی جفا پسند
اپنے حبیب کی ہے مجھے ہر ادا پسند

مجکو پسند ہے تو ترا مبتلا پسند
کوئی برا پسند نہ مجکو بھلا پسند

رنج و الم فریفتہ مجھپر ضرور ہین
اسکی خبر نہین کہ اونھین مین ہون کیا پسند

کیونکر مصیبتونکو کرون اونسے کھلکے عرض
مجکو ذرا نہین ہے کسیکا گلا پسند

ناصح تمھارے ذکر سے کرتا ہے مجھکو محو
اوسکی نصیحتین نہین مجکو ذرا پسند

جسکی تلاش ہو وہ اسی مین ہے جلوہ گر
مجھکو تو کوئی شے نہین دلکے سوا پسند

اپنے کرشمون اپنی اداؤن کو دیکھکر
میرا کلام اونکو ہوا جابجا پسند

دنیا ہزار رنگ مین ہو جلوہ گر تو کیا
مجھکو کسیطرح نہین یہ ہیسوا پسند

بے گڑگڑائے کام نکلتا نہین کوئی
اوس بے نیاز کو ہے مری التجا پسند

جو ابتدائے عیش مین غوش ہون چھچھورے ہین
مجکو تو بات بات مین ہے انتہا پسند

پژمردہ غنچہ سے بھی مرا دل فسردہ تھا
بارے خدا کا شکر اونہین ہوگیا پسند

بن بنکے اپنے جلوے دکھاتے رہے حسین
یک بین نگاہ مین نہوا دوسرا پسند

نچلی ہماری بھی نہین رہتی کبھی زبان
کیونکر نہ ہمکو دل سے ہو وہ چلبلا پسند

لاکھون حسین اونمین کیا تمکو انتخاب
آنکھون کو تھی نظر مین جو اپنی حیا پسند

سارے شب وصال نہ جھگڑے مین کیون کٹے
شوخی مجھے پسند ہے اونکو حیا پسند

اوس گل کی آنکھ مین جنچے شمشاد کسطرح
وہ خودفروش اوسکو ہو کیا خود نما پسند

ایضاً

میری تمیز سب سے نرالی جدا پسند
جو ہو پسند غیر مجھے ہے وہ ناپسند

رندی ہی دل نشین ہے نہ تقوی ذرا پسند
ہر حال مین مجھے ہے رضاے خدا پسند

اب کون مجھکو بھائے مجھے آئے کیا پسند
آنکھون مین کھپ گیا ہے نگار خدا پسند

میری نیاز و عجز تھی غیرون کی کبر و ناز
کھلتا نہین کہ انمین اونمین کیا ہوا پسند

تقتل مین انتخاب کیا مجھکو بہر قتل
جانباز عاشقون مین اونہین مین ہی تھا پسند

ہادیِ منزل اور سراپا سکوت ہے
مجھکو تو رہنماؤن مین ہے نقش پا پسند

ممکن نہین کبھی مری جرأت کا انسداد
اونکو پسند جرم مجھے ہے سزا پسند

عجز و نیاز و صبر کے سرمایہ دار ہین
دیکھین ہمارے یار کو انمین ہے کیا پسند

مقتل سے ہاتھ رنگ کے وہ گل جو آئے گا
اوسد نسے تو نہو گی کبھی اے حنا پسند

جانداد حیات تو لاکھون ہین مثل خضر
اک مین ہون جسکو دسے ہے اپنی قضا پسند

گلگشت مین جو ساتھ نتہا وہ گل مراد
اٹکھیلیان تری نہوئین اے صبا پسند

دلکش ہر ایک عضو ہے ہر بات دلفریب
مین کیا بتاؤن مجھکو ہوا تجھ مین کیا پسند

تیرے فریبو نسے نہین ممکن مجھے نجات
مین راستی پسند ہون تو ہے دغا پسند

اوسکی رضا مین پینے ذرا سر کشی نکی
جسنے مرا کبھی نہ کیا مدعا پسند

دام بلا مین پھنسنے کی تاریخ ہے یہی
جسد نسے کی حضور کی زلف رسا پسند

کہدو اجل سے آکے کرے دوسرا علاج
کرتا نہین مریض تمہارا دوا پسند

اے گل تو میرے عشق کو راز نہان سمجھ
شمشاد ہون مگر نہین نشو و نما پسند

ردیف ذال معجمہ

ہر چند صبر تلخ ہے لیکن ثمر لذیذ
صدقے مین اس خیال کے ہے کسقدر لذیذ

اے شوخ چشم تو ہے مجھے فتنہ گر لذیذ
جسطرح تلخ کار بھی اپنی نظر لذیذ

ہر دم کی طعن و طنز سے مین تلخکام ہون
ای تلخ گو خدا کے لیے بات کر لذیذ

شیرینی کلام سے چسپان ہین لب بلب
ہر حرف تیرے جملے کا ہے کسقدر لذیذ

رطب اللسان ہو یار جو سامان وصل مین
ہو جائے دم کے دم مین مرا گھر کا گھر لذیذ

آنکھین لڑا کے غیر سے کیون بے مزہ کیا
میرے لیے تو تھی تری بچی نظر لذیذ

بوسون کی اون لبونسے مین رکھتا ہون آرزو
جنکے کلام سے نہین شہد و شکر لذیذ

اب کیون تو بات بات مین رکتا ہے بیمزا
پہلے ترا کلام تو تھا بیشتر لذیذ

اونکے ستم کرم کی خبر دیتے ہین مجھے
امید نوش مین ہین یہ سب نیشتر لذیذ

مجکو تو ہے فقط ترے دیدار کا مزا
جنت طلب جو ہین اونہین شیر و شکر لذیذ

ہے ہے یہ کیا سنائی ہے اے نامہ بر خبر
مجھکو تھی اس خبر سے امید خبر لذیذ

کیا پوچھتا ہے یار شب وصل کا مزا
تیرے وصال سے ہین مری بام و در لذیذ

ہنگام وصل اوسنے کہا ہنسکے ناز سے
بیشک تری دعاؤن کا پایا اثر لذیذ

چارون طرف سے اب ہین اوہی پر سہونکے دانت
سیب ذقن ترا ہے جوای سیمبر لذیذ

میری طرف بھی تاک دہون سخت تلخکام
دیکھون کہ کسقدر ہے تمھاری نظر لذیذ

بے خواب و خور پڑا ہون مری زندگی ہے تلخ
قاصد سنا دے آکے کسیکی خبر لذیذ

چکھین گے بوسۂ لب جانان کا ذائقہ
انداز و ناز اونکے ہوے بیشتر لذیذ

ہین زہر نعمتین بھی شکستہ پری کے بعد
کیا شک کہ عندلیب کو ہین بال و پر لذیذ

بہر دے تو اپنی نغمون سے اے گلبدن مزا
شمشاد کا کلام نہین ہے اگر لذیذ

ردیف رای مہملہ

تصدق اپنے اس سوز نہان پر
اثر جسکا ہے مغز استخوان پر

جھکی جاتی ہین آنکھین شرم سے کیون
وہ کیا پہونچے مرے راز نہان پر

اثر نے آکے اوس کے پاؤن چومے
گئی جب آہ میری لامکان پر

تڑپتا دیکھکر کتر اکے نکلا
نہ آیا رحم اوسے مجھ بیجان پر

حسینون سے وفاداری کی امید — گمانِ موج ہے ریگِ روان پر
نہین فرقت ہے اوس کے وصل کے بعد — خزان آئی بہارِ جاودان پر
سوالِ وصل پر اقرار و انکار — گران ہے اوس مرے معجز بیان پر
ملا کیا اوسکو جز یک مشتِ خاشاک — ہنسی آتی ہے برق آشیان پر
نحیف ایسا ہون اے رشکِ لیلیٰ — حسد ہے قیس کو مجھ ناتوان پر
ہوئے عاشق تو اب سمجھے بُری تھی — ہنسی اور رونکی فریاد و فغان پر
سیہ ابرو کیے کاجل سے اوسنے — چڑہائی تیغ قاتل نے فسان پر
نچھوڑا ای سوزِ غم تو ایک ریزہ — ہماؤ سگ نہ جھگڑین استخوان پر
تری الفت نے مارا خوب چھاپا — مرے ہوش و خرد کے کاروان پر
وہ سوزش تھی کہ خورشیدِ درخشان — بنا پھاہا مرے زخمِ نہان پر
ہوئی مقبول میری التجا آج — پسیجا دل مری طرزِ بیان پر
وہ کیا سمجھین کہ کیا قدرت کے ہین کھیل — نظر جنکی ہے دورِ آسمان پر
وہ اپنے سائے سے کرتا ہے وحشت — مین صدقے اوس کے اس وہم و گمان پر
سر منبر بھی دوڑاتا ہے واعظ — نظر اک سروِ گلزارِ جنان پر

چلو شمشاد ساتھ اوس گلبدن کے
جو آمادہ ہے سیرِ گلستان پر

بھٹکتا ہر طرف بیکار ہے ایمان پیدا کر — پھر اوسپر فلسفہ کے عجز سے ایقان پیدا کر
نہ طبعیات مین پھنس غور کر علمِ الٰہی مین — دلِ حیران مین سے غفلت کے پتلے جان پیدا کر
نہین معقول کا ادراک ممکن ہے حواسون سے — صفاتِ خاصہ سے اوسمین اطمینان پیدا کر

قومی کا سلب اتھر مین وجود اشکال مین اونکا — یہ ہے اقرارِ معلولیِ ایتھر کا ان پیدا کر
جلانا دل کا کچھ اچھا نہین سوز و وساوس مین — اسے لاخوانِ وحدت پر کوئی مہمان پیدا کر
علل کی چار دیواری کو تھوڑی اور وسعت دے — شکستِ سدِ ایتھر کیلیے میدان پیدا کر
اصولِ علم کی کر جانچ دینی ہو کہ دنیاوی — تمیزِ حق و باطل کیلیے عنوان پیدا کر
حواس و عقل ناقص پر ہے حصرِ درکِ انسانی — خداوندی کی خواہش ہے تو اور اوسان پیدا کر
کسی نباضِ روحانی سے لیلے عجز کا نسخہ — مرض ہو دل مین نخوت کا تو یہ درمان پیدا کر
جواہر علم کے جتنے رُلین تو رول لے اونکو — پھر اونمین جرم و تعزیری کی بھی پہچان پیدا کر
رہے محفوظ دائم دہر و نیچر کے دساوس سے — دلِ دل پر تو وحدت سے اگر دربان پیدا کر
یہ بانانغمہ سنج حسن و عشق ای دل ہے تو یکتا — سرودِ پند مین بھی کوئی دلکش تان پیدا کر
اگر کچھ لطفِ صحبت زندگی مین چاہیے تجھکو — نجا تو شکل و صورت پر کبھی انسان پیدا کر
نظر عبرت سے کر قومون کے اسبابِ تنزل مین — ترقی کیلیے برعکس کچھ سامان پیدا کر
زبانی شور و غوغا سے تو کچھ حاصل نہین ہوتا — اوسے ہمت سے پورا کر جو کچھ ارمان پیدا کر
ترقی علم مین اخلاق مین ہمت مین کوشش مین — اگر دل مین جگہ کرنا ہے کوئی آن پیدا کر
نہین ممکن ترے حکمون سے سرتابی کرے کوئی — دلون مین راست بازی سے تو اپنی مان پیدا کر
کیا ہے تجھکو مردہ تیرے افعالِ رذالت نے — شرافت کا پھر اپنے خون مین دوران پیدا کر
گیا وہ دور جسمین شکل سے کھاجاتے تھے دھوکا — اب اپنی آدمیت پر کوئی تبیان پیدا کر
عداوت عین الفت ہو اگر اسکی تمنا ہے — عدو پر اپنے حسنِ خلق سے احسان پیدا کر

نکاتِ علم و فن پر واقفیت سخت مشکل ہے
مگر شمشاد کی تقلید مین اسمان پیدا کر

ہے شاد ہمارا دلِ مضطر تہ خنجر
دیکھین گے تڑپنے کے وہ جوہر تہ خنجر

دیکھا رُخِ زیبائے ستمگر تہ خنجر
بر آئی مرادِ دلِ مضطر تہ خنجر

چت سونے مین دیکھے مرے جلاد کا ٹیکا
دیکھا نہو جسنے کبھی زیور تہ خنجر

آئینہ پر ابرو کو ہین اسطرح وہ ٹیکے
جسطرح کہ رکھدے کوئی خنجر تہ خنجر

پھانسی مری گردن مین اونھین کی ہے الٰہی
ہے مانگ سے جن بالون کا گھونگھر تہ خنجر

کشتہ ہون مین اون ابروِ سفاک کا جن سے
ہر دم صفِ مژگان کا ہے لشکر تہ خنجر

اون آنکھونمین سرے کے یہ دنبالے نہین ہین
دو مست لیے بیٹھے ہین ہنٹر تہ خنجر

مقتل سے ذرا ہٹتے نہین عاشق ابرو
سر رکھتے ہین بڑھ بڑھکے برابر تہ خنجر

گردش مین نہین رہتی ہین اون شوخ کی آنکھین
دو مست کیا کرتے ہین چکر تہ خنجر

ابتو نکروگے کبھی تم الفتِ ابرو
کہتے ہین نبھے ناز سے لاکر تہ خنجر

اون چاند سے گالون کو دمِ قتل بھی دیکھا
چمکا یہ مرے بخت کا اختر تہ خنجر

ایسی رہی صرفِ ادبِ دامن قاتل
گردن نہوئی خون کا مصدر تہ خنجر

کب تک سہون ابروے ستمگر کا تقاضا
مقتل مین گلا رکھدون مین بڑھکر تہ خنجر

کیون ٹکٹکی باندھے نہ رہین عاشق ابرو
جھپکاتے نہین آنکھ دلاور تہ خنجر

دکھلائی مجھے آئینہ سان صورت قاتل
کیونکر نہ دمِ قتل ہون ششدر تہ خنجر

یہ قوسِ قزح کب ہے سرِ چرخ نمایان
گردش سے ہین افلاک کے محور تہ خنجر

ہے الفتِ ابرو تو کبھی آنکھ نہ جھپکے
کھینچے جو وہ رشکِ بت آذر تہ خنجر

آئینہ سے کہتا ہے بھوین تانکے وہ شوخ
یارب پسِ مردن ہو سکندر تہ خنجر

کیا خون رُلائین گے مجھے ابروِ سفاک
آنکھین نہ کرونگا مین کبھی تر تہ خنجر

اے گردش ابروے بتان رحم خدارا
عشاق نظر آتے ہین در درتہ خنجر

کچھ نشۂ الفت سے سمجھ مین نہین آتا
آنکھین تہ ابرو ہین کہ ساغر تہ خنجر

مین آنکھون کا عاشق ہون کوئی مجھسے یہ پوچھے
کیونکر یہ ستم کرتی ہین ر ہکر تہ خنجر

شمشاد ہے عاشق کسی گلرو کی بھوون کا
اوڑھوا دو اوسے خون کی چادر تہ خنجر

ردیف زای معجمہ

کیا بھا نپ رہے ہو مری رفتار کے انداز
بدمست وہ ہون سمین ہین ہشیار کے انداز

دنیا سے نرالے ہین مرے یار کے انداز
گفتار کے ہون اسمین کہ رفتار کے انداز

جسپر نظر غیر پڑے اے دل نادان
اون پھول سے رخسار و نمین ہین خار کے انداز

خورشید کا دہوکا مری آہون کے شرر پر
آنسو سے عیان ثابت و سیار کے انداز

آمد مین قیامت کی نہ کیون دیر ہو اتنی
اوس نے بھی اوڑائے تری تلوار کے انداز

ممکن نہین ابرو تری مژگان سے جھپک جائین
تیرون سے بڑھے ہین تری تلوار کے انداز

بے بیحی محبت کے ادا ہو نہین سکتے
الفت مین جو رکھے گئے ہین پیار کے انداز

روکے ہے فقط اوسکو عیادت کی تمنا
بچنے کے نہین ہین ترے بیمار کے انداز

ہمسر مری نالون مین ہو کیونکر تری بلبل
اے گل ہین کہان تجھمین مرے یار کے انداز

آغوش عدو پر جو کبھی سایہ فگن ہو
اوس سرو نا قد مین سمجھ دار کے انداز

امید بندھی بوسۂ ابرو کی تو اب کیا
ہین میرے لب خشک مین سو فار کے انداز

نالون کا برا ہو کہ کیے فاش انہین نے
پنہان تھے مرے تیرے سروکار کے انداز

کیون یاس نہ بنجائے ترے وصل کی امید
اقرار سے پیدا ہوے انکار کے انداز

پامال ہوے جاتے ہین دل جانین ہین مضطر
کرتے ہین قیامت تری رفتار کے انداز

ممکن نہین کھل جائے کسی پر مری حاجت
مفلس ہون مگر مجھ مین ہین زردار کے انداز

اپنا مجھے دلدادہ نہ سمجھین نہین ممکن
وہ بھانپ چلے ہین مرے دیدار کے انداز

تو آپ نرالا تری سرکار نرالی
دنیا سے نرالے ترے دربار کے انداز

کچھ ہونے لگی میری محبت کی اوٹھین قدر
جب دیکھ چکے چاہ مین دو چار کے انداز

سودائے محبت جو مرے سر مین سمایا
ہین داغ دلِ زار مین دینار کے انداز

آیا جو تری چشمِ عنایت مین ذرا فرق
دل کو نظر آئے مرے ادبار کے انداز

فرقت مین تصور ہے جو اک ماہ جبین کا
ہین میری شبِ تار مین انوار کے انداز

پامال کریگا تو ہزارون کے دلون کو
بچپن ہی سے کہتے ہین یہ رفتار کے انداز

کعبہ او سے کہتے ہوے آتی ہے مجھے شرم
جس دل مین کہ ہون خانۂ خمار کے انداز

ہر سمت نظر آتے ہین معشوق گل اندام
شمشاد کی محفل مین ہین گلزار کے انداز

ردیف سین مہملہ

آنے نہین دیتا کبھی وحشت کا اثر پاس
رکھتا ہون تری یاد کو مین شام و سحر پاس

تنہا ہی نشانے مین نہ ہو جائے جگر پاس
رکھنا دل مشتاق کا اے تیر نظر پاس

مقتل مین دم قتل مرے دیکھتے تیور
تم میرے حواسون کی بجا رح ہوتے اگر پاس

ہمسایہ ہین دیدار سے محروم ہین پھر بھی
آنکھون کی طرح ہوتی ہے دونون کی بسر پاس

تم مرے نقد خرد و ہوش پھاور
جو دل کے سخی ہین نہین رکھتے کبھی زر پاس

مقتل مین مری آنکھ نہ قاتل سے لڑے کیون
مین وہ ہون کہ بھولے سے بھی آتا نہین ڈر پاس

آنسو مرے دامن مین ہین کچھ لخت جگر بھی
ہر وقت مین رکھتا ہون یہی لعل و گہر پاس

اب گردش ایام سے دیدار ہے مشکل
اک دور وہ تھا رہتے تھے تم شام و سحر پاس

تجھکو تو یہ ضد ہے کہ دکھاتا ہی نہین شکل
تیرا ہی تصور ہے کہ ہے آٹھ پہر پاس

چہرے کی ضیا دیکھنے دیتی نہین صورت
ہر چند کیا کرتے ہین ہر روز گذر پاس

افسوس ہے دعوت کرون کسطرح غمون کی
سینے مین نہ دل ہے نہ ہے پہلو مین جگر پاس

باریک ترا بال کہ وہ موی کمر ہے
اے زلف رسا دیکھلے ہے تار نظر پاس

افسوس کہ اون نیچی نگاہون نے نہ دیکھا
میرا دل شوریدہ رہا زیر و زبر پاس

جھٹکے ندے شانے سے کبھی زلف رسا کو
رکھتا ہو جو کچھ بال سے باریک کمر پاس

ہر چند ہو نقصان کا اندیشہ بھی ظاہر
بہتر ہے کہ پھر بھی نرہے شر کے بشر پاس

اغیار کی خلوت مین پہونچنا ہے مراد ہم
جسطرح سنے کوئی کھڑا ہو کے خضر پاس

کرتی ہے ترے لال لبون پر وہ نچھاور
رکھتی نہین بلبل کبھی برگ گل تر پاس

نیکی و بدی دونون مین لذت ہے یہ مانا
لیکن یہ سمجھ لو کہ او دہر دو را دہر پاس

ممکن نہین جز یار جسے آنکھون مین کوئی
جبتک خرد و ہوش کے ہے نور نظر پاس

مین اور ترے عشق مین ہو غیر مقابل
رکھتا ہے وہ بذات حمایت کی سپر پاس

مین بھی خرد و ہوش کو رکھتا ہون بہت دور
جسطرح مری آہین نہین رکھتین اثر پاس

اغیار کے گہر جاتے ہو ہر روز کسی دن
بھولے سے چلے آؤ کہ میرا بھی ہے گھر پاس

شمشاد سے ملتا ہے وہ گل ہے یہ غنیمت
ممکن نہین ہو جائین کبھی شمس و قمر پاس

ردیف شین معجمہ

خدا کی مجکو تو اوس بت کو رام کی خواہش
ہر ایک دل مین ہے اپنے مرام کی خواہش

روا ہو مجھسے خواص و عوام کی خواہش
نہ عز و جاہ کی پروا نہ نام کی خواہش

مین رند اور یہی میری کام کی خواہش
کہ تیرے ہاتھ سے ہے ایک جام کی خواہش

مجھے سلام اوسے رام رام کی خواہش
یہ طے ہو پہلے تو ہو کچھ پیام کی خواہش

ہوی ہے دید قیامت کے انتظار کے بعد
الٰہی خیر کہ اب ہے کلام کی خواہش

کبھی نہ پوری ہوئی ہے نہ ہوگی یا درہے
خلاف مرضی مولے غلام کی خواہش

بچھائے آنکھین ہون در پر نگاہ رکھتا ہون
اونہین ہے آنے مین کس اہتمام کی خواہش

مین چاہتا ہون جزا ایمان وہ اور سب لے لین
اونہین گرفت مین ہے دام دام کی خواہش

مرے حواسون کو آنے دو ساتھ خلوت مین
نہین ہے اسکے سوا اذن عام کی خواہش

مین آنکھون آنکھون نہین کرتا ہون اونسے باتین روز
مجھے نہین ہے سلام و پیام کی خواہش

وہ رکھتے ہین مرے ہوش و حواس تا کے ہم
کرون مین عشق مین کیونکر نظام کی خواہش

بڑھا چل اے دل نادان اگر طلب ہے درست
کہین نہ راہ مین کرنا مقام کی خواہش

مری طرح لب جان بخش یار پر ہو فدا
جو ہو کسیکو حیات دوام کی خواہش

مجھے ہے گوشۂ خلوت مین التجا سے غرض
وہ اور ہین جنھین ہے اذن عام کی خواہش

سلامتی ادب کی ہے اونسے کیا امید
جو رکھین اپنے بڑونسے سلام کی خواہش

نہ ذکر زلف سے فرصت نہ یاد رخ سے فراغ
مین کس غرض سے کرون صبح و شام کی خواہش

کسیکی مست نگاہون نے کر دیا بدمست
مجھے ذرا نہین مینا و جام کی خواہش

جو دلمین رکھتے ہو کہدو ابھی کرون انجام
تمھین ہے ملنے مین کس اہتمام کی خواہش

تتوڑتار اگر یونہین آنے جانے کا
توکیون ہو نامہ برتیز گام کی خواہش

کریم ناز کرم پر کرین تو ہمکو غرض
ہمارے دل مین ہے فیض کرام کی خواہش

اب اسسے بڑھکے چھچھورا ہے کون دنیا مین
ہر ایک سے ہے جنھین احترام کی خواہش

جو غیر بین وہ رہین غیر تو رہے اپنا
یہی ہے ایک تری مستہام کی خواہش

چلون نہ اب سے ہے شمشاد کی غرض اتنی
کہ ایک گل کرے اوسسے قیام کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

ترے کرم مین ہے نزدیک و دور کی تخصیص
مگر سزا مین نہین کچھ قصور کی تخصیص

وفا ہے عام مگر شرط ہے کہ غیرون سے
جفا مین میرے دل ناصبور کی تخصیص

جمال یار کے جلوون کو پوچھو موسیٰ سے
وہان نہین ہے ذرا نار و نور کی تخصیص

سبھون کے دل مین وہ رہتا ہے اوسکے ملنے مین
نہ دیر و کعبہ کی شرطین نہ طور کی تخصیص

کیا ہے آپکے حسن سلوک نے ثابت
کہ دلبری مین نہین ہے غرور کی تخصیص

کرونگی روز قیامت ہمارے نالون سے
تمھارے دید مین روز نشور کی تخصیص

صفاے قلب سے حاصل ہے سو حجاب مین بھی
کسیکی دید مین کب ہے ظہور کی تخصیص

خفاے راز محبت جو تھا اوسے نہین منظور
مری سمجھ مین لگا دی فتور کی تخصیص

نہ ان بتونسے کہونگا کہ قصور معاف
کہ عفو مین ہے خداے غفور کی تخصیص

کرم کی اوسسے تمنا تو ہے مجھے لیکن
نہ کوئی قید نہ اوس مین ضرور کی تخصیص

خمار غم مین نہ کیون کٹتی میری ساری عمر
شراب عشق مین کب تھی سرور کی تخصیص

ادہر جو اوترے وہ پہونچے اودہر ضرور نہین
نہین ہے بحر فنا مین عبور کی تخصیص

مشاہدے سے ہے ہر مردہ دل کا حال عیان
نہین ہے سینون مین کشف قبور کی تخصیص

فریبیون کی تمول سے ہو گیا ثابت
حصول مال مین ہے مکر و زور کی تخصیص

بعافیت ہے بسر یار باوفا کے ساتھ
یہی ہے خلد مین حور و قصور کی تخصیص

کبھی تو پیار سے تو بھی کہا کرو مجھکو
مجھے پسند نہین ہے حضور کی تخصیص

جفا شعار وہ ایسا کہ اوسکے حکم سے ہے
شکست دل مین لگی چور چور کی تخصیص

یہان تو روز قیامت ہے میرے نالون سے
وہ حشر کب ہے کہ جس مین ہے صور کی تخصیص

وفا پسند ہو گر دہو شاہد شمشاد
پری کی قید ہے اسمین نہ حور کی تخصیص

ردیف ضاد معجمہ

دلبر وہ تو کہ تجھکو وفا سے نہین غرض
عاشق وہ مین کہ مجھکو جفا سے نہین غرض

دو بے نیاز و مصلحت اندیش جزو و کل
اوسکو کسیکی عرض و دعا سے نہین غرض

رکھتا ہون صرف صبر و قناعت سے واسطہ
مجھکو کسیکی بخل و سخا سے نہین غرض

لذت فزائے درد محبت اگر نہین
عاشق کو کچھ دعا دوا سے نہین غرض

تسکین فزا ہو جسکی عیادت کبھی کبھی
ایسے مریض غم کو شفا سے نہین غرض

الجھا ہوا ہون زلف رسا کے خیال مین
کیونکر کہون کہ دام بلا سے نہین غرض

جو اپنے حسن خلق سے ہر دل عزیز ہے
اوسکو ذرا بھی اپنی ثنا سے نہین غرض

مین منچلا ہون چاہیے معشوق چلبلا
مجھکو کسیکی شرم و حیا سے نہین غرض

کافی ہے مجھکو سایۂ دیوار آپ کا
کچھ ظل چتر و بال ہما سے نہین غرض

تم تک یہ کھینچکر مجھے پہونچائے گا ضرور
دل ہے تو اور راہنما سے نہین غرض

بوتے ہین تیرے دل مین محبت کے بیج وہ — جنکو ذرا بھی نشو و نما سے نہین غرض
ہم دیکھتے ہین روز جزا و سزا یہین — کچھ انتظار روز جزا سے نہین غرض
رنگتا ہو اپنے ہاتھ جو ہر روز خون مین — اوسکو ذرا بھی رنگ حنا سے نہین غرض
دنیا کے کارنامون مین جسکا ہو ذکر خیر — اوسکو کبھی بقا و فنا سے نہین غرض
رنگ آنکھون مین دماغ مین تیری ہو بو بسی — اب تو مجھے نسیم و صبا سے نہین غرض
بیدرد اور عیش مین مصروف روز و شب — اونکو کسیکے شور و بکا سے نہین غرض
مین دل سے کشتۂ لب جان بخش یار ہون — ای خضر مجکو آب بقا سے نہین غرض
جو میرے دل مین ہے اوسے کرتا ہون عرض صاف — مجھکو ذرا بھی جاہ و بجا سے نہین غرض
تم غیر پر نہ ٹالو مری عرض مدعا — مجھکو کوئی تمھارے سوا سے نہین غرض
یہ زاہدان خشک نہ کیون حور پر مرین — اے شوخ اونکو ناز و ادا سے نہین غرض

شمشاد گلرخون کو نہ دو لاکھون واسطے
ان بندگان زر کو خدا سے نہین غرض

ردیف طای مہملہ

یارون مین میرا تنہا چرچا غلط — آپ فرماتے ہین تو اچھا غلط
بوالہوس سے عشق کا دعوا غلط — ہر مصیبت اوسکی سرتا پا غلط
مجھپر الزام اور پھر اتنا غلط — مینے کسکا ذکر کب چھیڑا غلط
جو کیا وہ تمنے یا تقدیر نے — اسمین شکوہ اپنے دشمن کا غلط
جھوٹ مین وہ شوخ ہے کتنا دلیر — مرے منہ پر کھ گیا کیا کیا غلط

توجواد سکے حق مین کہدے وہ بجا — کہ نہین سکتا ترا شیدا غلط
غیر نے آخر تمھین رسوا کیا — نکلی میری پیش بینی کیا غلط
پھر اونہون نے کل ہی کا وعدہ کیا — ہو نہین سکتا غم فردا غلط
ہو گیا ناصح کا سب کہنا صحیح — دلنے جو کچھ مجکو سمجھا یا غلط
ساغر اُلٹے ہین گلابی چور چور — میکدے پر ابر لہرایا غلط
ضعف جبتک ہو کہ لب ہلتے نہین — شبکو میرا شور جان فرسا غلط
تیر مژگان جب ترا زو دلمین ہین — اب جگر کا ہے مجھے کھٹکا غلط
بدگمانی کا برا ہو ہجر مین — تیرے حق مین جو خیال آیا غلط
دل مرے پہلو مین بیشک آیکا — مینے او سکو کھدیا اپنا غلط
غیر کی محفل مین تم ہرگز نہ تھے — جو سنا تھا مینے یا دیکھا غلط
خون مین لتھڑی ہین کسکی چٹکیان — میرے دلکو غیر نے مسلا غلط
دل مین ہو آنکھو نمین آتے ہی نہین — دونو نمین کیونکر ہے یہ جھگڑا غلط
پہلے بے سوچے مجھے دینا تھا — دل دیا تو دیکے پچھتانا غلط
میرے دل نے اپنی حیرت کا سبب — عمر بھر سوچا مگر سوچا غلط
چشم دلسے مینے دیکھا آپکو — آپکے دیدار مین دھوکا غلط
جب نہین تھا اوسکے آنے کا یقین — مینے قاصد ہی کو دوڑایا غلط
ہو گیا میرا گمان بد صحیح — تمنے پہلو سے مجھے ٹالا غلط
قیس تھا مجھسا نتھا فرہاد ہی — ہو گئے وہ عشق مین رسوا غلط
مجھسے لڑنے مین نہین تیرا قصور — دشمنون نے تجھکو سمجھایا غلط

کیا بھائین گے ترے عشاق کو حور و پری
ایک پروانہ جلا سکتی نہین تصویر شمع

حسن کی گرمی پسینہ لاتی ہے اسکا قصور
اے غزال حسن و خوبی کیون ہے آہو گیر شمع

ہو گیا تیرا طلائی رنگ روشن ہوتے ہی
ہاتھ آئی مجھ مہوس کو عجب اکسیر شمع

پرتو بینی جانان نے کیا اسکو عزیز
میرے دل مین ایک ذرہ بھی نتھی تو فقیر شمع

دود دل سے رات بھر رکھتے ہین عالم کو سیاہ
بے صدا ہر چند ہین سب نالہ شبگیر شمع

کیون نہ حسن یار کے جانب دل ہو رجحان کھینچے
شمع کی تنویر ہے پروانے کو تسخیر شمع

گلرخون کی شکل کچھ ہے اور ہو جاتی ہے کچھ
بارہا دیکھی ہے اے شمشاد یہ تاثیر شمع

ردیف غین معجمہ

جوہر سے بڑھکے نیل پڑے ہین میان تیغ
کیسی دہان زخم نے چوسی زبان تیغ

کوٹھی مین پیپلا ہے دہن مین زبان تیغ
جوہر خط غبار مین پورا بیان تیغ

مژگان یار تیرون کے دستے سے کم نہین
ہر ابرو خمیدہ سے ظاہر ہے شان تیغ

ابروی دلفریب کلید مراد دل
ناحق ہی گردنون کو ہے اوپر گمان تیغ

سب جان نثار جنبش ابرو سے کٹ مرے
مقتل مین خاک لینگے وہ اب امتحان تیغ

مدت ہوئی کہ الفت ابرو مین جان دی
اب تک دل و جگر مین پڑے ہین نشان تیغ

آنکھون کے سامنے صف مژگان آبدار
یاد دو سیاہ مستون نے کھولی دکان تیغ

انکے اشارون پر وہ چلا کرتی ہے مدام
گویا تری بھوین ہین حقیقت مین جان تیغ

ابرو کی شکل مین مرے دل مین ہے جلوہ گر
تنہا نیام تیغ نہین ہے مکان تیغ

جنبش نے ابرو نکے مرا سر اوڑا دیا
دست ستم شعار مین ٹوٹا گمان تیغ

وصف سنان مین مژہ تجھے مژگان کے شیفتہ
ابرو کے عاشقون مین سنی داستان تیغ

مقتل مین کام دیتی ہین شمشیر تیز کا
قاتل کی یہ بھوین ہین کہ ہین ترجمان تیغ

ترچھی نگاہون ابرو و مژگان سے ہے عیان
چہرہ نہین ہے آپکا گویا ہے کان تیغ

اے گل عجب نہین جو کٹین رشک سے رقیب
شمشاد کی زبان ہے رشک زبان تیغ

ردیف فا

ابھی تو مین ہون شراب و کباب مین مصروف
مری بلا ہو حساب و کتاب مین مصروف

زمانہ فکر عذاب و ثواب مین مصروف
مین اپنے پاس نفس کے حساب مین مصروف

جسے لگا ہو زمانے مین انتظار کا روگ
وہ کسطرح ہو کوئی آن خواب مین مصروف

صفین کھڑی ہین جھکائے ہوے سر تسلیم
وہ تیغ کھینچے ہوے انتخاب مین مصروف

اوسے ستا نہین سکتا کبھی غم کونین
ہوا ہے دل سے جو تیری جناب مین مصروف

فروغ حسن عیان دو کرور پردون سے
وہ لاکھ شکل سے فکر حجاب مین مصروف

وہ دلکو کرتے ہین آمادہ زار نالی پر
مین پردہ پوشی چشم پر آب مین مصروف

کبھی نہ بیٹھین گے یہ آنسوون کے چھینٹو نسے
جو دلکے شعلے ہوے التہاب مین مصروف

جسے خبر بھی نتھی گیسوون کے سودے سے
برنگ زلف ہے اب پیچ و تاب مین مصروف

ترے کرم سے ہے امن و امان کی جلوہ گری
اٹھین فساد جو تو ہو عتاب مین مصروف

صنوبر آپ ہین شمشاد آپکا عاشق
نہ عندلیب کو [illegible] مین مصروف

ایضاً

لوگ باغ و بہار مین مصروف
مین کسی گلعذار مین مصروف

مشتہر مین سبکو اپنی اپنی فکر
مین ہون دیدار یار مین مصروف

وصل کی رات ختم ہوتی ہے
آپ اپنے سنگار مین مصروف

ایک عالم ہے خواب غفلت مین
مین ترے انتظار مین مصروف

آپکو سینے مین جگہ دینی سب
آپ ہیں کس کے غمگسار مین مصروف

راکھ کردے گی مجکو سوزش غم
لوگ فکر مزار مین مصروف

مین تجرد کی بزم عشرت مین
سب غم روزگار مین مصروف

رحم نے کردیئے گناہ معاف
وہ ابھی تک شمار مین مصروف

مین بہت ٹالتا ہون لیکن تم
سخن ناگوار مین مصروف

دل دہی سے کبھی تو ہوتا تو
دلکے صبر و قرار مین مصروف

کانون پر ہوئے آپکا شمشاد
آپ لطف بہار مین مصروف

ردیف قاف

یاد انسانکو اگر آجائے فطرت کا سبق
بھولجائے اپنی ساری جاہ و حشمت کا سبق

مین سمجھ جاتا اگر اپنی حقیقت کا سبق
اہل کثرت کو پڑہاتا دم مین وحدت کا سبق

ناصحو رہنے دو تم اپنی نصیحت کا سبق
بھولتا مجھکو نہین اپنی طبیعت کا سبق

طاق پر رکھدی ہے آزادی و رندی کی کتاب
دیدیا زاہد نے جب سے ریاضت کا سبق

روز محشر انبیا و اولیا و اصفیا
احمد مرسل سے لین گے شفاعت کا سبق

لوح ہستی پر ذرا فصل بہار آنے تو دو
قیس و فرہاد آکے لین گے مجھسے وحشت کا سبق

عرض کر دیتا ہون ہنگام غضب بھی اونچ نیچ
راستی نے دیدیا یہ مجھکو جرأت کا سبق

ظلم سہکر بھی نہین ہوتا ہے مجھسے انحراف
میرے مذہب نے پڑہایا ہے یہ طاعت کا سبق

جونکھونا تھا گنوایا سب تمھارے عشق مین
پھر بھی مجھکو یاد ہے ابتک مروت کا سبق

کون ہے جو چارہ سازی مین لڑادی اپنی جان
کسکو جاکر مین سناؤن اپنی شامت کا سبق

روتے روتے ہچکیان بندہ جائین لوٹین خاک پر
سنلین قیس و کوہکن جو میری حسرت کا سبق

بے محل کیون چھیڑتے ہو تم دل مغموم کو
لیلیا ہے تمنے کس سے یہ شرارت کا سبق

رکھے گا ہر فقرہ اسکا حشر تک مستی مین چور
دیدیا پیر مغان نے وہ قیامت کا سبق

گوشہ گیری کے فوائد پر وہ رکھتا ہون عبور
مجھسے عنقا نے لیا سو بار عزلت کا سبق

حسن سیرت پر اگر ڈالے ذرا گہری نظر
ہو بجائے آدمی سب اچھی صورت کا سبق

پہلے تو تم کس دلیری سے ہوے اغیار کے
اب سناتے ہو مجھے آکر ندامت کا سبق

اپنی تعلیم تحیر پر نہو کیون مجھکو ناز
محو میرے دل سے ہے ہر رنج و راحت کا سبق

تیرے ابرو سے اوڑایا خنجر برّان نے کاٹ
تیرے مژگان سے لیا تیرون نے شوکت کا سبق

بادۂ گلرنگ کے نقصون سے یہ واقف نہین
پڑہ لیا واعظ نے تنہا اسکے حرمت کا سبق

ناخن تدبیر عقل چارہ گر بھی کند ہے
رنجش باہم کا دفعیہ ہے دقت کا سبق

ہوگئے شمشاد اوسکے عشق مین زار و نزار
نسترن لیتی ہی جس گل سے نزاکت کا سبق

ایضاً

اہل عشرت آکے لیلین اس سے عبرت کا سبق
اشک افشانی ہے میری شمع تربت کا سبق

عجز سے مینے لیا عز و فضیلت کا سبق
غیر نے حاصل کیا نخوت سے ذلت کا سبق

راحت دارین کھوئی پڑھکے غفلت کا سبق
بھولتا پھر بھی نہین ہے بادشاہت کا سبق

راتدن رٹتا ہون مین اونکی محبت کا سبق
اے مرے ناصح تو رہنے دے نصیحت کا سبق

اور تو جو کچھ پڑھا تھا ندر نسیان ہو گیا
یاد ہے سارا دبستان محبت کا سبق

ہنس کے بولے سن چکے جب سب بیان درد و غم
وصل مین بھی یاد رکھا تمنے فرقت کا سبق

نزع مین تلقین سے مجکو نہین کچھ فائدہ
یاد دلوادے کوئی اونکو عیادت کا سبق

وقت رخصت ہے سحر اب سو رہو آرام سے
رات بھر رٹتے رہوگے کیا اجازت کا سبق

لذت قند مکرر ملتی تیرے نام سے
کاش لیتا پہلے مین بچپن مین لکنت کا سبق

صحبتون مین کامیابی ہے اگر مدنظر
اہل صورت یاد کرلین حسن سیرت کا سبق

غیر کی تدبیرین کیسی کیسی تھک کر رہگئین
لے گیا سبقت مری تقدیر و قسمت کا سبق

جس دم غنچون نے سوسن سے خموشی سیکھ لی
اور نرگس نے لیا ہے مجھسے حیرت کا سبق

سہل تر ہو جائین اوسپر تیرے ملنے کے طریق
آدمی لیلین اگر اپنی زیارت کا سبق

ذرہ ذرہ اونکی فطری تربیت سے مستفید
عالم امکان ہے سارا اسکی قدرت کا سبق

کونسی شے ہے جو اسکے ایک گوشہ مین نہین
عرش و کرسی لیلین میرے دل وسعت کا سبق

انکی لذت سے جو ہو قند مکرر کو خبر
لیلے تیری تلخ باتون سے حلاوت کا سبق

حرف حرف اگلی محبت کا سناتا مین انھین
یاد کر لیتے جو وہ صاحب سلامت کا سبق

کیا غضب ہے راز کی باتین ہوئی جاتی ہین فاش
کاش مجھکو بھولجاتا تیری خلوت کا سبق

میرے منہ سے بات نکلی اور تم برہم ہوے
تمنے کس سے پڑھ لیا بیکار حجت کا سبق

نزع مین تلقین سے کیا یاد آئے گا انھین
اہل غفلت نے پڑھا کب دین عبادت کا سبق

اوس گل ترکی گلی شمشاد کو بھولی نہین
زاہدون کو یاد ہے جسطرح جنت کا سبق

ردیف کاف تازی

غزل تہنیت تاجپوشی اعلی حضرت والا مرتبت ملکِ معظم اڈورڈ ہفتم ادام اللہ ملکہ

شہنشاہ کو تاجپوشی مبارک — رعایا کی یہ گرم جوشی مبارک
جو برپا ہے یہ آج جشنِ شہانہ — مسرت مین ہو بادہ نوشی مبارک
چمکتی رہے تیری تیغِ جلالت — عدو کے لیے سرفروشی مبارک
مبارک ہو بلبل تجھے نغمہ سنجی — ادب سے گلون کو خموشی مبارک
عدو کے ہمیشہ رہین کان بہرے — مجبون کو ہو حق نیوشی مبارک
عروجِ مراتب رہے روز افزون — تمھین حاکمو عدل کوشی مبارک

مبارک ہو شمشاد کو مدح خوانی
طبیعت کو والا سروشی مبارک

دیکھی جو مینے تیری ادا سر سے پاؤن تک — مجھکو بھی گھورتی ہے قضا سر سے پاؤن تک
پہونچاتے ہین وہ زلفِ رسا سر سے پاؤن تک — پھیلا رہے ہین دامِ بلا سر سے پاؤن تک
سوزِ الم نے دی ہے سزا سر سے پاؤن تک — ہے داغ داغ جسم مرا سر سے پاؤن تک
نسبت تمھارے قد سے قیامت کو کچھ نہین — مینے ادسے بھی دیکھ لیا سر سے پاؤن تک
دلکش جو ہر ادا ہے تو ہر عضو دلفریب — واللہ تو ہے شانِ خدا سر سے پاؤن تک

وہ بھینی بھینی بو کا ہے دلدادہ جان بلب
پھولون کے گہنے پہنے ہو کیا سر سے پاؤن تک

اونکو شب وصال بہت کچھ کیا ہے شوخ
پھر بھی ٹپک رہی ہے حیا سر سے پاؤن تک

تاثیر اس کمند سے اب ہو چکی رہا
لپٹی ہے میری آہ رسا سر سے پاؤن تک

سوزِ درون نے مجھکو بھی بزمِ رقیب مین
مانندِ شمع پھونکدیا سر سے پاؤن تک

وہ آئے اور کرتے ہین اخلاص سے کلام
گویا اثر تھی میری دعا سر سے پاؤن تک

لیلی کی آنکھ ہونٹھ تھے شیرین کے دلفریب
تم مین ہے دلبری کی ادا سر سے پاؤن تک

میری ذرا سی چھیڑ مین کھُل کھیلین شوخیان
کیونکر نہ چھیدے اونکی حیا سر سے پاؤن تک

گویا ہر ایک عضو بنا مجھسے پوچھکر
تو مجھکو یون پسند ہوا سر سے پاؤن تک

شانے کے دانت کھٹے ہون جو تو اوجھڑ پڑے
اے زلف تو ہے ایک بلا سر سے پاؤن تک

دل مین جو شوخیان ہین وہ نکلی رہینگی کب
مانا کہ تم ہو شرم و حیا سر سے پاؤن تک

اے جان باندہ دے مرے تارِ نگاہ سے
کھُل کر چلی ہے زلفِ رسا سر سے پاؤن تک

عاشق کو تیرے کیا سر و پا کی خبر رہے
سب عضو تیرے ہوشربا سر سے پاؤن تک

بیشک ہوا عتدالِ حقیقی کی تم مثال
ہر عضو مینے بھانپ لیا سر سے پاؤن تک

سر پر عمامہ شملۂ دستار تا قدم
یعنے ہے شیخ مکر و ریا سر سے پاؤن تک

کیون اوسکا سایہ غیرتِ شمس و قمر نہو
جسکے ہین عضو نورِ خدا سر سے پاؤن تک

ماتم مین کسکے ہین وہ سراپا غم و الم
بکھری ہے اونکی زلفِ دوتا سر سے پاؤن تک

اے سرو اوسکے قد سے تو گر جا زمین مین
طوبیٰ تو آب آب ہوا سر سے پاؤن تک

شمشاد تجھکو کس کے سراپا کی دُھن بندھی
کس فکر مین تو ڈوب گیا سر سے پاؤن تک

ردیف کاف فارسی

کیا بتاؤن وہ پری پیکر ہوا کیسے الگ
اپنے آپے مین نہین مین وہ ہوا جیسے الگ

عشق مین مذہب ہے میرا سبکے مذہب سے الگ
اونکی خواہش کا ہون بندہ اپنے مطلب سے الگ

مین شراب عشق کا کوثر کے پیاسے وہ رہے
مشرب بادہ تمھارے رندون کے مشرب سے الگ

یہ حلاوت ہے کہ جب وہ چاہتا ہے دے جواب
حرف ہو تا ہی نہین ہے یار کے لب سے الگ

پھوکتی ہے عاشق و معشوق کو ایک آگ مین
عشق کی تب مین حرارت ہی ہر اک تب سے الگ

میرے طالع مین لیا جاتا ہے جب اوس سے حساب
ہوتی ہے فوراً سعادت سعد کوکب سے الگ

دل جو سینے سے گیا کسطرح آئے لوٹ کر
روح کب آتی ہے جب ہوتی ہی قالب سے الگ

رشک وہ شے ہے کہ خواہش ہے یہ ہنگام وصال
اپنے سے مین آپ ہو جاتا کشتی ہب سے الگ

جسکو اسمین شک ہو دیکھے آنکھونسے طاعونمین
رہتے اصل و فرع ہین تیرے مغرب سے الگ

ہے فراق یار مہ پیکر مین اتنی تیرگی
چاندنی ہر روز رہتی ہے مری شب سے الگ

صبر رخصت ہو گیا باطن کی طاقت گھٹ گئی
وہ نگار روح افزا ہو گیا جب سے الگ

دیکھے ان آنکھونسے مہ رویونکے لاکھون ہی سنگار
ایک آرائش نہ پائی آپ کی چھب سے الگ

پیش کرنا ہے مجھے اک ماہ سے تقریب وصل
اب کہان ممکن قمر ہو برج عقرب سے الگ

دل جو درس عشق مین جھپکے ہو سینے سے جدا
بدچلن لڑکے کیے جاتے ہین مکتب سے الگ

غیر میری طرح نقد دل کرے گا کیا نثار
ممسک اک حبہ نہین کرتا کبھی ڈب سے الگ

مات رہتا ہون مین اوسکی شوخیونسے رات دن
زچ کیا کرتا ہے اوسپر ہٹ کی اردب سے الگ

آپ ہی اپنی نگاہونمین وہ ہو جاتے ہین خوار
کام جو کرتے ہین اپنے منصب سے الگ

غیر کا یہ راز سربستہ کبھی کھلتا نہین
مجھسے کر دیتا ہے تمکو کیسے کرتب سے الگ

اپنے آبا کی جو سادی چال پر ہین خندہ زن
مجھکو خالق رکھے اوس قوم مہذّب سے الگ

اونکی خوشنودی اگر منظور ہے وقت عتاب
ہمکو رہنا چاہیے اونکے معاتب سے الگ

میری ایسی کہتے کہتے کیون لگا کہنے خلاف
کھدیا کچھ غیر نے تیرے مخاطب سے الگ

گلشن ایجاد مین تمشاد جتنے پھول ہین
کوئی بھی اُن مین نہین ہے میرے مذہب سے الگ

ردیف لام

تم اور سمجھو مجھے اپنے پیار کے قابل
کہو وہ بات جو ہو اعتبار کے قابل

مجھے سمجھتے ہو عزو وقار کے قابل
بھلا یہ بات ہے کب اعتبار کے قابل

تمھارے ناز ہمارے اوٹھانے کے لائق
ہماری جان تمھارے نثار کے قابل

نہ اوٹھینگے ترے کوچے سے جان جائے تو جائے
یہ گلزمین ہے ہمارے مزار کے قابل

ہمین ہو کیلیے روز شمار کا کھٹکا
ہمارے جرم نہین جبّار کے قابل

مجھے ہے شکر محبت تمھین ہے مستی حسن
یہ دونون نشے نہین ہین اوتار کے قابل

ہمین کو چاہنے والون مین کیون چنا تمنے
ہمین تھے کیا ستم روزگار کے قابل

کرے وہ شوق سے رنگین میرے خون مین ہاتھ
یہی حنا ہے اگر اوس نگار کے قابل

ہمارے داغ جگر پر نثار فصل بہار
نگاہ چاہیے اس لالہ زار کے قابل

تو اپنے غم پر اے واریا ستم پر وار
یہ نقد جان ہے ترے ہی نثار کے قابل

جگر کے داغ جو آئے ہوئے تو خوب ہوا
یہی بہار ہے اس لالہ زار کے قابل

ستم ہے اوسکو کیا چاہتا ہو نہین اپنا
وفا کا نقش نہین جس نگار کے قابل

نہ چشم کم سے کوئی دیکھے میرے ہاتھ کے گل
یہ پھول ہین کسی گلرو کے ہار کے قابل

پڑے ہین صلح کی تقریر مین نصیبون سے
وہ پیچ تھے جو سر زلفِ یار کے قابل

یہ کیا کہ بوسہ تو دو ایک گالیان لاکھون
تمھارے لطف ہین سب پر ہزار کے قابل

ہلال بنکے سرِ چرخ بھی جو چمکے تو کیا
نہین یہ نعل ترے راہوار کے قابل

ہم اپنی آنکھ کی پتلی سمجھتے ہین اوسکو
وہ خال ہے جو رخِ گلعذار کے قابل

کٹین مین شام سے تارے سحر سے تنکے چنون
یہ کام ہین مرے لیل و نہار کے قابل

مجھے تو نشۂ وحدت مین چور رہنے دو
ہر ایک سر نہین دردِ خمار کے قابل

وہ میرے سوگ مین بکھراتے ہین عبث ریحین
یہ حادثہ تو نتھا انتشار کے قابل

جگر کے داغ محبت مین دیکھکر بولے
نہین ہے کوئی بھی پھول اس بہار کے قابل

تمھارے حسنِ خداداد پر بناؤ نثار
تمھاری شکل نہین ہے نکھار کے قابل

ستم اوٹھاؤن رقیبون کے اور صبر کرون
نہین یہ جبر مرے اختیار کے قابل

خدا کے واسطے صورت دکھا دو اب مجھکو
کہ مجھ مین تاب نہین انتظار کے قابل

تو اپنے وصف کو شمشاد ہی سے سن اے گل
یہ نغمہ ہے اوسی رشکِ ہزار کے قابل

اٹھلاکے چل کہ ناز سے چل یا سنبھل کے چل
لیکن کسی کا دل نہ کفِ پا سے مل کے چل

اے مستِ ناز ظلم و ستم مین سنبھل کے چل
ان راہونمین نہ جامے سے باہر نکل کے چل

جور و جفا مین سب سے تو آگے نکل کے چل
لیکن وفا مین ہمسے کوئی راہ چل کے چل

آغوشِ عافیت سے یہ گہوارے کم نہین
اے اشک بے مراد نہ آنکھون سے ڈھل کے چل

جل بجھ کے کہگئی مرے میت الحزن کی شمع
سوزِ تپِ فراق مین تو بھی پگھل کے چل

دیکھا ہے کس غضب سے مجھے تیری بزم مین
مینے کہا جو دل سے ذرا سا بہل کے چل

دنیا مین تین رنگ دکھائے ہزار روپ
اب کوئی اور بھیس یہان سے بدل کے چل

نکر کی آسمان سے لینا پڑی تجھے
ای مست جامِ کبر نہ اتنا اچھل کے چل

ایامی سوزِ اشک ہے دامن کو تھام کے
بزمِ عدو سے شمع صفت خوب جل کے چل

لیجاؤنگا ضرور منا کر مین اپنے ساتھ
اے روٹھے راہ راہ سے چل یا مچل کے چل

آغوشِ چشم اب نہین ہوگی تجھے نصیب
اے طفلِ اشک کس نے کہا تھا مچل کے چل

مین سادہ دل ہون نردِ محبت مین اے حریف
مجھسے نہ داؤ مکر و فریب و دغل کے چل

ہے ہر سلوک مین یہ سلامت روی کی چال
ہو جس جگہ فساد وہان سے ٹوٹل کے چل

کتنا ہی بے قصور ہو یا منھ لگا ہو تو
وہ خیط مین بلائین تو دلمین دہل کے چل

ناصح کا حکم ہے کہ بچا اوس گلی کی سمت
کہتا ہے شوقِ دید ذرا ساٹھل کے چل

کم ظرف سب کہین کے سن اے مستِ کبر و ناز
سرجوش مے کی طرح نہ خم سے اُبل کے چل

ایسی غزل سنا کہ سخن سنجو مین ہو دھوم
شمشاد بزمِ شعر سے تو پھول پھل کے چل

جب اوٹھی تھی تمنے نقاب اول اول
وہی تھا بڑا انقلاب اول اول

بس اب خاتمہ روزِ محشر کا سمجھو
ہوا پیش میرا حساب اول اول

مرے بخت کا آخری فیصلہ تھا
میری جان تیرا عتاب اول اول

ازل کی وہ مستی ابد تک نہ اوتری
پلائی جو تونے شراب اول اول

سمجھتے ہین ہم رند ساغر کی تلچھٹ
جو پی شیخ نے ای جناب اول اول

مری جان لی تمنے پہلی ادا مین
یہ لوٹا ہے تمنے ثواب اول اول

معلم ہوا مین ہی تجویز پہلے
بنا عشق کا جب نصاب اول اول

مرے دل کی پہلے پہل رونمائی
کسیکا وہ جوشِ شباب اول اول

وہ میری عیادت مین پہلے قدم پر
لگے کہنے ہے یہ عذاب اول اول

پڑا یاد روے کتابی کسیکا
جو مکتب مین دیکھی کتاب اول اول

اونہین کی توجہ کے لالے پڑے ہین
جو تھے ملتفت بے حساب اول اول

اوڑاتے ہین شوخی سے وہ چٹکیون پر
جنہین تھا بہت کچھ حجاب اول اول

اوڑا لیگیا بو پسینے سے تیرے
ہوئی یون نمودِ گلاب اول اول

جلاتی ہے اب دور تیری گلی سے
یہی دھوپ تھی ماہتاب اول اول

شب وصل گیسو نے سلجھا دیے سب
جو کچھ دلمین تھے پیچ و تاب اول اول

وہ تھی خاکِ تربت مجھی خستہ جان کی
تری جسنے چومی رکاب اول اول

ہوا قیس دو دن سے مشہور مجنون
ملا تھا مجھے یہ خطاب اول اول

پڑے گور مین بیخبر سو رہے ہین
نتھا جنکی آنکھونمین خواب اول اول

غضب کی وہ طراریان کر رہے ہین
نتھا جنکے منہ مین جواب اول اول

گئے جو عدم کو تمھاری گلی سے
کیا گور مین پا تراب اول اول

نظر پہلے رکھلے نتیجہ کے جانب
نہ ہر کام مین کر شتاب اول اول

ترے آتشین رخ کی شہرت تو اب ہے
مرا دل ہوا تھا کباب اول اول

ستم آج بے عذر سہتا ہون لاکھون
گران تھا تمھارا عتاب اول اول

مرے قتل پر رشک ہے آج جسکو
ہوا تھا وہی انتخاب اول اول

وہ اب وصل کی آپ کرتے ہین خواہش
جنھین اسمین تھا اضطراب اول اول

فریبِ نسا کا ہے پہلا معلم
نکالا ہے جسنے خضاب اول اول

جنھین آج یورپ سمجھتا ہے وحشی | یہی تھے فضیلت مآب اول اول

وہ جو بن ہین شمشاد آنکھون مین پھرتے
جو اوبھرے تھے مثل حباب اول اول

ردیف میم

یون قتل کر دیے گئے تیغ ادا سے ہم | گویا کہ واسطہ نہین رکھتے خدا سے ہم

تیرے مریض ہین تو سُن اے غیرت مسیح | اچھے ہوے نہونگے کسی کی دوا سے ہم

کرتے ہین وہ جو خون امیدون کا بیحساب | مرجائینگے اونھین مین کسی کی قضا سے ہم

جسدن وہ چھیڑتے ہین حساب نیاز و ناز | تعبیر اوسکو کرتے ہین روز جزا سے ہم

اوسوقت بیگنا ہونکی صورت تھی دیدنی | جب دے رہے تھے خور خطاب ہوے تھے خطا سے ہم

فرقت مین بھی تھی کبھی تکلیف اسقدر | جتنا کہ تنگ ہین تری شرم و حیا سے ہم

شبخون کی فکر مین ہے سیاہی کا منتظر | ڈرتے ہین اوسکے ہاتھ کے رنگ حنا سے ہم

جب حد سے بڑھگئی ہمین وصف کمر کی فکر | مضمون ڈھونڈھ لائے دیار فنا سے ہم

آخر وفا مین ہمنے کیا کونسا قصور | کیون قتل کر دیے گئے تیغ جفا سے ہم

تکلیف مین بھی پاؤن نہ ڈگمگنے دیے کبھی | دیتے رہے ہین دلکو برابر دلاسے ہم

تم چھپکے ہم سے جانہین سکتے کسی جگہ | حرف جبین کو پڑھنے لگے نقش پا سے ہم

اتنی سزائین جرم وفا پر ہمین ملین | گھبراکے بھاگنے لگے نام وفا سے ہم

اوس رشک گل کو مضطر و بیتاب دیکھکر | کرتے ہین شکوے اپنی ہی آہ رسا سے ہم

ہوتا ہے روز لاکھون بلاؤن کا سامنا | تنگ آگئے ہین اپنے دل مبتلا سے ہم

افسوس ہے اوسی نے کیا پھر ہمین شہید | زندہ ہوئے تھے یار تری جس ادا سے ہم

ہین محو تیری یاد مین اتنا تو ہے لگاؤ
کچھ اور کام رکھتے نہین ماسوا سے ہم

اونکے تو جو ستم ہوے ہمپر ہوے مگر
نالان ہین اپنے دل ہی کے شور و بکا سے ہم

تیری جفا و فا سے نہین کچھ غرض بت
اے بت تجھی کو چاہتے ہین اب خدا سے ہم

اوس نے تو منھ لگاتے ہی مدہوش کر دیا
کیا دلکی کہتے دخت رزِ بیحیا سے ہم

ایسا نہو کہ پھر کہین کر دو اسے اوچاٹ
لائے ہین اپنے دل کو بڑی التجا سے ہم

بوسہ دیا کسیکو تو گالی کسیکو دی
عبرت مین آ گئے ہین تمھاری عطا سے ہم

تیغ ادا سے آپ کرین شوق سے شہید
ڈرتے نہین ہین عشق کے کرب و بلا سے ہم

اوس گلبدن کی زلفِ معنبر کی بو سنگھائے
شمشاد چاہتے ہین یہ بادِ صبا سے ہم

ردیف نون

ہم اپنی ہستی و ہمی مٹائے دیتے ہین
بقا کو عینِ فنا مین دکھائے دیتے ہین

یقین آئے اونھین یا نہ آئے الفت کا
ہم اپنی ساری کہانی سنائے دیتے ہین

نگاہ بھر کے اونھین ہائے کسطرح دیکھون
نظر کو حسن کے شعلے جلائے دیتے ہین

ہمارے دل مین یہی جمکے بیٹھے ہین صاحب
جو اپنے پاس سے ہمکو اوٹھائے دیتے ہین

خفای راز مین دکے ہین ہمتو آنسو تک
نظر سے آپ ہمین کیون گرائے دیتے ہین

وہ روٹھے کیا کہ زمانہ ہی ہو گیا برہم
کوئی تو آکے کے ہم منائے دیتے ہین

جو منہ پھلائے ہین صورت بنائے ہین رونی
ہم ایک فقرے مین اونکو ہنسائے دیتے ہین

وہ شوخ چشم ٹہلنے کو ہے تو میری طرح
ہرن بھی راہ مین آنکھین بچھائے دیتے ہین

مجھے سرور ہو کیا بزم عیش و عشرت مین
تصورات کیسکے رولائے دیتے ہین

حجاب تمکو جو ہو آرزوے پنہان سے
تو اپنے دل سے اوسے بھی ہٹائے دیتے ہین

ثبوتِ قتل نہوگا ہمارے قاتل پر
لہو کے داغ انہین ہم مٹائے دیتے ہین

خدا کے واسطے سچ بول مجھسے تیرے فریب
دل و جگر کو مرے تلملائے دیتے ہین

دو باتین کر لو ذرا ملگئے ہو موقع سے
نگاہِ غیر اوسے ہم بچائے دیتے ہین

وہ اپنی آنکھون کے متوالے پر ہوئے برہم
تو جام زہر ہلاہل پلائے دیتے ہین

ستم یہ ہے کہ انہین نے مٹا دیا مجھکو
جو آج سوگ مین آنسو بہائے دیتے ہین

جو سامنے سے نہ اک لمحہ ہٹنے دیتے تھے
وہ آج مٹی مین ہمکو ملائے دیتے ہین

بگڑتے ہین جو وہ بیوجہ بھی کبھی مجھسے
اونھین کا ساتھ سب اپنے پرائے دیتے ہین

تمھین جو مملکتِ حسن ہو گئی حاصل
ہم اپنے عشق کا سکّہ جمائے دیتے ہین

کہا ہے ہمنے جو تمسے رقیب کے حق مین
وہ ملگیا تو ابھی ہم دکھائے دیتے ہین

اوٹھا کے تیغ یہ کہتا ہے ناز سے ظالم
کسی کی بگڑی ہوئی ہم بنائے دیتے ہین

جو صلح کرتے ہو رکھو مزاج کو ٹھنڈا
یہ گرم فقرے مرا دل جلائے دیتے ہین

ہزار رازِ دلی تم چھپاتے ہو مجھسے
تمھارے غمزے مجھے سب بتائے دیتے ہین

جو ایک سروِ سمن بو سے روٹھے ہین شمشاد
تمام گلبدنون کو رولائے دیتے ہین

رقیب دیکھ تجھے ہم دکھائے دیتے ہین
وہ ہمسے آپ ہی آنکھین لڑائے دیتے ہین

پتے پتے کی تمھین ہم سنائے دیتے ہین
جو کچھ حجاب ہے وہ بھی اوٹھائے دیتے ہین

تری گلی مین قدم ہم جمائے دیتے ہین
رقیب کو ابھی ٹھوکر کھلائے دیتے ہین

حیا و شرم نہین جسکی آنکھون مین اصلا
ستم ہے اوس سے ہم آنکھین لڑائی دیتے ہین

عدو سے رازِ دل کہنے پر ہین آمادہ
وہ سوتے فتنون کو ناحق جگائے دیتے ہین

مجھے جو کہتے ہین فرہاد و قیس الفت مین
وہ میری شانِ محبت گھٹائے دیتے ہین

یہ کہنے اونسے کیا اونکی سادگی کا وصف
کہ بیٹھے بیٹھے وہ زیور بڑہائے دیتے ہین

اوٹھاکے جام مئے لعل نازسے بولے
ہم اپنی آنکھون کا جادو جگائے دیتے ہین

انھین نے تشنۂ دیدار ہمکو مارا ہے
جو اپنی آنکھون سے دریا بہائے دیتے ہین

وہان تو ہوتی نہین سومین ایک بھی مقبول
یہان زبان دعا سے تھکائے دیتے ہین

ادائے جنبشِ ابرو سے بات کرنے مین
دل و جگر کے وہ پرزے اوڑائے دیتے ہین

ہم اپنے عشق کو اب فاش کرکے دنیا مین
تمھارے حسن کا ڈنکا بجائے دیتے ہین

پٹے کے لیلو نمین جرأت سے کسطرح بوسہ
بدل کے تیوری وہ ہمت ہرائے دیتے ہین

الٰہی سوکھے کا نٹا ہو ناصحونکی زبان
ہمارے سر کو یہ ناحق دکھائے دیتے ہین

ہمارے رنگ کی زردی ہمارے سوکھے ہونٹھ
ہماری حالتِ دل سب بتائے دیتے ہین

کسی کا ہاتھ سنورنے مین بال کرتے ہین شل
کسیکو دامِ بلا مین پھنسائے دیتے ہین

وہ جان نثار ہین ہم ہی جو تم کہو ہمسے
ہتھیلی پر ابھی سرسون جمائے دیتے ہین

ملوگے غیر کے ہمراہ تو غضب ہوگا
خیال ہی مین ہم آفت مچائے دیتے ہین

نسیمِ نازسے شمشاد دل فسردہ کا
گلِ مراد وہ دم مین کھلائے دیتے ہین

وحشت نہین الم نہین آہ و بکا نہین
الفت کے دم قدم سے مرے پاس کیا نہین

مانا کہ پندِ ناصحِ مشفق بجا نہین
لیکن نہ سننے مین بھی تو اوسکے مزا نہین

دیکھا جو رعب حسن سے مین بولتا نہین
توڑا سکوت کہکے کہ چپ مین مزا نہین

آنکھین جو تیری دید سے محروم ہین تو کیا
دل سے ترا خیال کسی دم جدا نہین

اغیار پر کرم کے سوا اے ستم شعار
تیری کوئی جفا مرے حق مین جفا نہین

فرقت مین اب تو تیرے سوا اے خیالِ یار
مونس نہین انیس نہین آشنا نہین

اے شیخ عطرِ خلد سے تو ہاتھ دھو کے بیٹھ
بوے ریا سے پاک ترا بوریا نہین

اپنے ہی عیب عکس نما ہین میانِ غیر
اچھا اگر ہو آپ تو کوئی بُرا نہین

ہنگامِ سیر ایک قیامت بپا ہوئی
دو گام بھی وہ فتنۂ دوران چلا نہین

مین تو تمام اپنی کہانی سنا گیا
کہتے ہین آپ نازسے مینے سنا نہین

رہ رہ کے کیون جھجک کے وہ کہتے ہین نازسے
تیرے سوا تو کوئی یہان منچلا نہین

کیا کیا کیے حجاب پریزادون نے مگر
میری نگاہِ شوخ سے کوئی بچا نہین

غصے مین دیکھکر جو ہوا مجھکو انتشار
کس نازسے کہا کہ مین تجھسے خفا نہین

کس طرح اوسکے رازِ دلی پر ہو اطلاع
موقع کی بات پر وہ ذرا بولتا نہین

تم تو نہ ایسی بات کہو جس سے دل دُکھے
غیرونکی چھیڑ چھاڑ کا تمسے گلا نہین

شرم و لحاظ کس سے کرون تجھکو پاکے مین
تیرے سوا تو مجھکو کوئی سوجھتا نہین

انداز سب حسینون کے ہین دلکشی مین طاق
لیکن کسیکے ناز مین تیری ادا نہین

ہمت بلند چاہیے افلاس ہو تو ہو
دولت ہے سب فضول جو دل مین عطا نہین

مجنون ہین طبیب جو بنتے ہین چارہ گر
عیسے کے پاس میرے مرض کی دوا نہین

اک بات میری سنیے نہ کچھ خوف کیجیے
جو آپ سوچتے ہین مرا مدعا نہین

جیسی کہ میری جرم محبت مین تونے کی
دیکھی ہے ایسی مینے کسیکی سزا نہین

ایسی بڑھی ہین یار کی بے التفاتیان
جیسی مرے غمون کی کوئی انتہا نہین

مجھسے نہ اوٹھینگی یہ تری بے نیازیان
اے بت یہ جان لے تو کسیکا خدا نہین

سارے فریب مینے کیے رفتہ رفتہ دور
حیلہ لحاظ و شرم کا اب تک گیا نہین

شمشاد اوسکے جور و جفا سے ہے دلفگار
جس گلبدن مین نام کو بوے وفا نہین

ہمین تمھارے ستم سے ملال کچھ بھی نہین
تمھارے جور و جفا کا خیال کچھ بھی نہین

جو تیری یاد مین گزرے وہی گھڑی ہے گھڑی
نہین تو عمر کے سب ماہ و سال کچھ بھی نہین

جنونِ عشق مین جور و جفا کی کیسی تمیز
حواس مین جو نہو اختلال کچھ بھی نہین

اگر حسین ہو انداز دلبری سیکھو
جو بے کمال ہو ایسا جمال کچھ بھی نہین

مین اپنے حال کی کسطرح کھینچدون تصویر
ترے ستم کی تو پوری مثال کچھ بھی نہین

ملا کے خاک مین تربت کی خاک اوڑا کے کہا
جو اسطرح بھی نہو پائمال کچھ بھی نہین

ہمارے خون سے ہولی مچی ہے مقتل مین
نہین سہی اگر اوڑتا گلال کچھ بھی نہین

نہو کوئی چمنِ دہر مین کبھی بے فیض
جو بے ثمر رہے ایسا نہال کچھ بھی نہین

مزا یہ ہے کہ من و تو کا وہم تک نہ رہے
دوئی کے ساتھ اگر ہو وصال کچھ بھی نہین

وہان بھی حسن دکھاتا ہے اپنی چھب تختی
جہان پہننے کو کمخواب و شال کچھ بھی نہین

وہ خود سمجھکے کرین میری آرزو پوری
ہر ایک امر مین اوسے سوال کچھ بھی نہین

ہمین دکھایئے جوہر ادا شناسی کے
کہین گے آپ سے ہم دل کا حال کچھ بھی نہین

دلیر کیون نہون مدہوشِ بادۂ عشرت
گناہ حد سے سوا ہین وبال کچھ بھی نہین

جو بات منہ سے کہو وہ نتیجہ خیز کہو
جو صرف جدل ہو ایسا کمال کچھ بھی نہین

عزیز دل رہو ایسا سلوک سب سے کرو
زمانہ جس سے ہو ناخوش وہ حال کچھ بھی نہین

جفا شعارون سے امید رحم ہای ستم
یہ وہ غرض ہے کہ جسکا مآل کچھ بھی نہین

جو او سمین راز ہے وہ جان سے سوا ہی عزیز
نہین تو دل مرے آگے ہے مال کچھ بھی نہین

عزیز جان سے رکھتے ہین جسکو اہل دول
مری نظر مین وہ مثل سفال کچھ بھی نہین

کبھی جفاؤن کا شکوہ کبھی ستم کا گلہ
مگر گناہ سے ہو انفعال کچھ بھی نہین

دلون مین سب کے بٹھا حسن خلق کا سکّہ
جفا و جور کا جاہ و جلال کچھ بھی نہین

صفت کمال ہے شہرت تو کوئی چیز نہین
عیان ہے بدر کے آگے ہلال کچھ بھی نہین

ادا سے دیکھلو نذرانہ نقد دل لیلو
معاملہ ہے درست اسمین چال کچھ بھی نہین

پھنسائے رہتے ہین شطرنج و گنجفہ مین اونھین
نہ کوئی مات نہ کوئی خلال کچھ بھی نہین

رقیب چھیڑ سے بھی جوش مین نہین آتا
یہ ہے وہ دیگ کہ جسمین ابال کچھ بھی نہین

مین نگستان سخن کا ہون خوشنما شمشاد
خزان سے مجھ مین نمایان زوال کچھ بھی نہین

تم تھے پہلو مین جب اے سنگدل برسات مین
لطف کیا دیتی مجھے کالی گھٹا برسات مین

سرد آہون سے غم فرقت مین دیتا ہون جواب
ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہے جسدم ہوا برسات مین

درد فرقت مین کسی نے دردمندی کچھ نکی
ابر میرے حال پر کچھ رو گیا برسات مین

روتے چلاتے ہین ابر و رعد باہم کس لیے
کون میکش میکدے سے چل بسا برسات مین

ہاے او سپہ بھی نپائی دست ساقی سے شراب
نذر میخانہ ہوا جو کچھ ملا برسات مین

باغ یہ سرگرم نزہت ہے کہ جو جگنو اوڑا
آتش گل کا شرارہ بنگیا برسات مین

سانونی پر اوس پڑ جائیگی ای جان جہان
دھانی کپڑونمین نہ سیر گل کو جا برسات مین

ہاتھ گھرے سرخ اگر ہونگے تو میرے خون سے
رنگ ہلکا دیگی اے ظالم حنا برسات مین

کون ساون گا کے کرتا بادۂ عشرت سے مست
بے ترے کسطرح جھولا جھولتا برسات مین

سبزۂ و آبِ روان ابرِ سیہ سامان یہ
مین بھلا واعظ کی کیونکر مانتا برسات مین

دہانی شیشے سے نکل آئی جو اک گلگون پری
میری توبہ پر وہی پانی بھر گیا برسات مین

سبز تھا روی زمین کالی گھٹا بھی چھا گئی
رنگ میخوارونکا اچھا جمگیا برسات مین

میکشی بے پردہ کرتے مجھکو آتی تھی جو شرم
میکدے پر چھا گئی کالی گھٹا برسات مین

مین جو ساقی کو اوڑالا یا رقیب روسیہ
جای بادہ خون پی کر رہگیا برسات مین

آنسوون نے جھاڑ باندھا دیدے بہنکلے تو کیا
پانی دریاؤن کا چڑھتا ہے سوا برسات مین

پی گیا ساغر کے ساغر دل ہرا اب تک نہین
ایک چھینٹا اور اے ابرِ سخا برسات مین

میکشی کے خود بخود سامان ہوتے ہین بہم
مین مآلِ کار کیونکر سوچتا برسات مین

خوب بادل کی گرج سے رات بھر سہما کیے
روٹھنے کا ملگیا اونکو مزا برسات مین

دُھن تو مسجد کی بندھی تھی میکدے جاتے ہین ہم
جوشِ تقوی بڑھتے بڑھتے گھٹ گیا برسات مین

ضبط کب تک آنسوونکی باندھ دیتا ہون جھڑی
رازِ گریہ کھل نہین سکتا ذرا برسات مین

سبزہ ہے آبِ روان ہے یار ہے ساغر بکف
خوب ہی حاصل ہے میرا مدعا برسات مین

موسمون مین پردہ پوشِ میکشی کوئی نہین
ہے فقط ابرِ سیہ کا آسرا برسات مین

خونِ دل رو رو کے مین پیتا ہون تو منسکر ترے
کسکو لطفِ بادہ خواری ہے سوا برسات مین

ضبطِ آہ و گریہ فرقت مین کرون مین کسطرح
جس سے تکلیف ہوتی ہے سوا برسات مین

پھول پھل سے تلیون سے خوشنما گل بوٹون سے
صنعتین بیحد دکھاتا ہے خدا برسات مین

میری آنکھون نے لگا کر روز ساون کی جھڑی
اک نیا طوفان برپا کر دیا برسات مین

میکدہ ہے خاص خلوت دخترِ زہرا آشنا
عیش اب شمشاد کا کیا پوچھنا برسات مین

جو عرش سے عزیز ہو وہ خوار ہو تو کیون
بنیاد میرے دل کی جو مسمار ہو تو کیون

اورون سے زک اوٹھانے مین ناچار ہو تو کیون
میرا ہی دل چرانے مین ہشیار ہو تو کیون

اوس بیوفا سے حال کا اظہار ہو تو کیون
جو کہہ رہا ہے عشق مین تم خوار ہو تو کیون

ترکِ خودی کے جام سے سرشار ہو تو کیون
سرشار ہو تو پھر کبھی ہشیار ہو تو کیون

جو دل ہے دل اوسی کی کرو یار تم تلاش
ہر روز ایک دل کے خریدار ہو تو کیون

جب اوس مسیح دم کو عیادت سے عار ہے
پھر اوسکے واسطے کوئی بیمار ہو تو کیون

جسنے قدم نہ خلوتِ دل سے نکالے ہون
اوسکا جمال رونقِ بازار ہو تو کیون

دستِ عدو سے کرتے ہین تعمیر جس کو ہم
تیرے گلے مین روز وہی ہار ہو تو کیون

مینے جب اپنی آپ ہی مٹی خراب کی
میرا کوئی انیس جو غمخوار ہو تو کیون

ناموس کا نہ خوف نہ عزت کا کچھ لحاظ
اقرارِ عشق مین مجھے انکار ہو تو کیون

کیا مجھسے بڑھکے کوئی نظر باز چاہیے
تیرا جمال مجمعِ انظار ہو تو کیون

تسلیم جب طبیعتِ ثانی مری ہوئی
پھر میرے اور آپ کے تکرار ہو تو کیون

صورت کے ساتھ چاہیے سیرت کا بھی لحاظ
طرار ہو شریر ہو عیار ہو تو کیون

مین جس نگاہِ ناز کو کہتا ہون دلنشین
وہ تیر میرے سینے کے اوپار ہو تو کیون

سوزِ تپِ فراق سے سُلگا دین ہڈیان
پھر پوچھتے ہو مجھسے کہ بیمار ہو تو کیون

میری مراد اوسکی تمناؤن پر نثار
اسپر بھی مجھسے یار جو بیزار ہو تو کیون

کرتے ہو ترش باتون سے تم نشہ کرکرا
دل بادۂ وفا سے جو سرشار ہو تو کیون

مجھسے تو ٹیڑھے رہتے ہو تم بات بات مین
آخر مرے رقیبون سے ہموار ہو تو کیون

جب کھل گیا کہ وہ نہ سنین گے کبھی مری
پھر اپنی بات پر مجھے اصرار ہو تو کیون

جو بات دلشکن ہو نہ لب پر کبھیے
یہ گھر جب آپ ہی کا ہے مسمار ہو تو کیون

کیا اسمین اور بڑھتی ہے کچھ شانِ دلبری
تم ظلم دوست کیون ہو ستمگار ہو تو کیون

اوسکی نظر مین مین ہون مرے دل مین ہے وہ آپ
بیکار مجھسے کوچون مین دوچار ہو تو کیون

ترچھی نظر سے کام نکلتا ہو جب ترا
بدنام مفت مین تری تلوار ہو تو کیون

جب اپنے جان نثار کی سنتے نہین ہو عرض
سارے حسینون مین تمھین سردار ہو تو کیون

مظہر مرے سوا نہین اوصافِ عشق کا
غیرون سے دلبرون کو سروکار ہو تو کیون

ہر گلبدن کے دل مین وہ کر لیتے ہین جگہ
شمشاد کی وفا کبھی بیکار ہو تو کیون

کہنے مین صاف صاف مجھے عار ہو تو کیون
مرتا ہون آپ پر کوئی بیزار ہو تو کیون

اظہارِ عشق مین مجھے کچھ عار ہو تو کیون
ناصح کے خوف سے مجھے انکار ہو تو کیون

عدل و سخا و حلم سے ہو کام رات دن
سردار ہو رئیس ہو زردار ہو تو کیون

مبرے مقابلے مین کہ ہون جان نثارِ خاص
کوئی دلِ حضور کا مختار ہو تو کیون

محبوب تجھسے بڑھکے ہے وہ میرے قتل مین
باہر نیام سے تری تلوار ہو تو کیون

جسکی نظر مین دل مین تمھین تم ہو جلوہ گر
اوسکو نقاب مانعِ دیدار ہو تو کیون

فرطِ تجلیات سے جو رشکِ عرش ہو
اوس دل مین جلوۂ بتِ پندار ہو تو کیون

آپ اپنی شان پر ہین ہم اپنے عہد پر
جھگڑا ہمارے آپ کے ہر بار ہو تو کیون

ای شیخ دستِ حرص سے جو اوٹھے بار بار
اتنا دراز شملۂ دستار ہو تو کیون

سیلابِ اشک تا بفلک اوسکے ساتھ ہی
فرقت مین میری آہ شرربار ہو تو کیون

زاہد تو کشتۂ نگہ نازِ حور ہے
جنت مین آپکا اوسے دیدار ہو تو کیون

جس دل مین تم ہو یاس و امید اوسمین کچھ نہین
خلوتکدے مین مجمع اغیار ہو تو کیون

بے اذن ذرے مین حرکت جب محال ہے
انسان اپنے کام مین مختار ہو تو کیون

اونکو تو صرف کثرتِ عشاق پر ہے فخر
الفت کے جانچ کی کوئی معیار ہو تو کیون

کس صانع حکیم کی صنعت ہے اسمین صرف
دنیا کی کوئی چیز بھی بیکار ہو تو کیون

جاتا ہون مثل نکہتِ گل اس چمن سے مین
احباب پر جنازہ مرا بار ہو تو کیون

نالون نے لب پر آنیکی کھائی ہے جب قسم
اب خوابِ ناز سے کوئی بیدار ہو تو کیون

رحمت پری کی شکل مین ہے سامنے کھڑی
تکلیفِ نزعِ روح مجھے بار ہو تو کیون

مین جیتے جی عزیزِ دل دوستان رہا
مرنے کے بعد نعش مری خوار ہو تو کیون

وہ راستی کی جان ہے کج بازیون سے دور
شمشاد سے اگر کوئی بیزار ہو تو کیون

دشمن سے آپ کو جو سروکار ہے تو کیون
اور اپنے جان نثار سے انکار ہے تو کیون

ہوش و حواس و صبر و سکون سب ہی چلدیے
اے درد تو ہی ہجر مین بیکار ہے تو کیون

افسوس سوچتے نہین یہ منکرانِ عشق
دل ایسی چیز سینے مین بیکار ہے تو کیون

جرم و وفا مین ایک زمانہ شریک ہے
میرے ہی قتل مین تمھین اصرار ہے تو کیون

کیا چال سوچتا ہے اسے کونسی ہے فکر
نچلا مری بغل مین یہ عیار ہے تو کیون

بیشک رموزِ لذتِ دل تک پہونچ گیا
بیزار ظلم سے وہ ستمگار ہے تو کیون

واعظ کے دل نے بھی کہین کھائی ہے تازہ چوٹ
محوِ کمالِ لذتِ اشعار ہے تو کیون

دشمن کے منہ لگانے سے مینے کیا جو منع
آتی سی میری بات تمھین بار ہے تو کیون

کچھ میری چال ڈھال سے کھٹکا ہوا اوسے
میری طرف سے آج وہ ہشیار ہے تو کیون

دم دھاگون مین تبون کے ضرور آگیا ہی شیخ
تسبیح مین یہ رشتۂ زنار ہے تو کیون

نخچیر ساز شیفتۂ زلف ہے مگر
شکلِ دہانِ مار جو سوفار ہے تو کیون

مجھکو جو حکم ہو تو ابھی کاٹ لون گلا
ایک ایک پر یہ آپکی للکار ہے تو کیون

گلگشت ہر خیال مین کرتے ہو را تدن
میرے ہی پاس آنے مین انکار ہے تو کیون

دنیا تو اوس سے پھر گئی اک تیرے واسطے
تو اپنے جان نثار سے بیزار ہے تو کیون

تیغِ ادا نے خلق کو جب کر دیا شہید
زیبِ کمر حضور کے تلوار ہے تو کیون

محضر جو میرے خون کا ہوتا نہین دست
پھر میرے دشمنون کا یہ دربار ہے تو کیون

جو آپکی غرض ہے وہی میری آرزو
پھر میرے اور آپ کے تکرار ہے تو کیون

اسکا عوض کچھ آپ سے مین چاہتا نہین
پھر دل کے پھیر دینے مین اصرار ہے تو کیون

ہان آپ کے سوا نہین مطلوب کوئی اور
مجھسے یہی سوال جو ہر بار ہے تو کیون

شائد غمِ زمانہ وہ سب جھیل لے گیا
کچھ شاد و شاد آج دلِ زار ہے تو کیون

بیشک ہوئی ہے کفر کو اسلام سے شکست
زلفون کا بندہ مائلِ رخسار ہے تو کیون

غیرون کے پاس جاتے ہو ہر روز بے طلب
مجھسے ہی ملنے مین تمھین انکار ہے تو کیون

گلگشت وہ نگار جو کرتا نہین کبھی
داغون سے سینہ غیرتِ گلزار ہے تو کیون

آنکھین فریب دیکے اوسے کرتی ہین خلاف
بدنام عاشقون مین دلِ زار ہے تو کیون

وہ چلبلی طبیعتین آخر کدھر گئین
رندون مین آج مجمعِ اخیار ہے تو کیون

کیا ختم ابھی سے ہو گئین مجھپر مصیبتین
وہ ظالم زمانہ بھی غمخوار ہے تو کیون

اوس گلبدن کو غیر سے نفرت ہوئی ضرور
شمشاد کا وہ آج طرفدار ہے تو کیون

شمشاد دکھا کے تیر نظر بولتے نہین — اب خشک اور آنکھین ہین تر بولتے نہین
کس دن چرائی تمسے نظر بولتے نہین — سچ ہے تو ہو کے سینہ سپر بولتے نہین
مجھسے ملو تو کیا ہے ضرر بولتے نہین — کس سے ہے میری نیچی نظر بولتے نہین
من جاتے لاکھ ہمسے مگر بولتے نہین — بڑھجاتی بات ہم بھی اگر بولتے نہین
کیونکر کہون کہ روٹھے ہین کیونکر کہون نہین — کرتے ہین روز دل مین گذر بولتے نہین
اے رہروانِ ملکِ عدم ہائے رے ستم — تم تو ذرا بھی وقت سفر بولتے نہین
ہارے ہین بحث مین لبِ دندانِ یار سے — یہ رمز ہے جو لعل و گہر بولتے نہین
ہرچند کہہ رہی ہے نزاکت کہ ہان یہ کیا — کہتے ہین قتل پر وہ مکر بولتے نہین
کیا پوچھتی ہے چشمِ سخنگوی سرمہ زیب — اے کشتگانِ تیغ نظر بولتے نہین
اے چشمِ سرمگین تری تیغ نگاہ سے — واہین دہانِ زخمِ جگر بولتے نہین
روے صبیح یار نے چھکے چھڑا دیے — کیون شاہدانِ شمس و قمر بولتے نہین
ہو میرے گھورنے کی اونھین کسطرح خبر — کچھ طائرِ نگاہ کے پر بولتے نہین
غیرونکی بات بات کا کیون دیتے ہین جواب — ہمسے تو آپ دو دو پہر بولتے نہین
چپ سادھے مین کاٹ رہا ہون شبِ فراق — جیسے خزان مین مرغِ سحر بولتے نہین
کہتے ہین میرے گھر کی طرف رخ نہ کیجئے — جب پوچھتا ہون اسمین ضرر بولتے نہین
بچون کے شور پر کبھی برہم نہون جوان — غنچے چٹکتے ہین گلِ تر بولتے نہین
مرغانِ نغمہ سنج کو ہے کچھ خزان کا خوف — بیٹھے ہین جوڑ جوڑ کے پر بولتے نہین

میرے یہان ضرور کرین گے مجھے نہال
جب مجھسے آپ اپنے ہی گھر بولتے نہین

کرتا ہون جب رقیب کو مین سامنے ذلیل
کھاتے ہین پیچ و تاب مگر بولتے نہین

آتا ہے اونکو رحم مرے حالِ زار پر
پاتے ہین اپنے دل مین اثر بولتے نہین

کیونکر نہ مین لگائے رہون باتونمین دھین
چپ ہوتے ہین تو دو دو پہر بولتے نہین

جب یاد ہم دلاتے ہین وہ اگلی صحبتین
لیتے ہین ٹھنڈی سانسین مگر بولتے نہین

ہم شوقِ گفتگو مین ادھر بیقرار ہین
وہ لاکھ آرزو سے ادھر بولتے نہین

پھنس جاتے ہین جو صحبتِ ناجنس مین کبھی
گویا زبان رکھکے بشر بولتے نہین

اے گلبدن کہان ہین وہ اب نغمہ سنجیان
شمشاد آٹھ آٹھ پہر بولتے نہین

کیون کھٹکتا ہے وہ گل آنکھون کے ایوانونمین
ملکے انسان رہا کرتے ہین انسانون مین

چرچے یہ ہین ترے گیسو کے پریشانونمین
رلف کچھ کہتی ہی جھک جھک کے ترے کانون مین

مین ہون کیا کون ہے تو یہ بھی نہین کھلتا ہی
محو مجھسا نہین کوئی ترے حیرانون مین

اے بتِ دشمنِ دین یہ تری کافر آنکھین
رخنے مژگانون سے کر دیتی ہین ایمانون مین

اوسکو عشاق کی کیا قدر ہو جس کے در پر
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھکے ہون دربانون مین

اے مسیحا مری صحت کی یہی ہے صورت
درد ہی درد بھرا ہو مرے درمانون مین

ہنسکے کہتا ہے جو کہتا ہون اوسے جان جہان
ایک جان آپ نہ اولجھایئے سو جانون مین

آپ ان مین تو ذرا بھی نہین کوئی لذت
صرف امید مزا دیتی ہے ارمانون مین

صاف کہتے ہین ترے موے مژہ کے گھائل
توڑا ایسے نہین دیکھے کہین پیکانون مین

کس ادا پر ہے فدا دل کو نہین اسکی تمیز
شوخیان شرم مین ہین شرم تری آنون مین

کیون نہو دیر و حرم مین مجھے وقعت حاصل
کافر و نمین ہون گر و شیخ مسلمانون مین

عاشقِ زلفِ سیہ کار سہی اے ناصح
آپ کیون بیٹھ گئے آکے پریشانون مین

یہ کسی نقش مین دیکھی نہ دعا مین پائی
جیسی تسخیر کی تاثیر ہے احسانون مین

ہاے اے دل تو ہمیشہ ہی رہا سرگردان
یاس کے درد کے اندوہ کے میدانون مین

کیا کھلایا ہے مرا غنچۂ پژمردۂ دل
ہے اثر بادِ بہاری کا تری تانون مین

بیٹھکر ملکِ قناعت کی حراست کرتے
حوصلے ایسے کہان تجھ کو بھی سلطانون مین

لیچلی موت ہمین کیسی اچانک آکر
ہم تو مصروف ابھی تھے بڑے سامانون مین

دل سے آنکھونمین بلاتا ہون تو وہ کہتے ہین
مرد مکسان مین رہون کیسلیے زندانون مین

اے گلِ تر جو ترے لال لبون نے پائی
یہ لطافت ہے کہان لعلون مین مرجانون مین

میزبانِ دلِ عاشق ہین فقط حضرتِ عشق
اور یاس و الم و درد ہین مہمانون مین

انکا ہر شعر ہے لوگون کی بیاضِ دل پر
غزلین شمشاد کی گو جمع ہین دیوانون مین

نالے جسدم شبِ غم سوے فلک جاتے ہین
تارے انگارون کے مانند دہک جاتے ہین

میری افسردہ دلی سے وہ چمک جاتے ہین
ہون شگفتہ جو ذرا بھی تو کھٹک جاتے ہین

کام انسان کے جسوقت اٹک جاتے ہین
کیسے ہی عقل کے پتلے ہون سنک جاتے ہین

بار اندوہ سے ہوتا ہے دلِ زار سبک
آنسو دو چار جو آنکھون سے ٹپک جاتے ہین

لاغری رنج مین اب اس سے سوا کیا ہوگی
رشتۂ آہ مین ہم آپ لٹک جاتے ہین

پھولون مین بسکے جو آتا ہے مرے پاس وہ گل
در و دیوار مرے گھر کے مہک جاتے ہین

ناصحو نکی نکو اونکو سمجھ سے سروکار
اونکے جی مین جو سماتا ہے وہ بک جاتے ہین

التجا وصل کی کرنے ہی نہین پاتا مین
دیکھتے ہی مرے تیور وہ سرک جاتے ہین

اسقدر جوشِ نمو پر ہین اب اونکے جوبن
کپڑے مضبوط سے مضبوط مسک جاتے ہین

کر دیا اونکی نزاکت ہی نے مجھکو گستاخ
ہاتھ اک بار ہٹانے مین وہ تھک جاتے ہین

رقصِ بسمل کا تماشا مین دکھاؤن کیونکر
چیخ مجروح کی سنتے وہ اوچک جاتے ہین

گونج لیتے ہین او نہین جاکے سرِ راہ رقیب
ہم تصور سے بھی کچھ آگے لپک جاتے ہین

لاکھ منت سے جو کہتا ہون مرے پاس آؤ
اور پہلو مین رقیبون کے کھسک جاتے ہین

جوبن ایسا اونکے پھٹے پڑتے ہین ہے وقت شباب
غنچے جب نگ پر آتے ہین چٹک جاتے ہین

کیون کھٹکتے نہ ہین عاشقِ ناشاد سے وہ
اپنے سائے سے بھی رہ رہکے جھجک جاتے ہین

ماند ہو جاتی ہے خورشیدِ قیامت کی چمک
آپکے جب دلِ سوزان کے جھلک جاتے ہین

اپنے معشوق کو بھی کہتے ہین اپنا عاشق
نشۂ عشق مین ہم ایسے بہک جاتے ہین

دل لگا کر ہٹ سے وہ لیتے ہی کیا کرتے ہین ظلم
راہ پر لاکے ہمین آپ بھٹک جاتے ہین

ہر ستارے کو بنا دیتے ہین رشکِ خورشید
آہون کے شعلے شبِ غم جو بھڑک جاتے ہین

اسلیے اونکو سناتا ہون فسانہ اپنا
سنتے ہین میری مصیبت تو پھڑک جاتے ہین

دہر اس عہد مین بس ختم ہے نازک مکری
ہر قدم پر دمِ رفتار لچک جاتے ہین

عاشقِ زار مرے وصل کے لوٹے کیونکر
ابھی کم سن ہین دہل کر وہ بلک جاتے ہین

لاکھ وہ اپنی صفائی کرین لیکر قرآن
عاشقون سے کہین معشوقون سے شک جاتے ہین

غیر ممکن ہے مقابل مین کبھی آئین رقیب
دور سے دیکھکے جب مجھکو دبک جاتے ہین

گلرخون کے جنھین انداز ہین کچھ بھی معلوم
شعر شمشاد کے سنکر وہ پھڑک جاتے ہین

تو کچھ ایسا مین اونکی دلنشین صورتین ہون — آئنہ وہ دیکھتے ہین اور مین حیرت مین ہون
کیا کہون ای ہمنشین مین کونسی شامت مین ہون — وہ ہین برہم اور مین اپنی ہی جرأت مین ہون
تو ہی ہے پیشِ نظر تو ہی ہے دل مین جاگزین — جلوتِ کثرت مین ہون یا خلوتِ وحدت مین ہون
مین بھی کوئی آدمی ہون جب سے یہ حالت مری — وصل مین بے حال و بیخود جان بلب فرقت مین ہون
دامنِ ہوش و خرد کی خوب وڑنگی دھجیان — خوفِ وحشت سیر دل مین اور مین وحشت مین ہون
اوسکی شرمیلی ادا پر اے دلِ نادان نجا — شوخیان کہتی ہین اوسے مین تری سیرت مین ہون
دل مرا محوِ تصور ہو گیا ہے اسطرح — مجھکو خلوت کا مزا ہے لاکھ مین صحبت مین ہون
دل سے آنکھونمین بلاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ — کون جھانکے کھڑکیان آرام سے عزلت مین ہون
پاؤن مفہوم ازل نے لفظ مین رکھے تھے — جب سے سرگردان و حیران اوی الفت مین ہون
میرے دل کا جب کوئی ارمان نکلا ہی نہین — کیا بتاؤن تجھکو ای ظالم مین کس حسرت مین ہون
دل ہے تیری یاد مین آنکھین ہین تیری دید مین — لاکھ دھندے مجھکو گھیرین مین تری طاعت مین ہون
بھاگ نکلے بوالہوس جتنے تھے سب ای جورِ یار — کھل گیا مجھپر فقط مین ہی تری قسمت مین ہون
کسطرح تجھ مین غم کو نین نے پائی جگہ — مین تو حیران آجتک اسی تری وسعت مین ہون
محو رکھتا ہے خیال یار اپنی ہی طرف — لاکھ بیٹھون صحبتون مین پھر بھی مین خلوت مین ہون
تیرگی گور سے مجھکو کچھ اندیشہ نہین — داغ دل کہتا ہے جای شمع مین تربت مین ہون
لاکھ پیرایون سے مجھکو لوٹتے ہین خود فروش — سوجھتا پھر بھی نہین کچھ ہای کس غفلت مین ہون
کاش سینے سے نکل جاتا یہ مارِ آستین — مین اسی دل کی بدولت آجتک ذلت مین ہون
میری جانب سے نرکھ تو اپنی بدنامی کا خوف — صابر و شاکر ہون ای ظالم مین جس حالت مین ہون
بارہا مین کہہ چکا الحضرتِ عشق آپ سے — آپکی جبتک عنایت ہے بڑی راحت مین ہون

فکرِ موجود و غمِ رفتہ سے فارغ ہو گیا | ترکِ دنیا کر کے ای دل مین بڑی عشرت ہین ہون



اوس گلِ ترنے جو اپنے کوچے مین دیدی جگہ
مینے ای شمشاد سمجھا جیتے جی جنت مین ہون



دل سے بہتر ترے رہنے کو کوئی گھر ہی نہین | اسمین دربان کا کیا ذکر کوئی در ہی نہین
بے برو دوش ہے گل سرو کے تو سر ہی نہین | کس سے تشبیہ دون تجھسے کوئی بہتر ہی نہین
چلتے چلتے بڑے دعوے سے کہا قاصد نے | راہ پر اوسکو نہ لاؤن تو پیمبر ہی نہین
لذتِ سوزِ محبت نے کیا یہ ثابت | دل بھی ایک آگ کا کیڑا ہے سمندر ہی نہین
تیغ بھی خم ہے ندامت سے مرے قتل کے بعد | اشکِ خون رنگ سے تردیدہ جوہر ہی نہین
صبر کی مجھسے تمنا ہے عبث ای ظالم | یہ تو وہ چیز ہے جو مجھکو میسر ہی نہین
گردشِ چرخ یہ کہتی ہے تھکی مین تجھسے | مین یہ کہتا ہون مرے پاؤن مین چکر ہی نہین
وصل کی فکر مین جانکاہ مصیبت ہے مجھے | ہجر کے صدمون سے کچھ بیخود و مضطر ہی نہین
گل بھی جلتے ہین ترے گالون سے لالے کیطرح | آتشِ رشک مین وہ سوختہ اختر ہی نہین
جسکو دیکھو اوسے ہے عشق مین دعوائے کمال | عشق کہتا ہے مین اور ونکو میسر ہی نہین
کیا رہا جس سے پئے زیب جڑائین زیور | ہونٹھون سے لعل خجل دانتون سے گوہر ہی نہین
خانۂ دل بھی منور ہے ترے جلوون سے | رشکِ خورشید فقط آنکھون کے منظر ہی نہین
فکر اسکی بھی ہے کردون مین اے قندرِ اجل | جان مجھکو غمِ دلدار مین دو بھر ہی نہین
غیرتِ سرو و گل و لالہ و نسرین ہو تو کیا | ناز و انداز نہون جسمین وہ دلبر ہی نہین
اونکی رنجش کو نہ آسان سمجھنا ای دل | خاک مین مجھکو ملا دین گے مکدر ہی نہین
اے بتِ دشمنِ دین الفتِ کامل کے سوا | رام کردے تجھے ایسا کوئی منتر ہی نہین

جسمین فقتے نہ تری چال سے اٹھین ای شوخ
کیا کہون اسکے سوا اور وہ محشر ہی نہین

صاف کہتے ہین تری ترچھی نظر کے گھائل
ہمنے اس کاٹ کا دیکھا کوئی خنجر ہی نہین

روز عشرت کا نہ کیونکر ہو شب غم مین شمار
جب مرے سامنے او سکا خ انور ہی نہین

بند کرتا ہے قفس مین مجھے کیون ای صیاد
اب تو پرواز کے قابل مرے شہپر ہی نہین

کیون پسند غم کونین نہو خانۂ دل
ایسی وسعت کا زمانے مین کوئی گھر ہی نہین

شیفتہ کیون نہ رہون تیرے لب شیرین کا
لب مسلمان ہے جو تشنہ کو شکر ہی نہین

کیون کنہیا کے مجھکو زمانہ تمنا نہ کرے
کا بدن کوئی ترے حکم سے باہر ہی نہین

دل تمھین پر نثار کرتے ہین
ہان جی ہان تمکو پیار کرتے ہین

دل کو تمپر نثار کرتے ہین
پھول تم پر نثار کرتے ہین

ہم سمجھتے ہین اونکو اپنی جان
وہ ہمین کیا شمار کرتے ہین

لاکھ منھ پھیرین دو ہی فقرو نمین
آنکھین وہ جسے چار کرتے ہین

کیون ہین آنکھین لڑی ہوئی اک سمت
کس کا ہم انتظار کرتے ہین

ہم خزان مین بہار کو روکر
آنکھون کو لالہ زار کرتے ہین

ہاے او سکا پوچھنا مجھسے
آپ اب کسکو پیار کرتے ہین

ہم وہ قلاش رند ہین ای شوخ
میکشی بھی ادھار کرتے ہین

روکنا چاہیے ہمین دل پر
آپ ابرو کے وار کرتے ہین

دل جکر غم مین مضطرب ہوکر
مجھکو بے اعتبار کرتے ہین

ہم نماز دن مین منہ سوے کعبہ
دل سوے کوے یار کرتے ہین

دل کے ہر صفحے پر تری صورت
نقش ہم ای نگار کرتے ہین

جو ہین دلدادۂ رضای حبیب
جبر بھی اختیار کرتے ہین

عیشِ دنیا سے تا رہین محفوظ
تیرے غم کا حصار کرتے ہین

جیتے جی ہم کسی کے کوچے مین
سیر دار القرار کرتے ہین

یون بجھاتے ہین غم مین دل کی آگ
آنکھون کو اشکبار کرتے ہین

تم سے ہر طرح قطع کر کے امید
دوستی پائدار کرتے ہین

نقشِ ہستی کو ہم مٹا بیٹھے
آپ اب تک شمار کرتے ہین

ایک دل تھا وہ لیچکے پھر بھی
تنگ وہ بار بار کرتے ہین

ترک تعظیم سے ناکس کی
لوگ کیون شرمسار کرتے ہین

میرے پر داغ دل مین ای شمشاد
سیر سب گلعذار کرتے ہین

مطلوب ہون کہ طالبِ عالی نظر ہون مین
اپنی بھی کچھ خبر نہین وہ بیخبر ہون مین

ہر دل مین ہین ہی مین و لیکن بشر ہون مین
تسخیر کرون خلق کو ایسی نظر ہون مین

ناحق گلا کو پھاڑ رہا ہون فراق مین
ہر نالہ کہہ رہا ہے مرا بے اثر ہون مین

ادنی کرشمہ ہے ترے وصل و فراق کا
عینِ نشاط مین ہون کبھی نوحہ گر ہون مین

کیونکر نہ دیکھتے ہی کرون جان مین نثار
وہ آفتابِ حسن چراغ سحر ہون مین

کچھ دل ہی تنگیون سے نہین غیرت ذہن
ہو کر نزار روکشِ موے کمر ہون مین

اغیار پر ہے تہمتِ ظلم و ستم عبث
الفت بتا رہی ہے کہ وجہ ضرر ہون مین

برداشت کر گیا مین زمانے کی ٹھوکرین
اب آرزو ہے اتنی ترا سنگِ در ہون مین

دل کو نہ میرے بیدہ نگاہ عتاب سے
غیرت مری سرشت ہے عالی گہر ہون مین

کیون میرے ہوتے تم کرو عالم کو دلفگار
اے تیر حادثات تمھاری سپر ہون مین

تجھسے جو مینے عشق کیا اے نہال ناز
کہتا ہے درد دل کہ اوسیکا ثمر ہون مین

عزلت نشین بنا دے مجھے اے غم فراق
مثل نشاط دہر نہ اب دربدر ہون مین

بے شک کچھ ایمن رشتہ الفت کی لاگ ہے
گردش ہو چشم یار کو زیر و زبر ہون مین

راحت سے منہ جو عیش مین پھیرے وہ دل مین ہے
ثابت قدم جو غم مین رہے وہ جگر ہون مین

الفت کے دو مین مری شہرت کو ناز ہے
کہتی ہے راستی کہ ترے بال و پر ہون مین

کونین کے دو ورقے کو مین نے کیا سیاہ
کہتا ہے خط شوق ابھی مختصر ہون مین

پتھر عدو کا دل ہو تو پگھلا دون مین اوسے
حسرت بھری نگاہ غم آگین جگر ہون مین

کیونکر قدم جما کے رہون کوے یار مین
تیزی گام تیز رو نامہ بر ہون مین

تیرے رخ صبیح کا پرتو جو پڑ گیا
کہتا ہے دل کہ غیرت شمس و قمر ہون مین

دیتا ہون ایک خلق کو مین لذت سخن
شمشاد باغ دہر مین وہ بارور ہون مین

مرے رونے سے پنہان کوہ و صحرا ہوتے جاتے ہین
جو آنسو آنکھون سے گرتے ہین دریا ہوتے جاتے ہین

نیاز و ناز نے پکڑی کچھ ایسی صورت وحدت
مرے ارمان سب اونکی تمنا ہوتے جاتے ہین

کمال حسن پر کامل محبت مین تماشا ہے
خدا کا شکر وہ ہر فن مین یکتا ہوتے جاتے ہین

حواس مجتمع پر ناز و وصف گیسو پیچان
مگر سامان وحشت بیمہیا ہوتے جاتے ہین

کس آفت کا طلائی رنگ اوس ظالم نے پایا ہے
بدن پر ہار بیلے کے مطلا ہوتے جاتے ہین

ستم یہ ہے کہ تسلیم و رضا مین فرق آتا ہے
کہون کیونکر کہ مجھپر ظلم بیجا ہوتے جاتے ہین

کیا دل کو مجلّی وہ تجلّی محبت نے
کہ اون کے رازِ پنہان تک ہویدا ہوتے جاتے ہین

انہین مین ہوگی ظاہر ایک دن صورت قیامت کی
تمہاری چال سے فتنے جو پیدا ہوتے جاتے ہین

خدا نے دلفریبی دی ہے کیا حسنِ تواضع مین
مرے دشمن برابر مرے شیدا ہوتے جاتے ہین

نظر مستی بھری آنکھون سے اِن پر ڈالی ساقی
ترے دیوانے غفلت پاکے دانا ہوتے جاتے ہین

ترقی پر ہے ایسی حسن کی گرمی حسینون مین
دلِ نازک تک اِن کے سنگ خارا ہوتے جاتے ہین

کوئی وحشی کوئی دیوانہ تیرے غم مین بنتا ہے
ہمین یہ بھی نہین کھلتا کہ ہم کیا ہوتے جاتے ہین

فریب و بیوفائی کے ادائی کیون نہو اِنمین
جو دنیا مین پھنسے وہ عینِ دنیا ہوتے جاتے ہین

بظاہر جنکی عمرون مین ترقی ہوتی جاتی ہے
رہِ ملکِ عدم مین گام فرسا ہوتے جاتے ہین

تری اُفتاد کچھ ایسی ہے اے خالِ لبِ جانان
ترے دلدادہ لاکھون نکتہ پیرا ہوتے جاتے ہین

لڑکپن مین جو تھے کچھ داغ چیچک اونکے چہرے پر
جوانی مین وہ خالِ دلربا ہوتے جاتے ہین

تصور مین جو وقتِ نظم تیری سلکِ دندان ہے
مرے اشعار سب عقدِ ثریا ہوتے جاتے ہین

تری آنکھون کے متوالے بغیر از منت ساغر
بلا کے مست زیرِ چرخِ مینا ہوتے جاتے ہین

ہمارا گوشۂ عزلت پری خانہ نہ بن جائے
حسینانِ جہان کیون جلوہ آرا ہوتے جاتے ہین

ادا و ناز کا اندازہ کوئی کر نہین سکتا
نئے انداز اونمین روز پیدا ہوتے جاتے ہین

ادھر سے ایک رقعہ بلکہ پرزہ بھی نہین آتا
خطون پر خطمری جانب سے انشا ہوتے جاتے ہین

جو رکن سلطنت تھے بھیک تک اونکو نہین ملتی
غلامی جنکا شیوہ تھا وہ آقا ہوتے جاتے ہین

ہلاکو جنکی سفاکی سے دابے دانتو نمین اونگلی
وہ اپنے زعم مین شکِ مسیحا ہوتے جاتے ہین

ترقی اسکو کہتے ہین کہ انگریزون کے بچے بھی
جو پیدا ہوتے جاتے ہین وہ بابا ہوتے جاتے ہین

جوتے نوخیز بودے سرو بالا ہوتے جاتے ہین

دل کی یہ ترجمان ہین دونون — آنکھین بھی بدگمان ہین دونون
دل جگر پہلوان ہین دونون — گو بہت ناتوان ہین دونون
ہین برابر ہمین وجود و عدم — یہ ہمارے مکان ہین دونون
لب ہین خشک یا ہون آنکھین تر — عشق کے یہ نشان ہین دونون
یاس و امید مین تفاوت کیا — دل مین جب میہمان ہین دونون
ہم ہون نالان کہ آپ ہون خندان — ایک نغمہ کی تان ہین دونون
میری وحشت ہو یا کہ رسوائی — عشق بازی کی جان ہین دونون
لب بلب ہو کے صبر کی تلقین — یہ مرے امتحان ہین دونون
غیر کا شکوہ یا گلہ تیرا — عشق ہی کے بیان ہین دونون
تیرے گال اور مہر و ماہ غلط — وہ ملاحت کی کان ہین دونون
قصہ میر اسنو کہ مجنون کا — عشق کی داستان ہین دونون
آنکھون آنکھون مین باتین ہوتی ہین — آنکھین کیا ہین زبان ہین دونون
نہین تارون سے بڑھکے ہین آنسو — آنکھین کیا آسمان ہین دونون
روٹھنا روٹھکر نہ پھر منانا — آپ ہی کی یہ آن ہین دونون
دلِ عاشق ہے داغ سے لالہ — گال اگر زعفران ہین دونون
میری آنکھون مین کیا نہین موجود — ایک خاصہ جہان ہین دونون
روزِ فرقت ہو یا شبِ ہجران — میرے ہی قدردان ہین دونون
دیر مین بیٹھون یا حرم مین رہون — تیرے ہی آستان ہین دونون

وعظ مین کیا ہے کیا ہے لکچر مین — لوٹنے کی دو کان ہین دونون
تیری مژگان ہین تیر کے دستے — ترچھے ابرو کمان ہین دونون
دیدہ و دل جو مجھسے ہین برہم — میرے ہی مہربان ہین دونون
حضرتِ عشق کی عنایت پر — دل جگر ارمغان ہین دونون
مین نحیف اور آپ ہین نازک — بیچ تو ہے دہان بان ہین دونون
تھامرے دم سے نامِ عشق و جنون — مین نہین بے نشان ہین دونون
دل جگر پر جو ٹھیک بیٹھے ہین — کن نگاہون کے بان ہین دونون
نالہ ناقوس کا جرس کا شور — معرفت مین اذان ہین دونون
عشق ہو یا جنون ہو مجھ مین — ایک ہی خاندان ہین دونون
آپ مطلوب ہم ہوے طالب — ایک ہی کی یہ شان ہین دونون

آپ گل عندلیب ہے شمشاد
خندہ رو خوش بیان ہین دونون

مری حالت وہ کسنیکو مین دکھا ہی نہ سکون — غم بھی وہ غم کہ جو چاہون تو سنا ہی نہ سکون
درد وہ دے کہ دوا اوسکی مین پا ہی نہ سکون — بیخودی ایسی کہ مین آپ مین آ ہی نہ سکون
کسطرح اونکو کرون رحم کے جانب مائل — جب دلِ زار کا حال اونکو سنا ہی نہ سکون
یہ نیا حکم ہے تعزیر نئی ہے سنیے — حال تو عرض کرون ہونٹھ ہلا ہی نہ سکون
دردِ فرقت ہے سلامت تو مری ہستی کیا — حرفِ قسمت تو نہین یہ کہ مٹا ہی نہ سکون
عشق نے فکرِ معیشت سے رہائی دیدی — غم ہے وہ نعمتِ جاوید کہ کھا ہی نہ سکون
یارِ دیرینہ ہو مدت مین ملے ہو بیٹھو — تم ہو کیا اوٹھتی جوانی کہ بٹھا ہی نہ سکون

جان کہنے کی سزا ہے کہ وفا تم نہ کرو
عمرِ رفتہ تو نہین ہو کہ بُلا ہی نہ سکون

قتل کرکے مجھے کس ناز سے کہتا ہی وہ شوخ
رشکِ عیسےٰ ہون نہو گا کہ جلا ہی نہ سکون

مجلسِ وعظ سے بدتر ہے وہ بزمِ عشرت
جس مین جا ہی سکون رنگ جما ہی نہ سکون

کیون نہو آپکی محفل مین خجالت اوجھن
پہلے تو آ نہ سکون آؤن تو جا ہی نہ سکون

سوز کیسا ہے مری شعلہ فشان آہو نمین
آپ تو جل نہ سکون آگ لگا ہی نہ سکون

دل کی اوجھن ہی کا اظہار ہے مشکل ورنہ
کون حالت ہے جسے صاف کہا ہی نہ سکون

ایسی دولت تو ہے افلاس کے غم سے بدتر
جسکو کھا ہی نہ سکون اور کھلا ہی نہ سکون

اپنے پہلو مین جو دشمن کو جگہ دی تمنے
کوہِ الفت تو نہین یہ کہ ہٹا ہی نہ سکون

آپ احسان کرین صرف اجازت دیدین
غیر ہے کیا سرِ خجلت کہ اوٹھا ہی نہ سکون

میرے مرجانیکی گر جانیکی یہ صورت ہے
ہو کے شمشاد مین ای گل تجھے پا ہی سکون

روزِ فراق سب کی نگاہون مین خوار ہون
گویا شرابِ عشرتِ شب کا خمار ہون

ایسا فنا سے بادہ و محوِ بہار ہون
مین خاک ہو کے سبزۂ مینا نگار ہون

کیون دہر کے مذاق مین مین ناگوار ہون
انکارِ کار ہون نہ غمِ کار و بار ہون

مین عاشقِ چمن نہ فدای بہار ہون
مصروفِ سیرِ گلشنِ روی نگار ہون

عاشق سے بیخودی مین بھی تسلیم ہے محال
خورشید لاکھ کہدے کہ مین روے یار ہون

صیاد اوسکی آنکھین ہین زلفین ہین دامدار
ابتک نہ یہ کھلا کہ مین کسکا شکار ہون

ناوک فگن کو مجھسے نہ پوچھو یہ دیکھلو
بسمل ہون بیقرار ہون مین دلفگار ہون

رگ رگ مین اضطراب تڑپ بال بال مین
اوسپر بھی کیا مجال ذرا بیقرار ہون

کیونکر نہ بہر فاتحہ آئے خیالِ یار
دل کہہ رہا ہے آرزو ون کا مزار ہون

مجھکو نکالتا ہے جو دشمن کی چھیڑ پر
کیا مین ترے بھرے ہوے دل کا بخار ہون

وحشت اوڑا رہی ہے مرے تن کی دھجیان
دامن کی آرزو ہے کہ مین تار تار ہون

دل داغہاے عشق سے ہے غیرتِ چمن
خونناب اشکِ سرخ سے مین لالہ زار ہون

تیری شبِ فراق مرا جامۂ سیاہ
ای آرزو کشتہ ترا سوگوار ہون

میری طلب کسیکو نہ مجھسے کوئی نفور
دورِ نشاط ہون نہ غمِ روزگار ہون

جز نام کچھ نشان نہین ہے وجود کا
عنقا ہون یا مین اپنے ہی دل کا قرار ہون

اوس سے تپِ فراق کا کیونکر کرون گلا
کہتا ہے کیا کرون مثلِ یک انار ہون

تم سمجھو ہمنشین کہ سمجھو مجھے غلام
صرف اتنی آرزو ہے کسی مین شمار ہون

آخر بتا دو یہ بھی کہ اب چاہتے ہو کیا
صدقے بھی ہون فدا بھی ہون تم پہ نثار ہون

ہمصحبتون کو یاد کرو مجھکو دیکھکر
وارفتگانِ قافلہ کا مین غبار ہون

آنکھین امیدِ خواب مین جھپکاؤن کسطرح
کہتا ہے دیدہ مین تو پئے انتظار ہون

میرے خلاف کیون ہین تری یاری گردشین
اے پیرِ چرخ مین بھی اطاعت شعار ہون

پہچانتا ہون تجھکو تری یاد دل مین ہے
او سپہر بھی بدحواس ہون غفلت شعار ہون

شمشاد ہون خزان سے ہون آزاد سرسبز
گلرویون کی نظر مین سراپا بہار ہون

جو آپ کرتے ہین شغلِ شراب نابکہین
تو سوزِ رشک سے ہوتا ہے دل کباب کہین

یہ کیا ستم ہے بگڑکر کرو عتاب کہین
اوسی کے ساتھ ہون الطافِ بیحساب کہین

ترے پسینے مین خوشبو بھی آب و تاب بھی ہے
کہین ہے گوہر تابان تو ہے گلاب کہین

یہی خلاصۂ شرحِ بہشت و دوزخ ہے
کہین کرم ہے تمہارا تو ہے عتاب کہین

سنا دون دل کی جو حالت ہو یہ تو ممکن ہے
مگر یہ ڈر ہے نہو مجھسے اجتناب کہین

بدل دون رنگ ہی سارا مین اونکی صحبت کا
جو ایک روز بھی ہوجاؤن باریاب کہین

بروزِ حشر وہ منہ دیکھتے ہین رحمت کا
جو میرے جرمون کا ملتا نہین حساب کہین

گمانِ محض ہے تفریقِ طالب و مطلوب
وہی ہے ذرہ کہین اور آفتاب کہین

وہ بزمِ عیش مین دھوکے سے لیچلا مجھکو
مگر یہ ڈر ہے کہ آنکھین نہون پُر آب کہین

کوئی دیار نہین درسِ عشق سے خالی
مگر درست نہین آجتک نصاب کہین

مٹا دو سارے حسینون کے حسن کا دعوے
ہٹا دو چہرے سے ای جانِ جان نقاب کہین

نکالتا مین کسر ساری ضعفِ پیری کی
جو اتفاق سے ملتا مجھے شباب کہین

فروغِ چہرۂ جانان مین ہین عجب نیرنگ
ضیائی چشمِ بصیرت کہین حجاب کہین

عجب ادا سے بگڑتے ہین منہ چڑھاتے ہین
اگر وہ بحث مین ہنستے ہین لاجواب کہین

جو دل ملے ہین تو اغیار لاکھ فکر کرین
طریقِ وصل کا ہوتا ہے سدِ باب کہین

بگڑ کے دیکھتے ہین ناز سے مرے تیور
نصیب کسکو ہے اس لطف کا عتاب کہین

دلون مین رہتی ہے ارمانِ کثرتِ تعداد
ہمارے شعر نہین ہوتے انتخاب کہین

یہ بے سبب نہین آہِ رسا مین بھی مغول
کسیکی زلف کے دیکھے ہین پیچ و تاب کہین

نہ حرف آئے تو کیون التفاتِ ساقی پر
خمارِ عیش کہین نشۂ شراب کہین

بروزِ حشر دکھائین وہ فتنۂ قامت
نظر نہ آئے قیامت کا انقلاب کہین

ہجومِ اہلِ غرض سے وہ تنگ آئے ہین
نہو طریق مروت کا سدِ باب کہین

جما کے اونکے تصور کو عرضِ حال کرون
جو دور ہو دلِ مضطر سے اضطراب کہین

سخن مین حضرت شمشاد جنکو کہتے ہین
اونہین کو ہمنے سنا خانمان خراب کہین

دل مین گھونگھٹ کے جو پردہ نشین رہتے ہین
غیر کی آنکھون مین ایسے بھی کہین رہتے ہین

وہ جو ہنگام کرم چین بجبین رہتے ہین
وصل کی رات بھی ہم سخت حزین رہتے ہین

مردم چشم سے رکھتے ہین جو صد گونہ حجاب
لاکھ پہلو سے مرے دل کے قرین رہتے ہین

غیر کیا اوسکے تصور کا نہین جس مین گذر
شکر صد شکر کہ اوس دل مین ہمین رہتے ہین

کعبہ و دیر مین اونکو نہ کسی نے پایا
پھر بھی اصرار ہے سبکو وہ یہین رہتے ہین

عبرت انگیز ہے ایسونکی مآل اندیشی
جمع دولت مین جو ہر وقت غمین رہتے ہین

اے بت دشمن دین اسکو نہ تبخانہ بنا
دل وہ کعبہ ہے جہان عرش مکین رہتے ہین

رشک ارژنگ نہین غیرت فردوس ہین وہ
جن مکانون مین پریزاد مکین رہتے ہین

اب نہین میرے سوا چاہنے والا اونکا
جب سے وہ تیغ بکف چین بجبین رہتے ہین

ہم تڑپتے ہین اثر کے لیے بالای زمین
نالے بیتاب سر عرش برین رہتے ہین

کعبہ و دیر تو دیکھے چلو دل بھی دیکھین
سنتے ہین اوسمین بھی وہ گوشہ نشین رہتے ہین

کوچہ یار مین پلکون کے بناتا ہون قدم
آنکھون کے پردے وہان فرش زمین رہتے ہین

لطف یہ ہے کہ صباحت مین نمک ہے تیمر
سانولون مین بھی بہت کم نمکین رہتے ہین

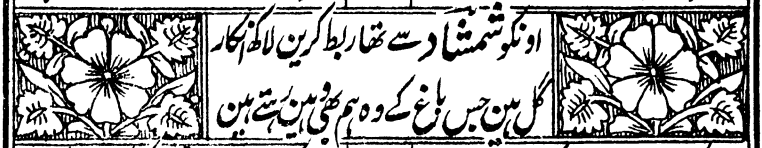
غم واندوہ والم حسرت ویاس وارمان
یہی ویرانے مرے زیر نگین رہتے ہین

لب تک آئے بھی اگر نام خدا کیا حاصل
کعبہ دل مین بت دشمن دین رہتے ہین

شرم سے آنکھ ملانا بھی جنہین تھا دشوار
اب کسی بات مین وہ بند نہین رہتے ہین

پھیر لی کسنے نظر میری طرف سے یارب
ابتو احباب بھی آمادہ بکین رہتے ہین

معدنِ فکر وہ لاتی ہے جواہر باہر
غرقِ آب و عرق اب دُرِ ثمین رہتے ہین



الزام کیا جو اپنے ہم دل کو ڈھونڈھتے ہین
لیلیٰ کی آرزو مین محمل کو ڈھونڈھتے ہین

کشتِ امید دل سے حاصل کو ڈھونڈھتے ہین
جو بوسہ گہ ہو لبِ اوس تل کو ڈھونڈھتے ہین

دل کا مکین تو ہے ہم دل کو ڈھونڈھتے ہین
زہرہ کی آرزو مین بابل کو ڈھونڈھتے ہین

یہ دلبرانِ عالم بیدل اگر نہین ہین
ہم بیدلونکی صورت کیون اونکو ڈھونڈھتے ہین

دقت پسند تیرے ہمت مین ہین نرالے
ہو سہل آپ ایسی مشکل کو ڈھونڈھتے ہین

کامل ہمین ہین سمجھے جانِ کمال عالم
ہم نازِ بے کمالی کامل کو ڈھونڈھتے ہین

کرتی ہے ایسی بیخود مجمع مین تیری صورت
محفل مین بیٹھکر ہم محفل کو ڈھونڈھتے ہین

دیر و حرم سے بڑھکر ہو بھی تو ہمکو مطلب
جو دل ہو گھر تمھارا اوس دل کو ڈھونڈھتے ہین

اوس کی ادا کو حاصل جب ہے سند قضا کی
اب لوگ کیون ہمارے قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

بیوجہ یہ نہین ہے قاتل نگہ کی گردش
یہ تیر پھر پلٹ کر بسمل کو ڈھونڈھتے ہین

ہمت بڑھی ہوئی ہے نادان ہون کہ دانا
تھک کر تری گلی مین منزل کو ڈھونڈھتے ہین

اب تو ہمین یہ دولت ایسی ہوئی اجیرن
ہم اپنے نقدِ دل کے سائل کو ڈھونڈھتے ہین

رہ رہ کے ابرو و نین بیوجہ کب ہے جنبش
پھر پھر کے اب وہ اپنے بسمل کو ڈھونڈھتے ہین

دل اور دین و ایمان دیکر ہین جان دیتے
ہمسے سوا وہ اب کیا باذل کو ڈھونڈھتے ہین

ملکر کبھی الگ ہو ایسے کی دوستی کیا
وصلی کی طرح باہم واصل کو ڈھونڈھتے ہین

چرچے ہین قاتلون کے مقتولون کے فسانے
ہم کب سے سرکٹے ہین قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

دل مین ہے عشقِ دنیا لب پہ ہے ذکر مولے
پردے مین حق کے زاہد باطل کو ڈھونڈھتے ہین

نقّاد عاشقون مین جو ہین ہمارے ایسے
دل دیتے ہین سمجھکر قابل کو ڈھونڈھتے ہین

ہو چارہ گر کہ دشمن مطلب نہین کچھ اس سے
ہے وصل کی تمنا موصل کو ڈھونڈھتے ہین

ہم رندِ اہل دنیا کرتے ہین کچھ جو طاعت
بحرِ فنا کے ڈوبے ساحل کو ڈھونڈھتے ہین

زاہد کو ہو مبارک فردوس تک رسائی
شمشاد ایک گل کی منزل کو ڈھونڈھتے ہین

دل کی جو حالت ہے وہ تحریر ہو سکتی نہین
اصل شے ہرگز کوئی تصویر ہو سکتی نہین

درحقیقت سچی الفت مین اگر ہے کچھ اثر
اونکے دل مین غیر کی توقیر ہو سکتی نہین

محو ہو جاؤن فنا ہو کر اوسمین یا یکدن
اس سے بہتر وصل کی تدبیر ہو سکتی نہین

ہے لبِ خاموشِ جانان پر اگر قفلِ حیا
میرے رازِ عشق کی تشہیر ہو سکتی نہین

عشق کا بندہ ہون محو یار مسلک ہے وفا
کوئی مذہب ہو مری تکفیر ہو سکتی نہین

یار ناشنوا ستم یہ مین سراپا بیزبان
مدعا وہ جسکی کچھ تقریر ہو سکتی نہین

کیون نہ چشمِ خلق سے پنہان ہے شکل ہما
خودنمائی مین کبھی توقیر ہو سکتی نہین

اوسکی رحمت نے دکھائی مجھکو جنت کی بہار
خوابِ غفلت کی تو یہ تعبیر ہو سکتی نہین

ساری تکلیفون کا مرجع ہے اکیلی احتیاج
طبعِ مستغنی کبھی دلگیر ہو سکتی نہین

پیشِ داور وہ بتِ ظالم کے حق کس طرح
نالۂ ناقوس مین تکبیر ہو سکتی نہین

دور سے کرتی ہے جو اوسکی پلک کی نوکِ مژہ
تجھسے چھیڑکر وہ خلش اے تیر ہو سکتی نہین

کر چکا ہے خون وقتِ ذبح قاتل کا لحاظ
اب ادب سے خاک دامنگیر ہو سکتی نہین

آپ بندہ جا اوس شکار انداز کے فتراک مین
اتنی ہمت تجھسے اے نخچیر ہو سکتی نہین

یہ شرف ہے صرف تیرے حسن میرے عشق مین
اور شہرت کوئی عالمگیر ہو سکتی نہین

کوے جانان کی حراست مین کرونگا شوق سے
میری جنت مین اگر جاگیر ہو سکتی نہین

ابروِ قاتل اوڑا سکتے ہین پرزے روح کے
اتنی کاری آہنی شمشیر ہو سکتی نہین

داغِ دل ہی نے کیا ہے نام روشن عشق کا
نیّرِ اعظم مین یہ تنویر ہو سکتی نہین

میری سیدھی سیدھی تدبیرین بھی اولٹی ہو گئین
منقلب بہ خیر کی تقدیر ہو سکتی نہین

جو نہ اوٹھتے ہی دلِ نالان کو کردین پاش پاش
ایسے نالون مین کبھی تاثیر ہو سکتی نہین

وہ بتِ عیار کیونکر آئے میرے دام مین
عاشقِ صادق ہون مین تزویر ہو سکتی نہین

میری آنکھون مین سمایا ہے تو اے شیرین منش
یون تو کوئی نہر جوے شیر ہو سکتی نہین

تیرے گھونگھر والے بالونمین ہون مجھ وحشی کے ہاتھ
پاؤن کے لائق تو یہ زنجیر ہو سکتی نہین

کیا ستم ہے عندلیب زار پر اے شمعرو
عاشقِ گل ہے مگر گلگیر ہو سکتی نہین

جلد اگر صورت نہ نکلے گی تمھارے وصل کی
جان دینے مین کوئی تاخیر ہو سکتی نہین

سچ کہا اے خوش گلو غنچہ دہن شمشاد سے
ان زمینون مین ادای میر ہو سکتی نہین

ردیف واو

دلدادۂ اداہون تم مانو یا نمانو
ہر ناز پر فداہون تم مانو یا نمانو

درماندۂ جفاہون تم مانو یا نمانو
سرمایۂ وفاہون تم مانو یا نمانو

دلکی ہے کیا حقیقت حاضر ہے جان میری
مین دل سے مبتلاہون تم مانو یا نمانو

ہے رعد چیخ میری بوندین ہین میرے آنسو
فرقت مین رو رہا ہون تم مانو یا نمانو

مجھکو سوا تمھارے الفت نہین کسی سے
سچ سچ مین کہہ رہا ہون تم مانو یا نمانو

کیسی تھی میری صورت اب کیا ہے میری حالت
آدھا نہین رہا ہون تم مانو یا نمانو

منہ تمنے کیا چھپایا مجھکو سڑی بنایا
منہ ڈھانکے رو رہا ہون تم مانو یا نمانو

فرہاد و قیس کیا تھے وامق کا ذکر ہی کیا
ان سب سے مین سوا ہون تم مانو یا نمانو

اک گل کی جستجو ہے شمشاد کو کہ دن بھر
چکر مین دیکھتا ہون تم مانو یا نمانو

رخِ روشن پر اوسکی زلفِ پیچان دیکھتے جاؤ
خدارا ارتباطِ کفر و ایمان دیکھتے جاؤ

بگھارے چونچلے واعظ نے کیا کیا وصفِ جنت مین
ذرا اے ساکنانِ کوی جانان دیکھتے جاؤ

کیا ترکِ تعلق بھی تو کیا بیجا کیا مین نے
ذرا تم بھی تو اپنے عہد و پیمان دیکھتے جاؤ

نہ پوچھو وا مین ارمانون نے کیا آفت مچائی ہے
سرای دل مین آکر نازِ مہمان دیکھتے جاؤ

دکھا کر اپنی آرائش کی چیزین مجھسے کہتے ہین
تم اپنے قتل کے سب ساز و سامان دیکھتے جاؤ

اگر ہمراہ دشمن جھولنے جاتے ہو ساون مین
تو میری آنکھ سے بھی جوشِ باران دیکھتے جاؤ

چھڑا کر تجھسے ناجنسون مین غیر بت کے دیے صدمے
تم اپنے شیفتہ پر جورِ دوران دیکھتے جاؤ

ستم ہے اپنے جانبازون سے ای نازکبدن کہنا
نگہ کی برچھیون کے وارِ مردان دیکھتے جاؤ

شرابِ ناز کی مستی مین کیا مغرور پھرتے ہو
کباب آسا دلِ عاشق کو بریان دیکھتے جاؤ

ادائین اونکی میرے دل مین ہین مین اونکے قبضے مین
جسے چاہو اوسے محبوسِ زندان دیکھتے جاؤ

لبِ رنگین کے غم مین لخت دل آنکھون سے بہتے ہین
نئے معدن کی یہ لعلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

پھوپنچکر دل ترے کوچے مین کس حسرت سے کہتا ہے
یہی گلشن ہے رشکِ باغِ رضوان دیکھتے جاؤ

اشارہ ابروون سے کرنے مین اونکا یہ ادا ہے
کہ جانبازی کرو شمشیر بران دیکھتے جاؤ

میانِ کفر و ایمان لڑکے کیون تفریق کرتے ہو
مرے انداز اے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

لگے ہین طور و چرخِ چارم و عرشِ معلی پر
جو آنکھین ہون تو اوجِ جاہِ انسان دیکھتے جاؤ

کسیکے سرو قد مین پنجۂ رنگین یہ کہتا ہے
صنوبر مین نمودِ شاخِ مرجان دیکھتے جاؤ

رقیبِ حیلہ گر کو خوب سوجھی ہے نصیحت کی
بشکل وعظ اسکا مکرِ شیطان دیکھتے جاؤ

نہ دیکھا ہو جو یوسف کو میٹھی نیند والون نے
کہو اونسے مرا چاکِ گریبان دیکھتے جاؤ

اگر گلگشت کو اصرار سے دشمن کے جاتے ہو
سوئے شمشاد اے سروِ خرامان دیکھتے جاؤ

داخل بزمِ طرب کسطرح وہ ناشاد ہو
دمبدم جس کے لبون پر نالۂ و فریاد ہو

مثلِ دامِ زلفِ او الجھن مین رہے برباد ہو
طائرِ دل کا اگر تیرے سو اصیاد ہو

کعبۂ دل تک کو جو ویران کرکے شاد ہو
اوسکو کیا پروا ہے اک عالم اگر برباد ہو

اے ستمگر جب کوئی طرزِ ستم ایجاد ہو
مین ترا دردآشنا ہون میری پہلے یاد ہو

روز کر دیتے ہو میری لاکھون امیدون کا خون
شک نہین اسمین ذرا بھی تم بڑے جلاد ہو

مین تو جسکو دیکھتا ہون وہ ہے تیرا شیفتہ
اس بلا کی قید سے شائد کوئی آزاد ہو

اوسمین ہین ہادو عباد اسمین سبھی اچھے بُرے
کوچۂ جانان کے آگے خلد کیا آباد ہو

اس سے بڑھکر اور کیا ہو گرمیِ عشقِ بتان
آبلے دل مین پڑین لب پر اگر فریاد ہو

کس بنا پر اب کرون تمسے تمنا رحم کی
میرے حق مین جب تمھارا ہر کرم بیداد ہو

صفحۂ دل پر مرے تصویر اوسکی کھینچ کر
اے تصور آج رشکِ مانی و بہزاد ہو

ہے ترا عاشق وہی اے لیلیٰ شیرین منش
رو کشِ مجنون رہے غیرت دہ فرہاد ہو

میری حیرت آپکی تمکین رخصت دے اگر
اپنے اپنے وقت پر کچھ عرض کچھ ارشاد ہو

ایک قطرہ خون اے وحشت مری گت مین نہین
فصد مین کیا سرخروآب نشترِ فصاد ہو

شک نہین اسمین کہ مین مشتاق ہون فریاد مین
تم بھی بیداد و جفا و جور مین اوستاد ہو

ہو نہین سکتا ہے کچھ جب تیری مرضی کے خلاف
پھر ترے جور و ستم سے کیا کوئی ناشاد ہو

زور اپنا کچھ دکھا دے اے مرے جوشِ جنون
توڑ مین زنجیرین کچھ ایسی منفعل حداد ہو

گلرخون پر خوب ہی سکہ بٹھایا رعب کا
واہ کیا کہنا تمھارا کیون نہ شمشاد ہو

خلق محو خوش بیانی کیون نہو
گفتگو ہمسے زبانی کیون نہو

پھٹ پڑی تیری جوانی کیون نہو
کیون نہو ای میری جانی کیون نہو

مجھسے کہدیتی ہے وحدت حرف حرف
آپکا رازِ نہانی کیون نہو

میرے غم پر جو تری مرضی سے ہے
صدقے عیشِ جاودانی کیون نہو

تیری صورت کی صفت مین میری نظم
غازۂ روے معانی کیون نہو

جب فنا در پیش ہے عاشق کو بھی
یار کے جلوے مین فانی کیون نہو

جب ہمارا ہو کے اونکا ہو گیا
ہمکو دل سے بدگمانی کیون نہو

ابر ہے سیرِ چمن ہے یار ہے
اب شرابِ ارغوانی کیون نہو

جسکو سنکر آپکو آجائے نیند
وہ ہماری ہی کہانی کیون نہو

جس سے دشمن لے رہا ہے میری جان
آپ ہی کی مہربانی کیون نہو

جو ہماری جان کا خواہان رہے
وہ ہمارا یارِ جانی کیون نہو

جسکو تم کہدو جوانی سے اوڑے
اوسکو مرگِ ناگہانی کیون نہو

تیری باتون سے مرا جی پک گیا
اب بھی غم کی میہمانی کیون نہو

ہو گیا ہون مین فنا می شوقِ دید
اب ادھر سے لن ترانی کیون نہو

داغ ہی دل پر جو ہے میر انصیب
وہ کسی گل کی نشانی کیون نہو

تیری صورت کا مصور ہے خیال
غیرتِ بہزاد و مانی کیون نہو

خون بچپن کی اداؤن کا ہوا
شورِ آغازِ جوانی کیون نہو

اوس گلی سے کر دیا اوٹھنا محال
کیون نہو اے ناتوانی کیون نہو

مرتے مرتے جسکو ہو تیری طلب
نزع کی اوسپر گرانی کیون نہو

میری آنکھون مین ہے ساون کی جھڑی
آپ کی پوشاک ہانی کیون نہو

ایک گل شمشاد کے پہلو مین ہے
اب بہارِ شعر خوانی کیون نہو

دل کو حاصل کامرانی کیون نہو
تم ہو پاس اب شادمانی کیون نہو

تم مین ہم مین شعر خوانی کیون نہو
پھر بہم گوہر فشانی کیون نہو

جسکی شہرت میری لفت سے ہوئی
وہ مری ذلت کا بانی کیون نہو

وہ چمن مین آج ہے محشر خرام
ڈنگ سرو بوستانی کیون نہو

میرے منہ سے اونکو ہے سننے مین عار
غیر ہی کی وہ کہانی کیون نہو

مین ہون اونکا بندۂ بے زر خرید
دلپر اونکی حکمرانی کیون نہو

مجھکو حکمِ قتل اشارون مین دیا
ثابت اونکی بے دہانی کیون نہو

چشمۂ خورشید پر تیرا عبور
شرم سے وہ پانی پانی کیون نہو

غصے سے ہے لال چہرہ آپ کا
رنگِ عاشق زعفرانی کیون نہو

اے بتو یہ گھر ہے کس سرکار کا
میرے دل کی پاسبانی کیون نہو

خلعتِ خون عاشقِ جانباز کو
واہ کیا کی قدردانی کیون نہو

تیرِ مژگان مین بلا کا توڑ ہے
تیغ ابرو مین روانی کیون نہو

جانتے ہین دلبرون کا رازِ دل
عاشقون مین غیب دانی کیون نہو

غیر بھی کہتا ہے تمکو اپنی جان
مجھکو دو بھر زندگانی کیون نہو

جسکے بارِ غم سے خم ہے میری پیٹھ
اسے پری تیری جوانی کیون نہو

عاشقون کے حق مین جادو آنکھ کا
اک بلائے آسمانی کیون نہو

ایک گل شمشاد سے کرتا ہے بحث
آج لطفِ خوش بیانی کیون نہو

چہرے کو بے نقاب کرتے ہو
یہ بڑا انقلاب کرتے ہو

کسکو مستِ شراب کرتے ہو
کسکو کوثر مآب کرتے ہو

جس کو تم انتخاب کرتے ہو
اوسکی مٹی خراب کرتے ہو

وصل مین کیا حجاب کرتے ہو
لطف کا سدّباب کرتے ہو

مین گنہگار تم سراپا رحم
پھر مرا کیا حساب کرتے ہو

اوسکو کھو دیتے ہو دو عالم سے
جس کو تم باریاب کرتے ہو

جسکو دیتے ہو اپنے دل مین جگہ
اوسکو خانہ خراب کرتے ہو

رہتے ہو سبکی آنکھون مین دل مین
پھر بھی سب سے حجاب کرتے ہو

ہم کو روزِ شمار سے کیا ڈر
لطف تم بے حساب کرتے ہو

قتل کے بعد غرقِ حیرت ہون
کیون تم آنکھین پر آب کرتے ہو

اور کرتے ہو شیفتہ اوسکو
جس سے تم اجتناب کرتے ہو

چہرے مین وہ ضیا ہے جس سے تم
ذرّے کو آفتاب کرتے ہو

آنکھون مین مردمک ہین یا ہو تم
کس سے آخر حجاب کرتے ہو

ہم کو مطلوب بیحساب کرم
جرمون کا تم حساب کرتے ہو

نہین کرتے شرابِ وصل سے مست
دل جلا کر کباب کرتے ہو

ہائے اون کا یہ ناز سے کہنا
نامِ الفت خراب کرتے ہو

ایک جملے مین سارے عالم کو
منفعل لاجواب کرتے ہو

مست آنکھون سے مست کرکے مجھے
محوِ ذوقِ شراب کرتے ہو

خون مین غرق کر چکے مجھکو
اب کیون آنکھین پُرآب کرتے ہو

طُرّۂ زلف چہرے پر لاکر
مہر کو ماہتاب کرتے ہو

سرو نوخیز ہنستے ہین شمشاد
تم جو ذکرِ شباب کرتے ہو

ردیف ہای ہوز

فقنے پر فقنے ہین اوس شوخ کی رفتار کے ساتھ
فرشِ رہ پھولی مری آنکھین ہین کس پیار کے ساتھ

رنجشین پڑتی گئین وصل مین بھی یار کے ساتھ
خفتہ بختی بھی رہی طالعِ بیدار کے ساتھ

رشتہ تسبیح نے جوڑا ہے جو زنار کے ساتھ
محوِ توحید برہمن بھی ہین دیندار کے ساتھ

شکوۂ بخت مین ہین ہاتھ بھی ہونٹون کے شریک
کہ یار بھی گم ہے دہن یار کے ساتھ

سیرِ گلشن مین ملے وہ جو بجائے خلوت
زہر کے گھونٹ پیے شربتِ دیدار کے ساتھ

آنکھین معشوقون کی اٹھتی ہین جدھر جاتا ہون
میکدے دوڑتے ہین آپکے سرشار کے ساتھ

دستِ وحشت کو گریبان سے ہے کیون الجھن
رشتۂ جان کہین اوالجھا نہو ہر تار کے ساتھ

رنج و راحت کے ہین اسباب ہم حسن مین بھی
خارِ مژگان کو نمو ہے گلِ خسار کے ساتھ

لطف سے رات کٹے اسکی کچھ امید نہین
وصل کا کرتے ہین اقرار وہ انکار کے ساتھ

نقدِ دل سینے مین رہتا ہے جبھی تک محفوظ
کام جبتک نہین پڑتا کسی عیار کے ساتھ

تیرے تیور کے بدلتے ہی پھرا سب عالم
ایک امید ہی تیرے گنہگار کے ساتھ

اوٹھنے آئین تری آنکھین دلِ عاشق بیٹھے
مسجد بنتے ہی گئین ان خانہ خمار کے ساتھ

اے دلِ زار کسی روز مرا کہنا مان
کج ادائی نہین کرتا کوئی غمخوار کے ساتھ

کیون نہ خلت سے رہے زاہد خود بین محروم
معرفت جمع نہین ہوتی ہے پندار کے ساتھ

طاقت و تاب و توان عشق مین ہم کھو بیٹھے
سو گوارا تو جگر ہی ہے دل زار کے ساتھ

دھانی پوشاک جو اوس شوخ کی یاد آئی مجھے
لگی ساون کی جھڑی آنسو ونکے تار کے ساتھ

تیرے عاشق کی کفِ پا سے ہی خورشید خجل
کیا مقابل ہو کوئی تجھ سے طرحدار کے ساتھ

وعدۂ وصل کے ایفا مین پس و پیش ہے کیا
کیون جھکی جاتی ہے گردن تری اقرار کے ساتھ

کچھ نہ کچھ اسمین بھی اسرار نہان ہون گے ضرور
وہ بلاتے ہین جو مجھکو بڑے اصرار کے ساتھ

عمر بھر بوسے سے اے ترک ہون مین محروم
دہن زخم بہم ہون لب سوفار کے ساتھ

ایک گل نے یہ کہا سنکے کلام شمشاد
کیا متانت ہے بھری شوخی گفتار کے ساتھ

ردیف یای مثناۃ تحتانیہ

نئے پہلو سے تصور ہین ستاتے جاتے
تیری تصویر دکھا دیتے ہین آتے جاتے

ہاے اونسے نہین کہتا کوئی آتے جاتے
اپنے روٹھے ہوئے کو آپ مناتے جاتے

کسی حیلے سے ادھر بھی کبھی آتے جاتے
اپنی صورت کسی صورت تو دکھاتے جاتے

مین وہ بدبخت ہون ہوتی جو شب وصل نصیب
مرغِ تصویر بھی سب شور مچاتے جاتے

اپنے بسمل کی تڑپ پر او نہین آیا جب رحم
ایک ہاتھ اور دیا آپ نے جاتے جاتے

مشق حیرت کی کیا کرتی ہے ہمسے نرگس
غنچون کو طرز سخن آپ سکھاتے جاتے

صبر کو مجھسے جو کہتے ہو دمِ رخصت تم
تو کوئی اسکا طریقہ بھی بتاتے جاتے

نزع مین بھی مجھے اے جان تمنا ہے یہی
دیکھ لیتا مین تری شکل کو جاتے جاتے

کیون نصیحت سے دکھاتے ہو مرا سر یارو
اوس سے ملنے کی کوئی چال بتاتے جاتے

کیا بتائین ہمین خلوت کی تمنا کیون تھی
بوسے لیتے تھین چھاتی سے لگاتے جاتے

اعتدالِ قدِ موزون کا نہوتا جو لحاظ
ہم مضامین بلند اور بھی لاتے جاتے

میرے مونس گل بازی نہ بناتے مجھکو
کچھ شگوفہ نہ اگر آپ کھلاتے جاتے

بارِ احسانِ قضا لیکے سبکدوش ہوئے
کب تک اوس شوخ کے ہم ناز اوٹھاتے جاتے

جان نثار دنمین دکھا دیتے ہم اپنی ہمت
صلۂ مہر و وفا کچھ بھی جو پاتے جاتے

خیریت گذری قیامت نے لیے آکے قدم
فتنے چالون سے برابر وہ اوٹھاتے جاتے

ناوکِ ناز کی یاد آئی تو ہو گی آفت
درد کو تم مرے پہلو سے ہٹاتے جاتے

تمکو دل سے جو تعلق ہے نہین اوسمین کلام
ربط آنکھون سے بھی کچھ اور بڑھاتے جاتے

کششِ دل جو نہ لاتی مجھے ہر روز ادھر
میری توقیر نہ یون آپ گھٹاتے جاتے

خواب مین آنے کا وعدہ جو کیے جاتے ہو
کسی تدبیر سے تم مجھکو سلاتے جاتے

پان کو ترک کرتے جو مرے سوگ مین تم
سیکڑون خون مین ہر روز نہاتے جاتے

محفلِ غیر مین بھی چھپ کے پہونچ جاتے ہم
تم ہمین بھی جو اشارے سے بلاتے جاتے

میری دلچسپ کہانی نہین سنتے ہو نہین
اور سب کہتے ہین کچھ اور سناتے جاتے

زخم گہرا نہ اگر کرتی مری تیغِ زبان
ہاتھ تشنیع کے اغیار لگاتے جاتے

آنسوون کے مری آنکھون سے نہ بہتے دریا
تم کبھی دلکی لگی بھی جو بجھاتے جاتے

ایک بوسہ ہمین دیدیتے اگر آپ زکوٰۃ
آپکی خیر فقیرانہ مناتے جاتے

تھک کے تیور اکے اگر بیٹھ نہ جاتا دلِ زار
ناچ تنگنی کا اوسے آپ نچاتے جاتے

چشمِ اغیار مین کھٹکا نہ کھٹک کا ہوتا
اپنی الفت مین جو یہ گل نہ کھلاتے جاتے

مین نہ دیتا جواد نہین فرصتِ خواری کا سبق
بٹیان آپکو اغیار پڑہاتے جاتے

جاتے جاتے تمہین اے سروِ رواں لازم تھا
غنچۂ خاطرِ شمشاد کھلاتے جاتے

آنکھ جھپکی تو عجب چال وہ چل جاتا ہے
صورتِ تارِ نظر صاف نکل جاتا ہے

جب وہ آغوش سے دم دیکے نکل جاتا ہے
طفلِ اشک آنکھون سے دامن مین مچل جاتا ہے

رازِ الفت کبھی معشوق سے چھپتا ہی نہین
دلکے آتے ہی وہ انداز بدل جاتا ہے

شوخیان مجھسے کسی دستِ حنائی کی نہ پوچھ
چٹکیون سے وہ کلیجے ہی کو مل جاتا ہے

سوز مین کم نہین پروانے سے میرا دشمن
دیکھتے ہی مری صورت کو وہ جل جاتا ہے

روز تکلیف تجھے دیتی ہے پلکون کی خراش
کون یون آنکھین ترے تلوونسے مل جاتا ہے

بھول جاتی ہے مرے یار کو اپنی شوخی
چلبلا دل جو کسی روز مچل جاتا ہے

کسطرح اوسکی وفا پر ہو مجھے نازِ دل
بات کی بات مین وہ شوخ بدل جاتا ہے

سوزِ الفت کی کڑی آنچ کی تاثیر نہ پوچھ
شمع کی طرح تنِ زار پگھل جاتا ہے

دیکھون کسطرح ترے رخ کی صفائی اے جان
پاسے نظارہ تو پڑتے ہی پھسل جاتا ہے

نام وحشت کا زمانے سے مٹا دیتا ہون
دلِ شوریدہ اگر اپکے سنبھل جاتا ہے

یاد آجاتی ہین جسوقت جفائین تیری
ہاتھون سینے مین دلِ زار اوچھل جاتا ہے

خلد مین بھی مری وحشت مجھے رکھتی ہے اوچاٹ
دل کسیکا کہین کسطرح بہل جاتا ہے

خوفِ دشمن سے نہ رو کو نگہِ ناز کے وار
مردِ میدان بھی کہین حیلے سے ٹل جاتا ہے

دل بھر آتا ہے تری یاد سے جب اے مہِ حسن
ایک چشمہ مری آنکھون سے ابل جاتا ہے

عاشقِ گیسوِ پُر پیچ کا انجام نہ پوچھ
اژدرِ رنج و الم اوسکو نگل جاتا ہے

دلکی دھڑکن کو سمجھتا ہے کہ بجلی کڑکی
میرے رونے سے وہ سمجھ دہل جاتا ہے

جس جگہ بیٹھ کے پڑھتا ہے ترا شیدائی
ایک انبوہ وہان سننے غزل جاتا ہے

کیون نہ شمشاد تجھے اپنی غزل دے ای گل
اوسکا ہر شعر ترے گانے مین پھل جاتا ہے

بس اب اور کیا ہو کی عزت ہماری
ہمین کو ہے مشکل زیارت ہماری

ترقی مین اک دوسرے سے سوا ہی
مسرت تمھاری مصیبت ہماری

مگر آئی اوپر بہار جوانی
کہ مجرے کو حاضر ہے وحشت ہماری

گرایا ہے دشمن کو کیا سر چڑھا کر
جواب بھی نہ سوچین یہ شامت ہماری

نہین ہمکو حاسد سے کوئی شکایت
ہماری عدو ہے لیاقت ہماری

کہی جاے ناز آپکی کج ادائی
جو ہم روٹھین کھلائے شامت ہماری

عدو سے نہین دیکھی جاتی مصیبت
محبت نے کی وہ بُری گت ہماری

پڑھا فاتحہ کس نے تیوری چڑھا کر
غبارِ کدورت ہے تربت ہماری

ہمین ہم ہین یہ سارے اجزای گونی
بدلتی ہے ہر آن صورت ہماری

وہ دن جھڑکیان ہم کرین جا بلوسی
وہ اخلاق اونکا یہ عادت ہماری

ہوا ایک ایجاد دنیا مین مذہب
جہان رنگ لائی ارادت ہماری

محبت ہے اصلِ وجودِ دو عالم
نہ کیونکر ہو یہ عین فطرت ہماری

دلاتی ہے غیرون کو جرأت ہنسی پر
شرارت تمھاری متانت ہماری

ہمین ہین جو تھے نزہتِ چشمِ خوبان
محبت نے کردی بُری گت ہماری

نہ ہم بوسہ لین گے عوض نقدِ دل کا
ہمین روکتی ہے حمیت ہماری

اوبل پڑتے الفت مین سب رازِ دل کے
نہین کھلنے دیتی متانت ہماری

گزر جائیگی ایک دن انتہا سے
عداوت تمھاری محبت ہماری

ابھی تک تو کونین ہے رو نمائی
جو کچھ بڑھکے دیدین تو ہمت ہماری

اگر حور سے بڑھکے ہے تیری صورت
تو رضوان سے کب کم ہے سیرت ہماری

کیا ایک عالم نے ہمسے کنارہ
جو ہم تمسے بھاگین تو شامت ہماری

فریبون سے جب لے چکے نقدِ دل کو
تو اب کیا کروگے مروت ہماری

ہمین آن پانی نہین جانے دیتی
عنان گیر اونکی ہے صولت ہماری

گل اندام ہین بندہ سنجی کو حاضر
غنیمت ہے شمشاد صحبت ہماری

میرے دل مین اُس پری کا پیار ہو کر رہگئی
وہ ادا جو شوخیِ رفتار ہو کر رہگئی

جتنی بیتابی بیانِ حال مین کہتے تھے ہم
اوسکے آگے لکنتِ گفتار ہو کر رہگئی

اصل استغنا بنا انجام مین اصرارِ وصل
آپکی ضد تو فقط انکار ہو کر رہگئی

مجھکو مرگِ ناگہانی سے بہت امیدین تھین
چارۂ دردِ دلِ بیمار ہو کر رہگئی

سب امنگین ہو گئین پامالِ فتارِ شباب
آرزوے دل خیالِ یار ہو کر رہگئی

جب ترقی سے تھکی تلبیسِ ابلیسِ لعین
واعظون کا جیۂ دستار ہو کر رہگئی

دل نے آغوشِ تمنا مین لیا کس شوق سے
جب نگہ اوس شوخ سے دوچار ہو کر رہگئی

چار سو عالم مین ہے اسکی سیہ پوشی کی دھوم
زلفِ جانان کسکی ماتم دار ہو کر رہگئی

جب بڑھا غم حد سے زائد سمجھے اب پائی نجات
حیف یہ ہے زندگی دشوار ہو کر رہگئی

اب نہین کوئی تمنا غیر دیدِ روے یار
خواہشِ دل حسرتِ دیدار ہو کر رہگئی

میرے دل مین رہگئی تھی جو لہو کی یک بوند
سرخیِ پانِ لبِ سوفار ہو کر رہگئی

خوفِ لغزش سے نگہ کیا پھرتی آنکھو نیکطرف
بادۂ دیدار سے سرشار ہو کر رہگئی

دردِ فرقت مین حواس و ہوش سب رخصت ہوئے
پھر بھی تیری یاد دلکی یار ہو کر رہگئی

ہوتی ہے تقدیر پر خود ہی نچھاور شوق سے
وصل مین تدبیر جب بیکار ہو کر رہگئی

حالتین اچھی بری جتنی تھین وہ سب کٹ گئین
اک تری الفت گلے کا ہار ہو کر رہگئی

ولولے جتنے تھے سب پیر رخصت ہوئے
دلکی حسرت ہی فقط غمخوار ہو کر رہگئی

کفر کی ظلمت کو شرماتا ہے خالِ روے یار
اوپ تو ضوءِ رخِ دیندار ہو کر رہگئی

کھلکے لڑنیکو تھین میری اونکی آنکھین بزم مین
غیر کے ڈر سے مگر تکرار ہو کر رہگئی

جب نیا یا آستانہ حضرتِ تاثیر کا
آہ سقفِ عرش کے اوس پار ہو کر رہگئی

رحم کیا آتا کسیکو میری صورت دیکھکر
میری حالت عشق کا اظہار ہو کر رہگئی

شیخ کی ایسی اوڑائی آج رندون نے ہنسی
اوسکی ہیئت قہقہہ دیوار ہو کر رہگئی

شیخ کی ہوتی بری گت رندون نے جرأت نہ کی
پھبتیون ہی کی فقط بوچھار ہو کر رہگئی

شوخیان رخصت ہوئین شمشاد ہمراہِ شباب
قابلیت رونقِ اشعار ہو کر رہگئی

کیا ستم ہے شبِ خلوت یہ سنائے کوئی
ہون اچھوتا نہ مجھے ہاتھ لگائے کوئی

جو منانا ہے تو اسطرح منائے کوئی
کہ تصور مین گلے آکے لگائے کوئی

لوٹی پوٹی مجھے صورت نہ دکھائے کوئی
شرم سے جاکے پسینے مین نہائے کوئی

رنگ جلوے کا نہ محفل مین جمائے کوئی
خلوتِ دل ہی مین جب منہ کو چھپائے کوئی

بیجا بانہ مرے آگے نہ آئے کوئی
دل ہی مین آکے کبھی شکل دکھائے کوئی

مثلِ موسےٰ نہین جلوے کی تمنا مجھکو
اپنی آواز ہی پردے سے سنائے کوئی

کیا ستم ہے کہ نصیحت کرے آکر ناصح
تیرے ملنے کی نہ تدبیر بتائے کوئی

بیخودی ایسی کہ تو اوس مین رہے پیشِ نظر
سخت غافل ہے اگر ہوش مین آئے کوئی

لاکھ گھونگھٹ مین ہو تم کہتی ہے البیلی چال
انکی چتون سے ذرا آنکھ لڑائے کوئی

راز بنکر جو کبھی خلوتِ دل مین آجاؤ
اسطرح تمکو چھپا رکھون نہ پائے کوئی

بوسہ مانگا تو یہ جھنجھلاکے کہا اوس گل نے
میری مانے تو تمھین منہ نہ لگائے کوئی

حورین جنت کی دکھاتا ہے مجھے کیا رضوان
دل ہو قابو مین تو آنکھون مین سمائے کوئی

کیا ستم ہے کہ مرے شیفتۂ آرائش
اور اندوہ مین زیور نہ بڑھائے کوئی

پھبتیان کہنے کو بیدرد کھڑے ہوتے ہین
رونی دھونی نہ کبھی شکل بنائے کوئی

جان پر بنتی ہے ہوتی ہے ندامت مجھکو
بوسہ دیدے کہ نہ دے منہ نہ بنائے کوئی

تجھکو دیدار سے سیری ہو کبھی یہ معلوم
کب تلک دل ترے پہلو سے نہ جائے کوئی

اسکے ہر وار مین اک لطف نیا ملتا ہے
خنجرِ ناز سے کیا دل کو بچائے کوئی

بوسۂ چشمِ فسونگر ہو عنایت جسکے
غیر جادو نہین کیون اسکو جگائے کوئی

محو دل سے تری صورت کرے ممکن ہی نہین
اپنی ہستی کو بھلائے تو بھلائے کوئی

جادہ عشق کے نقشِ کفِ پا کہتے ہین
پاؤن اس راہ مین رکھکر نہ اوٹھائے کوئی

اپنے چہرے سے ندامت کا پسینہ پوچھے
شعلے اوٹھتے ہین مرے بسنے بجھائے کوئی

دل دکھانا تو بڑی بات ہے ای جان جہان
تیرے چہرے سے بھلا آنکھ اوٹھائے کوئی

جھلکیان اپنی دکھاکے نہ مجھے ترسائے
سامنے آکے مرے ہوش اوڑائے کوئی

ہنسکے ہر دم نہ دکھاؤ دُرِ دندان کی چمک
غم مین ہیرے کی کنی جلکے نہ کھائے کوئی

منہ جو آنچل سے چھپایا تو دکھائے جوبن
اپنی اس شرم سے کچھ دل مین لجائے کوئی

سینے پہلو مین بڑے ناز سے پالا ہے اسے
جان لیلے مرے دل کو نہ دُکھائے کوئی

دل مین رکھتا ہے اگر کلبدنی کا دعوے
آکے شمشاد سے کچھ رسم بڑہائے کوئی

ادا ادا مین ادا مین ادا نکلتی ہے
تری ادا مین کہین انتہا نکلتی ہے

جفا مین کون کہے گا وفا نکلتی ہے
تری وفا مین بھی طرزِ جفا نکلتی ہے

ہزار بار ترے عاشقون کی جانچ ہوئی
مری ہی جان تری مبتلا نکلتی ہے

ٹٹولتے ہین طبیعت کو جب یہ شوخ نگاہ
تو دس ہزار مین اک پارسا نکلتی ہے

جو لفظ لفظ مین طعنے تو فقرے فقرے مین طنز
تمھین بتاؤ کہ بات اسمین کیا نکلتی ہے

اب امتحانِ جفا مین یہ دیکھنا ہے انھین
کہ جان جسم مین رہتی ہے یا نکلتی ہے

اوبھارتا ہون تری شوخیون کو چھیڑ کے مین
ابھی تو منھ کو چھپائے حیا نکلتی ہے

جو چوٹ کھائے ہوئے دل سے اوٹھتی ہو دمِ آہ
عجیب درد بھری وہ صدا نکلتی ہے

نہین رسا ہے جو اون گلبدن کے کوچے مین
کہان سے روز معطر صبا نکلتی ہے

وہ کوسنے کی ادائین وہ غصے کی چتون
جو دیکھتا ہون تو منھ سے دعا نکلتی ہے

خدا سے کرتی ہے تاثیر کا گلہ گھنٹون
جو سوے عرش کبھی آہ جا نکلتی ہے

مین ابتدا ہی سے محسود کوہکن ٹھرا
اسی سے غم کی مرے انتہا نکلتی ہے

کمالِ صنعتِ صانع ہے انکی صورت مین
بتون کی یاد مین یاد خدا نکلتی ہے

مقابلہ مین حیا کو نہ کیون ندامت ہو
تری اداؤن مین شوخی سوا نکلتی ہے

جدھر نگاہ اوٹھاتا ہے وہ مسیح نفس
اودھر سے منہ کو چھپائے قضا نکلتی ہے

جو کہیے حسرت دیدار کب نکالو گے
تو ہنسکے کہتے ہین روزِ جزا نکلتی ہے

ضرور کشتہ ہون مین پنجۂ حنائی کا
بجای سبزہ لحد سے حنا نکلتی ہے

یقین جانیے ہوش وحواس کی رخصت
کہ دل سے آج صدائے درا نکلتی ہے

کہین غلیظ ہے کمبخت بوی بادہ سے
جو بوریاؤن سے بوی ریا نکلتی ہے

ضرور حشر مین اعضا کرینگے چھیڑ اوس سے
کہ میری روح بدن سے خفا نکلتی ہے

دہین اوڑاتی ہے سینے کے دل کے ہونٹھون کے
ہماری آہ بھی کیا شعلہ پا نکلتی ہے

سنا ہے مینے جو اجبکت ایک یکتا سے
اوسی سے عشق کی کچھ ابتدا نکلتی ہے

جسے بچشمِ حقارت ہے دیکھتی دنیا
کبھی کبھی وہی شی بے بہا نکلتی ہے

کرن ہے اوس دریکتا کے روی انور کی
جو مہر وماہ سے روشن ضیا نکلتی ہے

مکدر آکے نہ بیٹھین عزیز نزع کے وقت
بدن سے روح مری باصفا نکلتی ہے

غمِ فراق سے ممکن نہین نجات ملے
جو زہر کھاؤ تو اوسکی دوا نکلتی ہے

عبث روش نہین پلکون سے جھاڑتے شمشاد
ادھر سواری کسی گل کی آ نکلتی ہے

نام اوس بت نے مرا قہر خدا رکھا ہے
نالون نے کیون جگر ودل کو ہلا رکھا ہے

وہ کہین صاف بلا لاؤ غلط اے قاصد
اسمین مضمون کوئی تو نے دبا رکھا ہے

نقدِ جان نردِ محبت مین بچے یا نہ بچے
مینے تو بکے یہی داؤ لگا رکھا ہے

اسطرف بھی کبھی اے نازوِ نزاکت والے
نقدِ دل مینے پئے نذر ادا رکھا ہے

تو جو دیوانہ بنا دے تو مجھے عذر ہی کیا
نام ہی مین نے ترا ہوشربا رکھا ہے

تمتو ظاہر مین خوشامد سے ہوئے مجھسے صاف
اپنے روٹھے ہوے دلکو بھی منا رکھا ہے

دھولین کھاتا ہے مگر اپنی کیے جاتا ہے
رندون نے خوب ہی واعظ کو بنا رکھا ہے

گھات پر یار کا لانا مجھے دشوار نہین
اوسکا انداز مرے دل نے بتا رکھا ہے

محو رہتی ہین مری آنکھین اوسکے رخ پر
جسکی زلفون نے مرے دل کو پھنسا رکھا ہے

خواہش وصل مین ہین جان کے لالے پڑتے
اوسنے پہلے ہی سے یہ مجھکو سنا رکھا ہے

اب ترے ہاتھ سے مین بچکے کہان جاؤنگا
تو نے جب آنکھون کے جادو کو جگا رکھا ہے

غیر کے بھیس مین آسان ہے اونسے ملنا
اونکے دربانون کو جب مینے ملا رکھا ہے

اب مکر نامری الفت سے کسیدن انکار
دل مین جو داغ ہے وہ تمکو دکھا رکھا ہے

اے مرے صبر و تحمل مین تمھارے صدقے
دل کو اندوہ کے صدمون سے بچا رکھا ہے

خلوتِ دل مین چلے آؤ تکلف نہ کرو
مین نے ارمانون کو پہلے ہی ہٹا رکھا ہے

آنکھونمین آتے ہی وہ دل مین اوتر آتے ہین
راستہ حسن نے یہ اونکو بتا رکھا ہے

مجھسے ملتے ہی بدل جاتے ہین اونکے تیور
کوئی فقرہ مرے دشمن نے جما رکھا ہے

کیون نہ آسان ہو اب اوسکے لیے سیرِ عدم
نقشِ ہستی ترے عاشق نے مٹا رکھا ہے

سنکے کہتا ہے مرا شوخ کہانی میری
اسمین جو بھید ہے وہ تمنے چھپا رکھا ہے

قیس و فرہاد کے دل پاؤن تو وہ بھی لیلون
بیدلی نے مجھے ایسا ہی ستا رکھا ہے

غیر ممکن ہے پڑے اب نظرِ غیر اوسپر
گوشۂ دل مین اوسے مینے چھپا رکھا ہے

آج خلوت مین ہو تم میری کہانی سن لو
مین نے اس قصے کو مدت سے اوٹھا رکھا ہے

دو بدو آج مرے اونکے صفائی ہوگی
مین نے غماز کو پہلے ہی بُلا رکھا ہے

روے امید کبھی وہ بھی نہ دیکھے یارب
جس نے شمشاد کو اوس گل سے چھڑا رکھا ہے

جو ذرّے ذرّے مین وجہِ ظہور ہوتا ہے
دلِ حزین کے لیے برقِ طور ہوتا ہے

مرا خیال بھی تمکو ضرور ہوتا ہے
مگر رقیب سے جسدم قصور ہوتا ہے

حضورِ قلب سے دل شک طور ہوتا ہے
خیالِ نار سے کب اوسمین نور ہوتا ہے

مین تمکو بھول گیا واہ یہ بھی خوب کہی
خیالِ یار کہین دل سے دور ہوتا ہے

بہشت تیرے کوچے کی آنکھون مین گردش
ترا خیال ہی جنت مین حور ہوتا ہے

شکستِ شیشۂ دل کی صدا ہے میری آہ
جو بڑھ چلے تو سمجھ چور چور ہوتا ہے

جو ہمنشین ہین اے جان اونکا کیا کہنا
غلام آپکے گھر کا حضور ہوتا ہے

کہین گلا کرین جھنجھلا کے خفتگانِ عدم
ہماری آہ مین شورِ نشور ہوتا ہے

ملا جو بادۂ الفت سے تیرے عاشق کو
کسی شراب مین کب وہ سرور ہوتا ہے

پسند جسکو ہے عفوِ گناہ کی لذت
وہ خاص بندۂ رب غفور ہوتا ہے

خدا کو مان نکر اضطراب ای دلِ زار
ترے شغف سے وہ زائد نفور ہوتا ہے

جو دو جہان کے اندوہ کا ہیولا ہے
اوسیکا عشق کے اندر ظہور ہوتا ہے

کچھ اسکی چاہیے تسکین اے مسیحِ نفس
مریضِ عشق بہت ناصبور ہوتا ہے

مری ہی طرح تجھے یاد کرتے ہین وہ بھی
جو شام و صبح کو شورِ طیور ہوتا ہے

وہ غم الم کہ ہین اوصافِ عشق کے جوہر
مرے خیالون مین اونکا وفور ہوتا ہے

حسین ہوتے ملنسار عاشقون سے سوا
مرے ہی عجز سے اونکو غرور ہوتا ہے

ستم جو تونے کیے کچھ ترا قصور نہین
جو کام ہونے کو ہے وہ ضرور ہوتا ہے

جو دل مین راز گڑے ہین وہ جانتے ہین آپ
مگر حضور کو کشفِ قبور ہوتا ہے

جو سننے مین ہمہ تن گوشِ گل بنے شمشاد
مرے نکات پر اوسکو عبور ہوتا ہے

اب نہین درکار کچھ درمانِ صحت کیلیے
مین فقط بیمار تھا تیری عیادت کیلیے

دوڑکر مینے قدم جھٹ دردِ فرقت کیلیے
ساتھ ہی جب آپ بھی پہونچے عیادت کیلیے

اس ادا سے تونے مجھسے باتین کی ہین دوبدو
طالع موسےٰ نے بوسے میری قسمت کیلیے

صابر و شاکر رہے انسان اگر تکلیف پر
غیب سے سامان ہو جاتے ہین راحت کیلیے

ناز و انداز و ادا ہین جیسے شرطِ دلکشی
چاہیے سیرت بھی اچھی خوبصورت کیلیے

سخت نادانی ہے یارو خواہشِ افراطِ مال
چاہیے پہلے سلیقہ صرف دولت کیلیے

مین پھڑک اوٹھا یہ سنکر دل تمھین آیا پسند
کیا جگہ ڈھونڈھی ہے تمنے اپنی عزلت کیلیے

اسلیے کرتا ہون مین آبِ ندامت سے وضو
قلبِ طاہر چاہیے تیری عبادت کیلیے

دیکھتا ہون دل کے آئینے مین شکلِ یار کو
کر رہا ہون فکر یون توسیعِ حیرت کیلیے

نطق تنہا اشرفیت کیلیے کافی نہین
لاکھ شیوے چاہیے ایک آدمیت کیلیے

عین غصے مین جو مین نے بوسۂ لب لیلیا
تیری شوخی نے قدم جھٹ میری اُٹھت کیلیے

طبعِ نازک بے رخی پر اوسکی جب برہم ہوئی
نیچی نظرین دوڑکر آئین شفاعت کیلیے

ناصحِ بے مہر اتنی بھی نہین رکھتا خبر
خلق مین تخلیقِ آدم ہے محبت کیلیے

خود ہی نظرون سے نہ تم اوسکو گراؤ تو سہی
سر چڑہاتے ہو عدو کو میری ذلت کیلیے

یون تو مین داغِ جگر کے سوز کا قائل نہین
آئے خورشید قیامت بھی زیارت کیلیے

مینے یہ مانا کہ مین ہون سب سے بڑہکر جانور
تمنے بھی حد باندہ دی ہو کوئی طاعت کیلیے

ذرّہ و خورشید کی نسبت سے یہ ثابت ہوا
اتنی کثرت ہے کسی کی ایک وحدت کیلیے

تم اگر پہلو سے اوٹھے دیکھنا ای جانِ جان
جان نکلے گی بدن سے پہلے رخصت کیلیے

میرے رازِ عشق کی اونکو جو پہونچی ہے خبر
لاکھون حیلے ڈہونڈہتے ہین وہ اشاعت کیلیے

جان دیکر آج شمشاد شگفتہ طبع نے
گلزمین کوے جانان پائی تربت کیلیے

نہین حد تیرے احسانِ اتم کی
مجھے اب فکر ہی کیا بیش و کم کی

ازل سے ہے مجھے عادت کرم کی
مگر دیکھی نہین صورت درم کی

سناتا کیا ہے اے واعظ عدم کی
اجی یہ راہ تو ہے دو قدم کی

مین سلطانِ غم کونین جب ہون
نہین حاجت مجھے طبل و علم کی

جو اپنے دل مین پہلے اوسکو ڈہونڈہے
نچہانے خاک وہ دیر و حرم کی

چھپاتے ہو عبث تم راز اوس سے
خبر ملتی ہو جسکو دم بدم کی

عدو کو تونے جو لکھا مین سمجھا
روانی دیکھکر تیرے قلم کی

کہانتک صبر سے اب کام لون مین
کوئی حد ہے ترے جور و ستم کی

خدا سے لو لگا بیٹھا مرا دل
مری تو قیر اوس بت نے جو کم کی

مرا ہی دل ہے اِس عشرت کدے مین
ملی لذت جسے درد و الم کی

کسیکی یاد مین ہر موی تن ہے
حقیقت ہے یہ میرے جسمِ دم کی

فقیرِ مست کا جامِ سفالین — حقیقت کھول دیگا جامِ جم کی
صدائے غنچہ پر ہے مست بلبل — اوسے پروا ہی کیا ہے تال سم کی
سنا ہے نوح کا طوفان سب نے — حکایت ہے وہ میری چشمِ نم کی
وہ گھبراتے ہین اپنے عاشقون سے — عبث شوکت ہے اس خیل و حشم کی
نہین دیکھی ہے میرے دل کی الجھن — وہ زلفین لیتی ہین کیا پیچ و خم کی
کسی کا بزمِ عشرت مین یہ کہنا — یہ ساری دلگی ہے تیرے دم کی
سنو کیون قصۂ فرہاد و مجنون — سنا دون مین کہانی اپنے غم کی
لٹا دے جسکو صرف آوازِ دولاب — نہین حاجت اوسے کچھ زر و بم کی
تسلی وعدۂ فردا سے کیا ہو — اونہین عادت ہے جب جھوٹی قسم کی

وہ گل آیا جو وقتِ نزع شمشاد
نہ پوچھو لذتین اوس ایکدم کی

جو زندہ ہوگئے تیری ادا سے — دوبارہ مر نہین سکتے قضا سے
جنھین ہے کام تسلیم و رضا سے — وہ کیون ڈرنے لگے روزِ جزا سے
ہوئین جو راز کی باتین خدا سے — وہ سُن لین مینے پیارے مصطفےٰ سے
نہین ممکن وہ دین مجھکو دلاسے — اونہین نفرت ہے اپنے مبتلا سے
بڑھایا ربط تسلیم و رضا سے — نہ نکلا کام جب آہِ رسا سے
کیا گستاخ دشمن کو اونہون نے — وہ درگزرے تو کیا میری خطا سے
دعائین مانگتا ہون روز لیکن — نہین واقف مین ابتک مدعا سے
جفائین چوگنی اوسنے وہ کرلین — وہ شرمندہ ہین کیون اپنی وفا سے

کوئی کسطرح پہونچے اوس کے رخ تک
قمر شرمندہ جس کے نقش پا سے

نہ ملتا روٹھکر جو صورتِ جان
منا لایا اوسے مین التجا سے

مین سمجھا یا کیا دل کو شب غم
مرے دلنے دیے مجھکو دلاسے

جو مجھسے بھاگتا ہے دور کوسون
اوسیکو چاہتا ہو نہین خدا سے

نہو مردود درگاہِ الٰہی
عداوت کرکے خاصانِ خدا سے

دوبارہ پھر وہی اے دشمنِ ہوش
لیا دل تونے جس بانکی ادا سے

شہیدِ ناز کیونکر دل چُرائے
غم و رنج و الم کے کربلا سے

جو کہیے جان بلب ہے عاشقِ زار
تو کہتے ہین مرے میری بلا سے

نہین ہین آبلے دلپر نمایان
جگر کے فاتحے کے ہین تبا سے

جو سچ پوچھو تو عاشق ہی نہین وہ
چُرائے جی اگر جور و جفا سے

اگر موقوف ہے یہ التجا پر
مین باز آیا تری مہر و وفا سے

ہمارے خون مین پیارے رنگو ہاتھ
کہین خوشرنگ ہے رنگ حنا سے

گئے شوخی کے دن آئی جوانی
ذرا اب کام لو شرم و حیا سے

کیا دنیا سے یون ترکِ تعلق
کہ کل آیا مین سر ہنگامِ قضا سے

ہماری جانمین ہون قربان اوسپر
فدا جس نے کیے ہیں سر اسے

دیا اک بوسہ سو احسان رکھکر
مین باز آیا تمھاری اس عطا سے

تپ غم مین جنھین ملتی ہے لذت
وہ کچھ مطلب نہین رکھتے دوا سے

اوڑ الائی ہے تیری بو مرے پاس
تھی امید یہ بادِ صبا سے

مرے سر پر ہے سایہ مصطفےٰ کا
مجھے کیا کام ہے ظل ہما سے

نہ رکھے مین نے سامانِ رعونت
نہ بیٹھا بوریے پر مین ریا سے
بحمداللہ رہے فارغ سر و دوش
ریاکاری عمامے سے عبا سے
فرشتے ہنستے ہین میری دعا پر
خدا کو مانگتا ہون مین خدا سے

کلستان فنا کا مین ہون شمشاد
مجھے کیا کام ہے نشو و نما سے

تھی حسن مین جو اوسکی تجلی چھپی ہوئی
دل پر شہود کرکے وہی دلبری ہوئی
ای جان دیکھ بات نہ بگڑے بنی ہوئی
دشمن ہی تیری آنکھ ہے پیدا ہب لڑی ہوئی
سمجھو کسی کے دل مین رسائی ابھی ہوئی
میرے رقیب سے جو ذرا سرکشی ہوئی
دل جسکی جستجو مین ہے دن رات بیقرار
آنکھون کے سامنے ہے وہ صورت کھڑی ہوئی
اوسکی نسیمِ ناز جو بے رخ نظر پڑی
پژمردہ اور بھی مرے دل کی کلی ہوئی
اک روز کے لیے تو کئی قرن چاہیے
برسون مین ختم آپکی جب دو گھڑی ہوئی
تیرے مریضِ عشق کو ہے یاس اسقدر
صحت اگر ہو برسون مین سمجھے ابھی ہوئی
بیجا ہے مجھکو اپنے دلِ گم شدہ کی فکر
ملتی نہین ہے ہاتھ سے دولت گئی ہوئی
غش آگیا مریض محبت کو دید سے
تیمار سے تو اور بھی حالت ردی ہوئی
لوٹا نگاہِ ناز نے اوسکو بھی آج حیف
تھی جنسِ صبر گوشۂ دل مین پڑی ہوئی
رکھنا قدم بچائے ہوے ای خیالِ یار
ہے میرے دل مین آتشِ الفت دبی ہوئی
تدبیر اوسکے ہاتھ مین لانیکی اور ہے
جو غیر کر رہے ہین وہ ہے میری کی ہوئی
دل لیکے لے رہے ہو مجھی سے سراغ دل
انصاف اسی کا نام ہے یہ ایک ہی ہوئی
اخلاقِ نیک کا یہ نتیجہ ملا مجھے
تربت ہے عطرِ خلدِ برین سے بسی ہوئی

میرا لہو نہ پانی ہو کسطرح رشک سے
منہدی ہو اوسکے ہاتھو نمین کیسی رچی ہوئی

دل کھل گیا مگر ہے جگر چاک رشک سے
آئی صبا جو تیری مہک سے بسی ہوئی

تیرے ستم مین کیون نہ ملین مجھکو لذتین
ہر ہر جفا مین ایک وفا ہے چھپی ہوئی

رحم آگیا اونہین مری صورت ہی دیکھتے
میری شفیعِ جرم مری بیکسی ہوئی

رندونکی بزم آج تھی افسردہ بے طرح
آئی جو دختِ رز تو ذرا دلگی ہوئی

مجھسے خلافِ شانِ وفا چاہتا ہے تو
ناصح یہ دوستی نہوئی دشمنی ہوئی

کب آہِ سرد سے ہوئی تسکین دل نصیب
کب التہابِ شعلۂ غم مین کمی ہوئی

کرتے ہو باتین بہکی ہوئی آنکھین سرخ ہین
شائد کہ مجھسے چھپ کے کہین میکشی ہوئی

شمشاد آگئے تو وہ گل مسکرا دیا
غنچے مین ہمنشینون کے اسپری ہوئی

شمشاد کی آنکھونمین کہو کون کجا ہے
دنیا مین طرحدار کوئی تمسے سوا ہے

حیرت ہے ابھی تک مجھے اے جان تو کیا ہے
شوخی ہے کہین اور کہین عین حیا ہے

اغیار جسے کہتے ہین یہ تیری جفا ہے
مجھسے جو کوئی پوچھے تو مین کہدون اوا ہے

رندونمین جو اک واعظِ بیمغز پھنسا ہے
مین کیا کہون کس لطف کا اسوقت مزا ہے

ارمان جو نکلے شبِ خلوت مرے دل سے
حیرت سے وہ اون سب کی طرف دیکھ رہا ہے

جھپکی جو ادھر آنکھ اودھر اور رہی تھا تو
ای جان ترے حسن مین کیا نشو ونما ہے

کس شان سے تم میری نگاہون مین پھرے ہو
ابتک مری آنکھونمین نشانِ کفِ پا ہے

کچھ اوسکی ستانے کی بھی سوجھی تجھی تدبیر
جو تیری جفاؤن کو یہ سمجھے کہ وفا ہے

ترساؤ دکھاکر اونہین او بھرے ہوے جوبن
جو ہاتھ ہون گستاخ یہی اونکی سزا ہے

اے رنگِ حنا تجھکو مرے خون سے نسبت
شوخی کے سوا اسمین رچی بوی وفا ہے

اسوقت جو بیتاب تم آئے ہو مرے پاس
ایجان یہ ادنی اثرِ آہِ رسا ہے

رہ رہ کے جھجکتے ہو یہ کس سے شبِ خلوت
کیا گوشۂ دل مین کوئی ارمان چھپا ہے

اے غنچہ دہن اوٹھتی ہے جو موجِ تبسم
پژمردہ دلون کے لیے وہ بادِ صبا ہے

اوسوقت کی مین کہہ نہین سکتا ہون مسرت
جب ہنس کے کہا یار نے تو مجھسے خفا ہے

کس شان سے کہتا ہے وہ اللہ ری دلیری
مین کیون ڈرون محشر مین ترا خون ہی کیا ہے

اوسمین کبھی غیرون کے قدم جم نہین سکتے
جس دل مین تو اے بانیِ بیداد رہا ہے

لایا ہون تمھین کھینچ کے آغوشِ عدو سے
اب بھی نہ کہوگے کہ تری آہ رسا ہے

یون بات بناتا ہے تو اے واعظِ دلبر
اوس شوخ کی تقریر زمانے سے جدا ہے

جاتی ہی نہین اسکی مرے دل سے کبھی یاد
افسوس یہ ہے مجھکو وہی بھول گیا ہے

عاشق کا خیال اوسمین کہان پائے تو کیونکر
اوس شوخ کا سر بادۂ نخوت سے بھرا ہے

اوس غمزہ ستمگار کا ہر وسوسہ دل کا نشانہ
جسکی نگہِ ناز بھی اک تیرِ قضا ہے

ٹکتی نہین دیدے وہ ہی عمدہ نتیجہ
جس کام کا آغاز حقیقت مین بُرا ہے

اوسکی شبِ غم کٹ نہین سکتی کسی صورت
جو زلف گرہگیر کے سودے مین پھنسا ہے

یہ عقل کی خامی ہے اگر فرق نہ سمجھے
جو بت ہی وہ بت ہے جو خدا ہی وہ خدا ہے

ملتا ہے ہر بزم وہ ہر غنچہ دہن سے
شمشاد اسی بات مین انگشت نما ہے

اوسکا فروغِ حسن ہی اوسکی نقاب ہے
وہ سامنے ہزار ہون پھر بھی حجاب ہے

رندون کی بوتلون مین جو ٹھہرا شراب ہے
شیشے مین شیخ شہر کے ہو تو گلاب ہے

قاصد کو بات بات مین کیون اضطراب ہے
دیدے ملا جواو سکو وہان سے جواب ہے

میرا لقب حضور نہ عالیجناب ہے
لیکن مرا جو شعر ہے وہ لاجواب ہے

ڈرتا ہون نقدِ دل کہین ضائع نہ کردین وہ
بچپن ابھی ہے اون مین اگرچہ شباب ہے

کیا چانداون کے گالون سے ہوگا صبیح تر
شرمندہ جنکے تلوون سے خود آفتاب ہے

سنتا ہون اکنے ملنے سے فرقت کی داستان
آخر وصال سے بھی کوئی کامیاب ہے

پہونچی ہے عرش سے بھی بہت دور میری آہ
پھر بھی کہین بلند کسیکی جناب ہے

تسکین سیلِ اشک سے بھی کچھ نہو سکی
میرے جگر کے شعلون مین وہ التہاب ہے

کیون دیتے ہو رقیب کو تم حسن کی زکوٰۃ
خیراتِ بے محل مین نہین کچھ ثواب ہے

دست و نگاہ دونون نہ کیون بے دھڑک ہلین
آنچل ڈھلک گیا ہے وہ سرمست خواب ہے

ابرِ بہار مجھکو نہ چھیڑے فراق مین
رونے مین کم نہین مری چشم پرآب ہے

ایسی چمک ہے چہرے مین جمتی نہین نظر
جتنے وہ بیحجاب ہون اونکا حجاب ہے

کیا خط کے ساتھ اسنے دیا دل بھی ہاتھ سے
قاصد کی بات بات مین کیون اضطراب ہے

کرتی ہے چور مجھکو اومنگون کی کشمکش
میرا شباب ہی مرے حق مین عذاب ہے

مجنون قیس ہی کو نہین کہتے ہین بیشتر
عاشق کے واسطے یہی پہلا خطاب ہے

وہ کہنہ ہاتھ ہون رگ گردن سے مین قریب
جسکی تلاش مین مری مٹی خراب ہے

دلکی اومنگون کو وہ ذرا روکتے نہین
بدنام اونکے ہاتھ سے اونکا شباب ہے

وہ شکل تمنے پائی ہے دنیا مین دلفریب
میرا رقیب دہر مین ہر شیخ و شاب ہے

خوابِ عدم سے چونکتے ہی پھر مین سو گیا
دنیا مین دیکھکر کہ بڑا انقلاب ہے

تیوری چڑہی ہوئی ہے تو انکھین ہین لال لال
آخر مجھے بتائیے کس پر عتاب ہے

محشر مین پوچھے جائین گے دنیا کے نامور
مین کس شمار مین ہون مرا کیا حساب ہے

جسکو فریب آتے ہین شیطان سے سوا
اس دور مین وہ شیخ مشیخت مآب ہے

میرے معاملات مین مجھسے نہ پوچھیے
جو مرضی آپکی وہی رای صواب ہے



تو بھی ہے فکر خون مین طرحدار ایک ہی
شمشیر و عاشقون مین اگر انتخاب ہے

کس طرح جلد جانب بیکان نہین لوٹتے
ہم وہ نہین جو خاطر مہمان نہین کرتے

[illegible]
تسکین دل و دیدۂ حیران نہین کرتے

[illegible]
ہم پیش کبھی اہل بدخشان نہین رکھتے

[illegible]
آزاد کبھی منہ سوے زندان نہین کرتے

[illegible]
سب بھول کے قدر دہ دندان نہین کرتے

[illegible]
وہ راز کی باتین کبھی پنہان نہین کرتے

حاصل ہے ہمین ملک قناعت کی حرارت
ہم اب ہوس جاہ سلیمان نہین کرتے

عالم کو بفاؤن سے وہ کرتے ہین پریشان
بمیت دلہاے پریشان نہین کرتے

رکھتے ہین حنک دل کو جو برونق آب رضا سے
سینے کو تپ غم سے وہ سوزان نہین کرتے

رہتے ہین تری یاد مین جو شاد شب و روز
دل آتش غم مین کبھی بریان نہین کرتے

ہم کیون جگر و دل کو کرین داغون سے گلشن
وہ تو کبھی سیر چمنستان نہین کرتے

ہمت نہین دیتی ہے جنھین کچھ بھی سہارا
وہ فکر گران باری احسان نہین کرتے

ہو جاتی ہین کسطرح درست اونکی نمازین
جو رخ طرف کوچۂ جانان نہین کرتے

دکھلاتے ہین دل مین تجھے داغون کا تماشا
بے تیرے کبھی سیر گلستان نہین کرتے

گالون کی محبت مین لگاتے نہین دھبا
ہم دل مین خیالِ مہ تابان نہین کرتے

جو وصل سے ٹھنڈا نہین کرتے ہین کلیجا
دل سوختۂ آتشِ ہجران نہین کرتے

وحشت نے کچھ ایسا مرے پاؤن کو تھکایا
اب ہاتھ بھی رخ جانبِ دامان نہین کرتے

ہوجاتے اگر اصلِ حقیقت سے خبردار
جھگڑے کبھی یون گبر و مسلمان نہین کرتے

وحشت مین جو ہاتھون سے ہمارے نہ اولجھتے
ہم چاک کبھی جیب و گریبان نہین کرتے

ہم یار کے کوچے ہی مین رہتے ہین شب و روز
مجنون کیطرح سیرِ بیابان نہین کرتے

مانا کہ پیر وہی انسان ہو پھر بھی
کیون پیروی سیرتِ انسان نہین کرتے

سمجھے ہین کہ ہے سانچ جانچنے کا محافظ
رخ سے وہ الگ گیسوئے پیچان نہین کرتے

گل نغمۂ بلبل سے رہا کرتے ہین سرمست
تم ہمکو کبھی روزِ غزلخوان نہین کرتے

نادان جو کر لیتے ہین دو شعر بھی موزون
نخوت سے نظر جانبِ یوان نہین کرتے

کس نازسے اک شوخ نے یہ ہنسکے کہا تھا
شمشاد ہو عشقِ گلِ خندان نہین کرتے

مصیبت یا کہ راحت جو خدا دے
وہی دے جو مرے دل کو مزا دے

مین تجھسے کیا کہون تو مجھکو کیا دے
سوا اپنے ہر اک شی سے غنا دے

جسے چاہے وہ میرا خدا دے
مجھے توفیقِ ترکِ ماسوا دے

جفا کا نام دنیا سے مٹا دے
حسینون کے دلونمین تو وفا دے

طلب پر خلدِ زاہد کو مبارک
مرا مقصد مجھے بے التجا دے

حسینون کو جو دی پاکیزہ صورت
انہین دل بھی محبت آشنا دے

نہو لوثِ دوئی کی جسمین تلچھٹ
مجھے وہ ساغرِ وحدت پلا دے

اگر ہے دید اوس یکتا کی منظور
حجاب آرزو دل سے اوٹھا دے

تمنا ہے یہ میری بیدلی مین
خدا دل دے مگر بے مدعا دے

دیارِ عشق مین کرتے ہی منزل
ملے دارِ فنا کے لاکھون جا دے

غضب ڈھاتا ہے آپس کا تخالف
جو اچھی شکل دے دل بار سا دے

اگر صورت دکھانے مین ہو کچھ عار
مجھے آواز ہی اپنی سنا دے

شب ہجر جاے خورشید قیامت
اگر تو چاند سی صورت دکھا دے

نہین وہ دوست بھی دشمن سے کچھ کم
جو میری ہان مین ہان بجا ملا دے

شبِ وصل اور خلوت ہے خدارا
حجابِ شرم کا پردہ اوٹھا دے

اوسے کیا قدر میرے نقدِ دل کی
جو اپنے حسن کی دولت لٹا دے

رخِ زیبا کی رکھتا ہون محبت
دلِ اپنا زلف کو میری بلا دے

کرونگا تن من اوسپر مین نچھاور
مرے روٹھے ہوے کو جو منا دے

مری وہ داستانِ درد و غم ہے
دلِ دشمن کو سینے مین ہلا دے

مین اپنا نقدِ دل نذرانہ دیدون
اگر بوسہ مجھے وہ خود نما دے

شفا ہے بوسۂ عنابِ لب مین
یہی اے چارہ گر مجھکو دوا دے

مجھے غش دیکھکر بولا وہ کمسن
اسے قرآن کی کوئی ہوا دے

تجھے کہتا ہون مین جب راحتِ جان
نہ ایسی بات کر جو دل دکھا دے

اگر انسان کو قدرت ہو کچھ بھی
کرے وہ جس سے اک عالم دعا دے

کہا شمشاد سے اک گل نے ہنسکر
غضب کے شعر لکھے سادے سادے

مست رکھتی ہے مجھے مستی نگاہِ یار کی
مجھکو کچھ حاجت نہین اب ساغرِ سرشار کی

شرطِ بیداری جو ٹھہری آپ کے دیدار کی
طرزِ نرگس نے اوڑالی دیدۂ بیدار کی

ہے زمانے سے نرالا تیرے عاشق کا لباس
زیبِ تن آبِ رواں ہے آنسوؤن کے تار کی

اسکی تکلیفون مین بھی ملتی ہین لاکھون لذتین
دردِ الفت مین نہین حاجت کسی غمخوار کی

نوحہ خوان پیرِ مغان ہے رند ہین ماتم کنان
نعش اوٹھی میکدے سے آج کس میخوار کی

خوگرِ تسلیم ہون اُف مُنہ سے نکلے کیا مجال
لاکھ تدبیرین نکالو تم مرے آزار کی

شیخ نے بارِ ریائی سر سے پھینکا اسطرح
رہن بادہ میکدے مین جاتے ہی دستار کی

کیا ہے سیلابِ فنا کے بعد کچھ کھلتا نہین
کشتیِ عمرِ رواں کیون ہو رہی اوس پار کی

جیسے تو نے تیغِ ابرو سے کیا مجھکو شہید
تجھسے بڑھکر ہو گئی شہرت تری تلوار کی

کردیے سوراخ دلمین پھر بھی ہے آغوش مین
دانہائے سبحہ مین یہ قدر ہے زنار کی

چار آنکھین ہوتے ہی پس مین جب دل ملگئے
اب ہمارے آپ کے تکرار ہے بیکار کی

بے کھلے پژمردگی لکھی تھی جب تقدیر مین
کاش میرا دل کلی ہوتا تمھارے ہار کی

وہ ہے خلد عاشقان جان نثار ای زاہدو
جس گلی مین روز جانین جاتی ہین دو چار کی

گل کو کیا نسبت ہے میری غیرتِ گلزار سے
صرف بوے بیوفائی مین ادا ہے یار کی

حسن کی دولت حسینون کو متاعِ کبر ہے
چارہ سازی کر نہین سکتے کسی نادار کی

پند ہے بے سود ای ناصح مریضِ عشق کو
یہ غلط تدبیر سوچی ہے مرے تیمار کی

تیرِ مژگان کے کرین گے وار کیسے ترکِ چشم
کیون کمانین کھنچ گئین ہین ابروِ خمدار کی

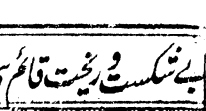
سرد حیرت مین کھڑا برسون سے ہے یہ سوچتا
کون سی مجھمین ادا ہے قامتِ دلدار کی

یاس مین امید بندھتی ہے سوالِ وصل پر
ہر ادا انکار کی تصویر ہے اقرار کی

بے شکست و ریخت قائم ہے ازل سے قصرِ عشق
یہ بنا ڈالی ہوئی ہے کون سے معمار کی



کیون کروں شمشاد مین اپنا کسیکو رازدار
دال کب گلتی ہے اوس گل کے یہان اغیار کی



حشر کیون برپا نہ کردے چال میرے یار کی
ہے قیامت ایک شوخی فتنۂ رفتار کی

سینۂ پُر داغ مین افسردہ میرا دل ہوا
وہ کلی مرجھا گئی جو ناک تھی گلزار کی

منکشف ہوتا ہے رازِ عشق خود معشوق پر
عشق سچا ہے تو کچھ حاجت نہین اظہار کی

بھولی بھولی شکل رکھکر دیتے ہو کتنے فریب
روح تم مین آگئی ای جان کس عیار کی

صرف نقدِ دل وہان کافی ہے عزت کیلیے
عشق کی سرکار مین پرسش نہین دینار کی

سانپ میرے سینے پر لوٹے وہ فوراً سنکے سے
اور سے زلفین بلائین آپ کے رخسار کی

مینے ناحق اونکی ضد پر ہاتھ اوٹھایا وصل سے
اونکو عادت پڑگئی ہر بات مین اصرار کی

ہچکیون نے اور بھی سینے مین دم اٹکا دیا
یاد کیون آئی تھین مجھ جان سے بیزار کی

تیسے چالین سیکھکے پامال کرتا ہے مجھے
ہے یہ اک ادنی شکایت چرخِ کجرفتار کی

دوستون پر کیون نہ کرتا اپنی حاجت آشکار
اُنکی جانچون مین ضرورت تھی اسی معیار کی

اب کہان ہے خانۂ دل جسمین ہون مہمان آپ
یہ بنا تو پہلے ہی سے آپنے مسمار کی

تھا جگر پر کچھ بھروسا اوسکو غم نے کھا لیا
کون سینے مین کرے پرسش دلِ بیمار کی

صحبتِ زاہد بھی ہوجاتی ہے رندونکو نصیب
راہ ہے مسجد سے ہو کر خانۂ خمار کی

مین ہون محوِ کوی جانان مجھسے کیا نسبت اونہین
فکر قیس و کوہکن کو وادی و کہسار کی

واہ کیا جرأت دکھائی میرے نورِ عجز نے
کعبۂ دل مین جگہ لیلی بتِ پندار کی

مرتے ہی دنیا کی ساری حسرتین رخصت ہوئین
رہگئی دل مین تمنا یار کے دیدار کی

اوسکے گھر سے خلد کو نسبت کچھ ای رضوان نہین
میرے دلپر نقش ہے صورت در و دیوار کی

آؤ رند و مین تمھارے ہاتھ اوب سے چوم لون
خوب ہی تمنے خبر لی واعظِ مکار کی

جسم و جان و عقل و ایمان نذرِ الفت ہو گئے
اس سے بڑھکر اب کوئی صورت نہین ایثار کی

کیا ہوا کیون مجھ سے مژگان شق ہوے اے چشم
ان بلا کے تیرون مین حاجت نہ تھی سوفار کی

اوس گلِ نوخیز کا شمشاد دست و خراب
جسکی آنکھون مین ہے مستی نرگسِ بیمار کی

سر مین اوس جانِ نزاکت کی دھمک ہوتی ہے
کیون مخملِ سیر مین غنچہ کی چٹک ہوتی ہے

یہی نفرت تو مجھے باعثِ شک ہوتی ہے
دیکھتے ہی مجھے کیون دور دبک ہوتی ہے

آستینون ہی مین تن ہوتی ہے سارنگی بھری
میرے ناخونمین بھی بجلی کی کڑک ہوتی ہے

دور دل اوسکے نظر پڑتے ہی اوس طرف کھنچا ہے
غم کے آنے کی جو محسوس دھمک ہوتی ہے

اس نزاکت کا برا ہو کہ چھبک غنچون کی
دم گلگشت اوسی تو پون کی شنک ہوتی ہے

بار ایا مین ترے ایسے اثر سے آہ
دل مین اوس جانِ نزاکت کی کسک ہوتی ہے

مین سمجھتا ہون یہی ہے شفقِ مہرِ شباب
اوٹھتے جوبن مین جو سرخی کی جھلک ہوتی ہے

شکل کیسی ہو مگر خون مین ہنگامِ شباب
ڈانک کیطرح تہ جلد دبک ہوتی ہے

وصل مین بھی نہین ہوتے کسی صورت بیباک
ان حسینون مین قیامت کی جھجک ہوتی ہے

دلِ عشاق مین گڑ جاتی ہے وضعِ دلکش
تیری سج دھج مین عجب نوک پلک ہوتی ہے

فتنۂ حشر اوٹھا دیتی ہے تیری رفتار
تیرے پازیب مین آفت کی جھلک ہوتی ہے

پھونکتی ہے دلِ عاشق کو گرا کر بجلی
کس ادا سے ترے تہمنو مین پھڑک ہوتی ہے

لاکھ دو لاکھ مین مین تاڑلون تیری رفتار
کہ تری چال مین اک خاص لچک ہوتی ہے

جو تجھین دیکھ کے ایمان بچا لیتا ہے
اوسی انسان مین بس روحِ ملک ہوتی ہے

تو جو لیتا ہے کبھی تان مین ای شوخ اوپچ
چوگنی لطف مین بائین کی کمک ہوتی ہے

وہی کرنیکے لیے ہوتے ہین دانا مجبور
تیرے دیوانے کو جس بات کی جھک ہوتی ہے

غم سے کسوقت نہین خاک پر آنسو گرتے
کب مری آہ نہین سر بفلک ہوتی ہے

کسطرح جلنے سے بچتے خرد و ہوش و حواس
سوزشِ دل مین جہان سوز نمک ہوتی ہے

بادۂ غم سے ہوا کرتے ہین عاشق سرشار
سامنے جب دلِ بریان کی گزک ہوتی ہے

سوزِ غم نے تری عاشق کی یہ حالت کر دی
دل ہے ایک آبلہ روز اوسمین تپک ہوتی ہے

نقش ہو جاتی ہے وہ لوحِ دلِ دانا پر
تیرے دیوانے کی وحشت مین جو بک ہوتی ہے

سیرِ گلزار مین شمشاد سے اک گل نے کہا
شورِ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

کیا چشمِ سخن گو نے لیا تجھسے سنا بھی
نظرون کا نشانہ کہین ہوتا ہی خطا بھی

مین جان سے بیزار ہوا آتی نہین مجھ تک
چلتی ہی عجب ناز سے شمشیرِ قضا بھی

جب آنکھ لڑاتے ہو ملا لیتے ہو دل کو
تم آپ نرالے ہو نرالی ہے ادا بھی

ای اہلِ نظر مجھکو حقارت سے نہ دیکھو
مین ننگِ خدائی ہون مگر شانِ خدا بھی

آیا جو دمِ نزع وہ سرمایۂ لذت
اس موت کی تلخی نے دیا مجھکو مزا بھی

مانا کہ نہ موڑین گے دلِ دادہ تسلیم
اے بانیِ جور و ستم اک وزو وفا بھی

انسان کو درپیش ہی جب راہ عدم کی
کیا فائدہ کچھ روز جو دنیا مین جیا بھی

عشاق مین معشوق معشوقون مین عاشق
مجھسا کوئی مخلوق زمانے مین ہوا بھی

جسمین نہین ہوتا ہی ترے حسن کا مذکور
وہ بات تو بھاتی ہی نہین مجھکو ذرا بھی

مین سر بگریبان ہون وہ آتی نہین لب تک
محجوب ہے کیا میری طرح میری دعا بھی

اے برقِ تجلی ترے قربان بتا دے
کچھ خرمنِ ہستی سے مرے آج بچا بھی

اک بوسہ وہ دیکر مجھے کر دیتے ہین بیتاب
انعام جو دیتے ہین تو کرتے ہین سزا بھی

ٹھنڈی کرون آنکھین کہ مرے لوٹون لپٹ کر
شفاف شبِ ماہ ہے ٹھنڈی ہے ہوا بھی

کیونکر نہ شبِ وصل وہ کھل کھیلتے مجھسے
شوخی سے متانت بھی ہوئی مات حیا بھی

اوس پنجۂ رنگین سے مرا دل ہی نہین خون
پامال ہوا کرتی ہے ہر روز حنا بھی

تنہا نہین ملتا ہے کبھی لطفِ شبِ ماہ
ہو سیر مین ہمراہ کوئی ماہ لقا بھی

لب ہی نہین مژگان سے سیئے چینِ جبین نے
باندھے ہے مرے ہاتھ کو وہ زلفِ دوتا بھی

اک بوسہ اگر دوگے تو احسان ہی کیا ہے
دل لیکے عوض مین مجھے کچھ تمنے دیا بھی

حل مینے کیا خوب ہی الفت کا معما
اک عمر تک اسکا مجھے خلجان رہا بھی

بیجا ستم و جور کوئی اور سہے گا
اے بت یہ سمجھ لے کہ مین رکھتا ہون خدا بھی

کیا نام کیا ہے چمنِ دہر مین تم نے
شمشاد تو ہو رکھتے ہو کچھ نشو و نما بھی

تم جو آمادہ ہو جفا کے لیے
دل مرا پھیر دو خدا کے لیے

اب بھی ہے غیر مدعیِ وفا
منتخب مین ہوا جفا کے لیے

یاس نے آس اسطرح توڑی
ہاتھ اوٹھتے نہین دعا کے لیے

اونکو ضد ہے کہ ہم سنین گے نہین
مین مُصِر عرضِ مدعا کے لیے

کھل گیا رازِ دلبری سب پر
گواہ نہون نے نظر بچا کے لیے

ہو گئے اوچھے اوچھے ہاتھ نپر
والبِ زخم مرحبا کے لیے

اپنی شوخی سے ڈرتے رہیے آپ
ہے حریف آپکی حیا کے لیے

خون عاشق مین رنگیے اپنے ہاتھ
کیے کیون غیر سے حنا کے لیے

یون جلایا رقیب کو مینے
اونکے بوسے دکھا دکھا کے لیے

پیشِ داور اد ٹھائیگا قاتل
لاکھ حیلے مری قضا کے لیے

چارہ گر ڈھونڈھنا ہے نادانی
مرضِ عشق لادوا کے لیے

جمع اضداد اسکو کہتے ہین
ہے بقا عالمِ فنا کے لیے

سخت بدنام ہوگئے شمشاد
اک گل اندام دلربا کے لیے

ہزارون ہین نازوادا کرنے والے
ہمین اب نہین دل فدا کرنے والے

جو کونین سے ہاتھ اوٹھائے ہوئے ہین
تمھین پر ہین دل مبتلا کرنے والے

جفا کہہ رہی ہے مین قربان تم پر
سلامت رہو تم وفا کرنے والے

عداوت کا اتمام موقوف اون پر
محبت کی ہم انتہا کرنے والے

اوتر جائینگی دل مین اونکی نگاہین
یہ ناوک نہین ہین خطا کرنے والے

تمھین وصل کا لطف کہونے سے مطلب
تم ایسے کہان کے حیا کرنے والے

شکایت کرینگے تو تم سے کرینگے
نہین غیر سے ہم گلا کرنے والے

کسی پاؤن کی ٹھوکرین کھا رہے ہین
وہی سجدۂ نقشِ پا کرنے والے

شبِ وصل ہین آپ کے نازِ بیجا
مرے لطف کو بے مزا کرنے والے

تمھارے سے انداز غیرون مین کب ہین
دلِ زار کے مبتلا کرنے والے

مریضِ محبت ہون اچھا نہون گا
مسیحا اگر ہون دوا کرنے والے

سبکدوش ہوتے ہین ہم جان دیکر | نہین آپ وعدہ وفا کرنے والے



کبھی ہم بھی شمشاد تھے اس چمن مین
کسی گل کی مدح وثنا کرنے والے



مرے پہلو ہی سے جانسوز صدا آئی ہے | دل نے تکلیف محبت مین کوئی پائی ہے
کون گوشے مین چھپی تیری مسیحائی ہے | نازکرتی ہوئی کیون میری قضا آئی ہے
آپکی زلف گرہگیر کا شیدائی ہے | ایک خلقت جسے کہتی ہے کہ سودائی ہے
جگری داغ سے دل لالۂ صحرائی ہے | جوہری حسن کا ایک سکا تماشائی ہے
ہمسری کی جو مرے خون سے شوخی کے سبب | دست بستہ ترے ہاتھونکی حنا آئی ہے
عشق اگر جرم نہین عاشق محزون کے سوا | کسنے بے جرم زمانے مین سزا پائی ہے
تیری صورت نے مٹایا وہ خیال اغیار | عین محفل مین بھی حاصل مجھے تنہائی ہے
اونکے اعضا کے جو کرتا ہون تفصیل اوصاف | کہتے ہین تیری نظر ایک ہی ہرجائی ہے
حسن ہی حسن نظر آنے لگے گا ہر سو | اپنے عیبون کو ذرا دیکھ جو بینائی ہے
دل کسی حال مین تجھسے نہین کرتا ہی خلاف | عشق سے اسنے جو تعلیم ادب پائی ہے
قابل شکر ہے فیاض ازل کی ہر چیز | مگر اک دل یہ عجب شی مرے ہاتھ آئی ہے
جسکی بیساختگی مین ہو بلا کا جوبن | کب وہ منت کش اسباب خود آرائی ہے
اوسطرف لاکھ ادائین ہین ہراک تاب شکن | اسطرف ایک مرے دل کی شکیبائی ہے
ذرے ذرے سے نمودار ہے تیری وحدت | عین کثرت مین عیان جوہر یکتائی ہے
مجھکو معلوم نہین اور طریق طاعت | تیری چوکھٹ ہے مری ناصیہ فرسائی ہے
شہرت وعزو تسلط نہین آثار خرد | بے تعلق رہے دنیا سے یہ دانائی ہے

دل ملے ہین تو سر بزم ہمارے اونکی
آنکھین لڑتی ہین عجب معرکہ آرائی ہے

کس متانت سے ہے دل مشقِ وفا مین مصروف
جیسے اک شوخ جفاکار کا شیدائی ہے

راہ مین نقشِ قدم تک بھی ہین مسجود انام
تیری چوکھٹ ہی نہین وقفِ جبین سائی ہے

اپنی ہی سانسون سے پامال ہون لیکن دل مین
عشق کا زور ہے الفت کی توانائی ہے

خام ہے عشق اگر کچھ ہو خیالِ ناموس
باعثِ عزتِ جاوید یہ رسوائی ہے

میرے آرام کی باقی کوئی صورت نہ رہی
جیسے وہ شکلِ دلاویز نظر آئی ہے

دو ہی فقرہ نہین وہ ای گل تجھے لایا گھر تک
کم نہین سحر سے شمشاد کی گویائی ہے

بعد مدت کے جو حاصل ہوئی تنہائی بھی
ساتھ ہی ساتھ مری ہو گئی رسوائی بھی

مین نے مانا کہ مسلم ہے تری یکتائی
پھر بھی مشہور جہان ہے تری رعنائی بھی

تجھسے شرمیلے سے کرتے ہین تجھی کو وہ طلب
کیسے بیباک ہین اے جان تمنائی بھی

تیرے دیدار سے افسوس ہے وہ بھی محروم
حُسن مین خود جو تماشا ہے تماشائی بھی

آہ سے دل نہ دکھا اے دلِ نادان اون کا
کام آئیگی کسی روز شکیبائی بھی

رات جاگے ہو جگایا ہے نصیب دشمن
یہ جماہی ہی نہین کہتی ہے انگڑائی بھی

آپکو دیکھکے سب ہو گئے اوسکے قائل
فرد ہے عشق مین اب آپکا شیدائی بھی

جی کے پھر کشتۂ اعجاز مین ہو جاتا ہون
تنگ ہے میرے مسیحا کی مسیحائی بھی

عاشقِ رخ ہون وہ بلبل ہی کہا کرتے ہین
زلف کے پاس سے کہدیتے ہین سودائی بھی

نقد دل لیکے وہ دیتے نہین اوسپر ہے لطیف
بیدلون سے وہ لکھا لیتے ہین بھر پائی بھی

سادگی دیکھیے اوس شوخ سے کہدی مینے
راہ کی بات جو دل نے کبھی سمجھائی بھی

عشق ہی کے نہین کچھ اسنے چھڑائے چھکے
بات ہے حسن خدائی سے خود آرائی بھی

کس بنا پر مری وحشت مین نظر آئے کمی
آپنے میری طبیعت کبھی بھلائی بھی

نہین کرتے ہین کبھی بندہ نوازی کی نظر
دیکھتے ہین وہ مری ناصیہ فرسائی بھی

تو جو آوارہ رہی دسے نکلکر اے آہ
چھاؤن تاثیر کی تو نے کہین کچھ پائی بھی

کھل گیا حضرتِ یعقوبؑ کے افسانے سے
تابعِ حسن ہے عشاق کی بینائی بھی

آخر اوس سروِ گلِ اندام کو لائی ڈھب پر
کام آجاتی ہے شمشاد کی گویائی بھی

حیا کے پردے مین تیری ادا فوج بلا لائی
شبِ وصل آئی لیکن ساتھ پیغامِ قضا لائی

کلیجہ کھینچکر لب تک مری آہِ رسا لائی
مگر ای بیخبر تجھکو نہ لے آئی تو کیا لائی

نہین ممکن کہ میرے چارہ گر کا وہم بھی پہونچے
جہان جاکر طبیعت روگ الفت کا لگا لائی

سمجھکر مجھکو دیوانہ وہ پہونچانے چلے آئے
مری تقریرِ بے معنی اونہین گھر تک لگا لائی

نہ لطف آیا ترے کپڑونکی بھینی بھینی خوشبو کا
صبا بہر پھول سے جاکر شمیم جانفزا لائی

قیامت کا سفر تو ہینے سوتے سوتے کاٹا ہے
لحد کی پہلی منزل تک قضائے تیز پا لائی

ہزارون سوتے فتنے ہر طرف سر نیتے اوٹھے
قیامت میرے سر پر وہ ادائے دلربا لائی

گئے جب بیٹھکر وہ مین بھی کھینچ بیٹھا وہ آپ آئے
تعجب ہے کہ میری بے رخی اونکو منا لائی

نیازِ عاشقان معشوق را در ناز می آرد
مصیبت ساری مجھپر میری ہی فرطِ وفا لائی

مرے مرنے کا کچھ اونکو بھی غم ہے تب تو کہتے ہین
بلائے تازہ مجھپر آج تاثیر دعا لائی

مناتے ہین وہ مجھکو روٹھکر مین کیون نہین منتا
طبیعت نازِ محبوبی مگر اونسے اوڑا لائی

طبیعت کی یہ گستاخی ہو یا اخلاص تم جانو
نتیجہ حسنِ عمل کچھ تحفۂ جرم و خطا لائی

شبِ فرقت جو میرے دل مین سوزِ درد پنہان تھا
اوسیکا ایک پرتو تا لبِ روز جزا لائی

گلو مین یہ نتھی قدرت کہ اوسکا رنگ اڑا لاتے
مگر تو کیون نہ بوی یارا سے بادِ صبا لائی

شکایتہائے بیجا کا کیا تھا حرص نے خوگر
بھلا ہو شرم کا جو مجھ مین تسلیم و رضا لائی

نہ کرتے کیون نچھاور نقدِ جان ہم خیر مقدم مین
ہمارے خون کا محضر تری گلگون قبا لائی

دلایا یاد اوسنے یار کے دیدار کا وعدہ
قیامت ہجر درد دلا دوا کی کچھ دوا لائی

مری قسمت کی خوبی رہزنون نے رہبری کر دی
بتون کی بیوفائی جانبِ یادِ خدا لائی

بہت توڑی گئی پیسی گئی باندھی گئی پھر بھی
نہ رنگِ خون عاشق تیرے ہاتھون کی حنا لائی

نہ اوکھڑے پاؤن میدانِ وفا مین میری ہمت کے
مصیبت پر مصیبت آپکی فوجِ بلا لائی

ہدایت ہوشیاری کی تو کیون کرتا ہی ای ناصح
مجھے مستی ہی سیرِ عالمِ بالا دکھا لائی

گلہ ہر گل کو تھا شمشاد کی گستاخ دستی کا
مگر پیری اونہین بھی موکشان سوی حیا لائی

بظاہر کنزِ مخفی تھا ترا رازِ درون ای گل
مگر شمشاد کی فکر رسا اوسکو اوڑا لائی

جو تو یہ سے تھے پارسا ہونیوالے
وہ ہین رندون کی پیشوا ہونیوالے

بلا سنتے مین منتخب جو ہوئے ہین
وہ ہین آپ کے مبتلا ہونیوالے

دیت مین بھی تمسے جفا چاہتے ہین
تمھارے شہیدِ وفا ہونیوالے

حیاتِ ابد کی نہ پائین گے لذت
ہلاکِ غمِ ماسوا ہونیوالے

وہ کھینچے ہوئے تیغ عریان ہین کہتے
کہان ہین ہمارے فدا ہونیوالے

گرے اشک عشقِ مجازی مین ناحق
یہ موتی تو تھے بے بہا ہونیوالے

مری جان کی بیوفائی بھی دیکھین
کہان ہین وہ محو جفا ہونیوالے

نہین چاہتا مین عوض جان و دل کا
یہ قرضے نہین ہین ادا ہونیوالے

وفا مین بچھوڑا کوئی مینے پہلو
ستم سب ہین مجھپر بجا ہونیوالے

نہین حور و غلمان کی رکھتے تمنا
ترے جان و دل سے فدا ہونیوالے

کبھی ہم بھی شمشاد تھے مثل بلبل
چمن مین گلون پر فدا ہونیوالے

وہ بھی ہے تمنا جو مرے دل مین نہین ہے
وہ بھی ہے ستم جو دلِ قاتل مین نہین ہے

وہ بات نہ کہنا جو ترے دل مین نہین ہے
جو حق مین ہے لذت کبھی باطل مین نہین ہے

میرے دلِ مجروح سے پوچھے کوئی لذت
یہ کون کہیگا کہ نمک تل مین نہین ہے

اک رشتۂ الفت ہے فقط اوسکے گلے مین
دیوانہ ترا طوق و سلاسل مین نہین ہے

کیون قیس کو نظارۂ لیلی مین نہو شک
جز تارِ نظر پردۂ محمل مین نہین ہے

دریاؤن سے سنتے مرے اشکونکی روانی
افسوس طلاقت لبِ ساحل مین نہین ہے

فوارے کا کیا خاک تمھین لطف دکھاوے
اک بوند لہو کی رگِ بسمل مین نہین ہے

تم دل مین رہو یا مری آنکھون مین سماؤ
وہ ماہ نہین جو کسی منزل مین نہین ہے

بے آپ کے کب مجمعِ عشاق ہے ممکن
پروانے کہان شمع جو محفل مین نہین ہے

تسکین یہ کہکر مجھے دیتی ہین بلائین
انسان نہین جو کسی مشکل مین نہین ہے

جنت مین تو بھر اور مزے ہونگے ستم کے
جب رحم کسی حور شمائل مین نہین ہے

بھر دے تو اسے گوہرِ تسلیم و رضا سے
جز نامِ خدا دامنِ سائل مین نہین ہے

نقشِ ستم و جور نظر آتے ہین لاکھون
تعویذ وفا تیری حمائل مین نہین ہے

مینے اوسے دیکھا ہے ابھی قیس کے دل مین
کیا غم ہے جو لیلی کسی محمل مین نہین ہے

بدظن مری جانب سے نہ ہو جائیے للہ
جو آپ ہین سمجھے وہ مرے دل مین نہین ہے

اللہ سے ڈرتا ہون بتون سے ہون ہراسان
کچھ فرق ہی گویا حق و باطل مین نہین ہے

جس سے ہو رسائی کبھی اوس چاہ ذقن تک
جادو کوئی ایسا چہ بابل مین نہین ہے

اوسکی مین خوشامد مین کرون کسلیے تعریف
جس بات کی قدرت ہی مری دل مین نہین ہے

کردے جو مجھے جوش مین سیراب شہادت
وہ آب ذرا خنجر قاتل مین نہین ہے

اے جان کبھی بھول کے بھی مجھسے نہ کرنا
جس وعدے کا کچھ پاس تمھے دل مین نہین ہے

کرتے ہو مجھے اور رقیبون کو برابر
کچھ تمکو تمیز اب حق و باطل مین نہین ہے

کیون خوش نہو شمشاد کے نالون سے وہ گلرد
لذت یہ کبھی شور عنادل مین نہین ہے

یہ تو تقدیر کی خوبی تھی کہ رہبر نہوئی
اے صبا تو بھی مرے حق مین پیمبر نہوئی

عمر بھر آنکھون کو ناسور بنائے رکھا
دل کے پھوڑے کو کبھی حاجت نشتر نہوئی

وہ یہ کہدین گے کہ عشق دُر دندان معلوم
بوند آنسو کی اگر غیرت گوہر نہوئی

تیرگی شب اندوہ نے اندھیر کیا
روز محشر بھی مجھے صبح میسر نہوئی

نحن اقرب تو ہی ادنی سی عنایت اونکی
مین نے وہ بات سنی جو مجھے باور نہوئی

روز افزون تری الفت نرہے کیا معنے
حسن کی حد تری صورت مین مقرر نہوئی

جس سے اک خلق کا دل تمنے لبھا رکھا ہے
وہ عنایت کی نظر کیون کبھی مجھپر نہوئی

دار ابرو کے سے پھر بھی سسکتا ہی رہا
طائر جان کو دو دم تیغ بھی شہپر نہوئی

جان تمکو بھی کسی روز کہا تھا مین نے
جان اسوا سطے مجھکو کبھی دو بھر نہوئی

مینے خورشید صفت کی وہ صفائی حاصل
روح میرے تن خاکی مین مکدر نہوئی

کہتے ہوا سمین کرونگا دلِ وحشی کو اسیر
پھر یہ زنجیر ہوئی زلف معنبر نہوئی

سنگِ در سے بھی سوا سر کو مین سمجھا بدتر
جب نصیب اوسکو تری پاؤن کی ٹھوکر نہوئی

بوسۂ لب سے کسی طرح مرا جی نہ بھرا
تشنگی دور سرِ ساحل کوثر نہوئی

ہجر مین تھا جو تڑپنے کا ہمیشہ خوگر
دل کو تسکین شبِ وصل بھی دم بھر نہوئی

میری آہون کے دھوین سے تھے فرشتے نالان
آنکھ اوس شوخ کی اسپر بھی کبھی تر نہوئی

دیکھتا مین بھی ذرا ایک روش کی رفتار
گردشِ چرخ مرے پاؤن کا چکر نہوئی

کر دیا آنکھ لڑاتے ہی مجھے دو ٹکڑے
پھر بھی وہ ترچھی نظر کاٹ مین خنجر نہوئی

تو نے وہ رنگ حریفون کے اوڑائے ای شوخ
تیری تصویر کبھی تیرے برابر نہوئی

کیا کہون کسنے بنایا مجھے بیدل دمِ دید
کون سی تیری ادا تھی جو وہ دلبر نہوئی

وصل مین بھی وہ گل تر نہ گلے سے لپٹا
میری پوشاک کسی روز معطر نہوئی

جامۂ تن کو بھی کیون چاک دم نزع کیا
جانِ شمشاد اگر بوئے گلِ تر نہوئی

تجھسے غفلت مجھے دم بھر نہوئی
دید اسپر بھی میسر نہوئی

ہم جسے کھیل سمجھتے تھے وہ بات
دعوے پر کرنے سے اکثر نہوئی

کر دیا اسنے نکما مجھکو
پھر بھی الفت مجھے دوبھر نہوئی

شغل اعضا شکنی تن کا ہے
اس سے فرصت مجھے مر کر نہوئی

دل کے پھوڑے کی ٹپک مین افسوس
نگہِ ناز بھی نشتر نہوئی

اونکے پیغام سے کیا خوش ہوتا
بات ایسی تھی کہ باور نہوئی

نخلِ الفت مین بجز دردو الم
کوئی شاخ اور ثمر ور نہوئی

ہو شب وصل کہ ہو روز وصال — انکی تاریخ مقرر نہوئی
رام ہوتا بھی تو کیونکر وہ غزال — مجھکو صحبت ہی میسر نہوئی
بارِ خاطر ہین زمانے کو ہمین — کُل خدائی اسے دوبھر نہوئی
نام زد مین تری الفت مین ہوا — غیر سے جب یہ مہم سر نہوئی
کیا ملے وصل کی راحت اوسکو — جسکو تکلیف میسر نہوئی
وصف گیسو مین پریشانی سے — غلطی بال برابر نہوئی
کیون نہ تدبیر بھٹکتی پھرتی — میری تقدیر ہی رہبر نہوئی

تم گل تر ہو تو شمشاد ہون مین
جوڑ کیا اب بھی برابر نہوئی

جنکو تقدیر کی خبر نہوئی — اونکو راحت بھی عمر بھر نہوئی
کب دُکھا دہر مین کسیکا دل — کب مری آنکھ غم سے تر نہوئی
سینے سے دل کے پار جاتی ہے — یہ تو برچھی ہوئی نظر نہوئی
کب نہ تارے نمود دن کو ہوے — کب مری آہ پُر شرر نہوئی
غم کونین کا اوٹھایا بار — پھر بھی دوہری مری کمر نہوئی
داغ دل سے جو ہٹ گیا خورشید — روز محشر کی دوبھر نہوئی
کب مرا دل نہین ہوا پامال — کب تری چال فتنہ گر نہوئی
تھک کے تاثیر ہو گئی تابع — جب مری آہ بے جگر نہوئی
دل نے پوشیدہ اونسے کر لی راہ — مجھکو الفت کی کچھ خبر نہوئی
وہ اوٹھے اور جل گیا دشمن — شکر ہے آہ بے اثر نہوئی

دل کو پامال کرکے کہتے ہین — چال وہ کیا جو فتنہ گر نہوئی
میری آنکھین جو فرش تھین سرِ راہ — آئے تم غیر کو خبر نہوئی
چبھ گئے دل مین تیرے موے مژہ — مجھکو تکلیف بال بھر نہوئی
صرف آنسو بہا دیے دو چار — شمعِ تربت بھی نوحہ گر نہوئی

آندھیان نالون سے اوٹھین شمشاد
اوس گل تر کو کچھ خبر نہوئی

جس گلی مین حکمِ قتلِ عام ہے — اوسمین جانا روز میرا کام ہے
طعن ہے تشنیع ہے الزام ہے — میری خدمت کا یہی انعام ہے
بھولون مین کسطرح ای ناصح اوسے — میرے دل پر نقش جسکا نام ہے
صبحِ محشر اوس سے تھرا جائیگی — میرے غم کی وہ ڈرونی شام ہے
ای بتِ پندار اگر تو دل مین ہے — کفر سے بدتر مرا اسلام ہے
کیا بتاؤن مین تمھین اسکا مآل — عشق کا آغاز ہی انجام ہے
وصل کی امید کچھ کچھ بندھگئی — آشتی پر وہ بتِ خودکام ہے
جسکو ہے کچھ قدر تیرے حکم کی — اوسکو تو دوزخ مین بھی آرام ہے
نیکنامی جسنے دیکھی ہی نہین — وہ تمھارا عاشقِ ناکام ہے
مجھکو ہے سودائے زلفِ عنبرین — چارہ گر کیا سمجھے ہین سرسام ہے
نزع مین ہون دیکھ جا اے چارہ گر — اب مرا یہ آخری پیغام ہے
دو قدم دنیا سے ہے عقبے کا ملک — منزلِ گورا سمین پہلا گام ہے
مین ہون دل کا اک غلامِ زرخرید — دل تمھارا بندۂ بیدام ہے

ناچتے ناصح بھی ہین تنگی کا ناچ
میری محفل مین وہ دورِ جام ہے

کس سے مین چکر مین دون اپنی مثال
کون وقفِ گردشِ ایام ہے

عشق کی ابجد ہی مین یہ گھل گیا
خوب اس آغاز کا انجام ہے

کیا کہون آرائشِ قصرِ لحد
چادرِ مہتاب فرشِ بام ہے

مجھ پر اپنی خاکساری سے کھلا
انکساری قابلِ اکرام ہے

کون گل شمشاد سے واقف نہین
عاشقون مین وہ بہت بدنام ہے

آج کچھ نالون سے ہنگامہ سوا ہوتا ہے
خانۂ دل مین ذرا دیکھو تو کیا ہوتا ہے

دل کا آنا ہی مری جان بُرا ہوتا ہے
پھر تو جو کچھ سہے عاشق وہ بجا ہوتا ہے

جلوۂ یار مین جو شخص فنا ہوتا ہے
اوسکا اندازِ محبت ہی جدا ہوتا ہے

عشقِ گیسو کا ہر اک پیچ بلا ہوتا ہے
اس بلا سے کہین انسان رہا ہوتا ہے

کیون نہ دل دینے کا لوگون سے گلا ہوتا ہے
کچھ محبت کا بھی حق تمسے ادا ہوتا ہے

اصل کو چھوڑ کے ہر ذرہ فنا ہوتا ہے
جو شرر آگ سے اوٹھتا ہے وہ کیا ہوتا ہے

یہی انسان جو ہے خاک کا پتلا مشہور
جوشِ رفعت مین کبھی عرش رسا ہوتا ہے

کسطرح سمجھے کوئی اصلِ حقیقت اوسکی
جو ترا کام ہے وہ ہوش ربا ہوتا ہے

لاکھ تدبیر سے مٹتی نہین تحریر جبین
ہو کے رہتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

آگیا جب مرے قابو مین دلِ نازِ سرشت
اب ترے لطف و مدارات سے کیا ہوتا ہے

کیا بتاؤن مین تجھے اوس کے ستم کی راہین
جسکے ہر لطف مین اندازِ جفا ہوتا ہے

ملنے جلنے کا ذرا سمین نہین ہوتا دخل
دل کے آجانے کا انداز جدا ہوتا ہے

ہو کے حیرت زدہ تاثیر بھی تکتی ہے منہ
جب ترا شیفتہ مصروفِ دعا ہوتا ہے

لاکھ تدبیر سے اوسکو نہین ملتی عزت
جب کوئی آپکی نظرون سے گرا ہوتا ہے

نزع مین تو جو عیادت کیلیے آ پہونچا
اب اجل لاکھ ستم ڈہائے تو کیا ہوتا ہے

میرے دعوے کو اگر داورِ محشر نے سنا
ختم اک فیصلہ مین روزِ جزا ہوتا ہے

دامِ گیسو مین نہ لائین اوسے جبتک صیاد
طائرِ دل بھی کہین رشتہ بپا ہوتا ہے

تیرے ہاتھون سے سن اے غیرتِ ابنِ مریم
زہرِ قاتل بھی مرے حق مین شفا ہوتا ہے

کنگھی چوٹی کی شبِ وعدہ اونھین کیون سوجھی
ای مرے دل کی کشش دیکھ یہ کیا ہوتا ہے

ایک سے ایک سوا ہوتے ہین تقدیر مین پیچ
عشقِ گیسو بھی حقیقت مین بلا ہوتا ہے

وصل کے لطف مین لذت ہے مگر سچ ہے یہی
دردِ فرقت مین کہین بڑہکے مزا ہوتا ہے

اس حیا کا ہو بُرا مجھسے جو وہ سنتے ہین
آکے کہدیتی ہے چپکے سے یہ کیا ہوتا ہے

چپ اگر بیٹھون تو مغرور بناتا ہے وہ شوخ
اور کچھ بولون تو جھنجہلا کے خفا ہوتا ہے

نام اللہ کا رہتا ہے لبون پر جاری
کام انسان کا جسوقت رکا ہوتا ہے

مست کردیتی ہے شمشاد کو ای گل ہر تان
جب کبھی باغ مین تو نغمہ سرا ہوتا ہے

صلح ہوتی ہے کہ ہنگامہ سوا ہوتا ہے
اوسکے گھر جاکے ذرا دیکھون تو کیا ہوتا ہے

سبز رنگونکی مجت نے یہ باندہا ہے طلسم
زخم بھرنے نہین پاتا کہ ہرا ہوتا ہے

کس سے کرتے ہین وہان جور و جفا کی تعبیر
ظلم کا نام جہان مہر و وفا ہوتا ہے

لطف دیجاتی ہے ترویدہ بیانی اوسکی
جسکا دل گیسوِ پیچان مین پھنسا ہوتا ہے

مین تو لاکھون مین کہون صاف یہی ڈنکا ناز
کبھی شوخی ہے کسی روز حیا ہوتا ہے

بیخودی کا یہ کرشمہ ہے انا الحق کیسا
کہین انسان بھی دعوی سی خدا ہوتا ہے

دہنِ زخم سے کہتے ہین ترے کشتۂ ناز
جان ادا لیتی ہے بدنام قضا ہوتا ہے

دل سے دل ملنے مین کچھ بھی نہین باقی رہتا
لب سے لب جب کہین خلوت مین ملا ہوتا ہے

تاڑ لیتی ہے اوسے بھی تری جادو نظری
گوشۂ دل مین جو ارمان چھپا ہوتا ہے

وصل مین کہتی ہی شوخی سے متانت اونکی
تو نہ مانیگی تو لے خونِ حیا ہوتا ہے

اوسکے اوٹھتے ہی نہین عالمِ تجرید مین پاؤن
جو کوئی بار تعلق سے دبا ہوتا ہے

اوسکو ناداں سمجھ لیتے ہین ہے جہل متین
ایک ڈورا رگِ جان کا جو لگا ہوتا ہے

آپ ہی کہیے کہ عاشق کرے کسطرح تمیز
ہر ستم آپکا ہمرنگِ ادا ہوتا ہے

کچھ ٹھکانا ہے اس اندھیر کا اے مذہبِ عشق
جو ستم وہ کرین وہ اونکو روا ہوتا ہے

سوچ اے قاتلِ نافہم کے دستِ رنگین
خونِ بسمل سے خجل رنگِ حنا ہوتا ہے

دل کو سینے مین حسینون کے ہلاتا ہے یہی
نالۂ عاشقِ کاملِ وہ رسا ہوتا ہے

کبھی کہتے ہین وہ دیوانہ کسیدن مجنون
ایک القاب ہمین روز عطا ہوتا ہے

کور مجھ رند سے واعظ کی دبی ہے ایسی
میرے آتے ہی وہ منبر سے ہوا ہوتا ہے

جس جگہ ہوتی ہے اقبال کی آمد بہیم
سایۂ بوم وہان ظلِّ ہما ہوتا ہے

غیر ممکن ہے مرے سامنے آجائے رقیب
میری اک گھڑکی مین پیشاب خطا ہوتا ہے

کیون نہ چھا جاے خزان اب چمنِ ہستی پر
اک گل اندام سے شمشاد جدا ہوتا ہے

اب نہو گا مرے بدخواہ کو غم اور کوئی
یار کرتا ہی نہین تازہ کرم اور کوئی

کیجیے چھیڑ کے اسباب بہم اور کوئی
ظلم ہو اور کوئی تازہ ستم اور کوئی

ابر دون ہی سے جو ہوتا ہے مرا کام تمام
آپ کیون ڈھونڈھتے ہین تیغ دودم اور کوئی

ربط باہم کے نہ سامان مین آجائے کمی
نہ سہی لطف و کرم جور و ستم اور کوئی

آپ ملتے ہین رقیبون سے تو ملیے اچھا
ڈھونڈھ لینگے کہین معشوق بہم اور کوئی

ہم تو نقش کف پا بنکے نہین ملنے کے
تیرے کوچے سے اوٹھائینگے قدم اور کوئی

کھاتے ہو اپنی صفائی مین مرے سر کی قسم
بس بس اب چپ رہو یا کھاؤ قسم اور کوئی

تنگ ہستی سے ہوے عشق دہن کر بیٹھے
اس سے بہتر ہی نہتی راہ عدم اور کوئی

ہم تو جان اپنی سمجھتے ہین خدا شاہد ہے
کہتے ہونگے تمھین اے یار صنم اور کوئی

جان دی جسکے لیے او سکے تو آنسو نہ گرے
کیون کرے اب مرے مرجانیکا غم اور کوئی

کل جو خوش تھے تو ہمین ہم تھے تمھارے دل مین
آج بگڑے ہو تو بس ہو گئے ہم اور کوئی

ہم تو کر لیتے ہین دل ہی مین زیارت تیری
جاتے ہونگے طرف دیر و حرم اور کوئی

اونکی شرمیلی اداؤن کی حمایت مین ہون مین
مجھپر اب کر نہین سکتے وہ ستم اور کوئی

میرے دشمن سے یہ کیون زہر اوگلواتے ہو
کیا مرے قتل کے قابل نہین سم اور کوئی

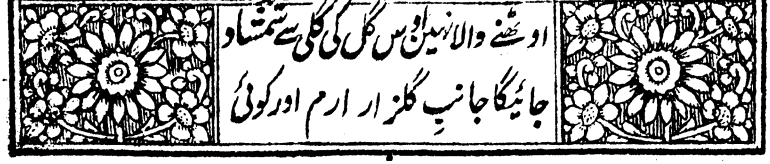
مین ہون غم دوست مگر پھر بھی یہی کہتا ہون
جز غم یار نہو دل مین الم اور کوئی

کیا کہون دلکی مصیبت شنوائی ہے محال
مین تو گونگا نہین لیکن ہے اہم اور کوئی

آپ مجھ عاشق صادق کو نہ سمجھین ایسا
جسطرح آپکو دیتے رہے دم اور کوئی

پہلے اُس مین برابر رہین رعنائی کے
رحم بھی اور کوئی ہو جو ستم اور کوئی

ہم تو ہل سکتے نہین نقش کف پا کیطرح
دوڑ کر آپ کے اب لینگے قدم اور کوئی



جو آئے ہو تو کچھ بیٹھو یہ جانے کی ابھی کیسی
عدو کا پاس کیسا اور ایسی بے بسی کیسی

مصیبت عشق کی مجھپر یکایک آپڑی کیسی
مرے دعوی آزادی کی دولت لٹ گئی کیسی

کسیکو دل کے دینے مین ہمین اب بسی کیا ہے
ہمارے دشمنون سے آپ نے کی دوستی کیسی

دکھاتے ہین وہ پردے مین حجاب اپنا بناظہور اپنا
اندھیری رات کیسی اور چھٹکی چاندنی کیسی

جو پیچ پوچھو تو یہ سارے کرشمے ہین مُن تو کے
ہماری دوستی کیا اور اونکی دشمنی کیسی

مگر کمھلا چلا تھا تختہ میرے دل کے داغون کا
لگا دی دونون آنکھون نے یہ آنسو کی جھڑی کیسی

ہماری جب کوئی ہستی نہ اونکے سامنے ٹھہری
ہمارے ساتھ اونکی جنگ کیسی آشتی کیسی

ترا دستِ ستم بڑھکر یکایک کیون نہ رُک جاتا
سفارش پر تُلی بیٹھی تھی میری بیکسی کیسی

نیاز و ناز کی آپس مین ساری جلوہ سازی ہے
ہماری دلدہی کیسی یہ اونکی دلبری کیسی

طبیعت کے تلون نے یہ سب نقشے جمائے ہین
جہان ہے شانِ یکرنگی وہان یکرنگی ہی کیسی

وہ مجھ تک آتے آتے رُک گئے کیون کوے دشمن مین
مرے دل کی کشش نے وقت پر کردی کمی کیسی

ہمارے ہاتھونکی گستاخیان مانا کہ بیجا ہین
تمھارے جوبنون کی آخر اتنی سرکشی کیسی

نگاہِ شوق کو جلتے جو برقِ حسن سے دیکھا
تمھاری لف گالون پر یکایک آپڑی کیسی

اگر تم میرے دل لینے سے صاف انکار کرتے ہو
تمھاری ہر ادا مین ہے یہ شانِ دلبری کیسی

مذاق آپس مین ہو لیکن رہے حفظِ مراتب بھی
کسیکی جسمین ہو تو ہین ایسی دلگی کیسی

سُن ای شیرین ادا فرہاد کا مین دل سے قائل ہون
ہوئی جب زندگی تلخ اوسنے کرلی خودکشی کیسی

وہی تو ہے کہ تجھپر ہر طرح مجھکو بھروسا تھا
بتا اے میرے دل آخر یہ تیری خودسری کیسی

اگر تجھکو نہین افسوس میرے قتلِ ناحق پر
یہ بیٹھے بیٹھے آہ سرد اے ظالم بھری کیسی

سموم آہ مین کیونکر ہو نمین تاثیر کا قائل
نہالِ عمر مین ہے شاخ غم اب تک ہری کیسی

قناعت مین ہی یہ ادنی مزا اے حرص کے بندو
طبیعت لذتِ دنیا سے ہے میری غنی کیسی

مری تحریر نورافزای چشمِ دل یہ کہتی ہے
سیاہی مین بھی رکھی ہی خدا نے روشنی کیسی

کرو دل اور آنکھو نمین جگہ دلکش لطیفون سے
عداوت پر جو ہو محمول اس مذہب کی ہنسی کیسی

اگر تم مجھسے روٹھے تھے تو کیون مڑکر ادھر دیکھا
نگاہِ ناز نے یہ چھیڑ میرے دل سے کی کیسی

اوتر تا ہی نہین ہے بادۂ دیدار کا نشہ
کسیکی مست آنکھون نے سکھادی میکشی کیسی

نتھا آسان پروانے کو محفل مین جلا دینا
سراپا شمع کافوری بھی آخر جل گئی کیسی

جوانی منتظم رکھتی ہے سلکِ دُرِ دندان کو
بکھر جاتی ہے پیری مین یہ موتی کی لڑی کیسی

تری آنکھونکی گردش کام دیجاتی ہی انجن کا
وگرنہ چرخِ گردان کی یہ ہمسے کجروی کیسی

جسے دیکھو ہوا جاتا ہے وہ طاعون کا لقمہ
بلائے ناگہانی شہر پر یہ آپڑی کیسی

اوٹھائینگے زکین تمشا دان پیدہ مویون سے
یہ ہین کجبازان کے ساتھ اتنی راستی کیسی

لیگئے تجھکو وہ کس انداز سے
پوچھنا ہے یہ دلِ دمساز سے

تمنے دیکھا مجھکو کس انداز سے
دل ہوا گھائل نگاہِ ناز سے

میرے کانون کو ہی آنکھون پر شرف
مینے پہچانا اونھین آواز سے

آنسوون نے تھم کے رکھ لی آبرو
خوف جو تھا وہ انھین غماز سے

مات ہوجاتا ہے سحرِ سامری
آپکی چشمِ فسون پرواز سے

سچ کہو اسمین بھی کچھ سوچی ہی چال
کیون بٹھاتے ہو مجھے اعزاز سے

عشق مین بھی ہائے یکرنگی نہین
کشمکش مین دل ہی سوز و ساز سے

ہوگئی وابستہ مرگ و زندگی
چشم و لب کے سحر سے اعجاز سے

نفس کو یارون نے سرکش کردیا — مدح سے تعظیم سے اعزاز سے
خون چکان ہی جنبشِ مژگان سے دل — جیسے طائر پنجۂ شہباز سے
کاملتا ہون مین پر فہم و ذکا — تنگ آکر عقل کی پرواز سے
سر بکف مین اور وہ خنجر بکف — ہے صف آرائی نیاز و ناز سے
نقش کردیتے ہین دلپر مدعا — باتین کرتے ہین وہ کس پرداز سے
کیون نہ ہمچشمون کو ہمپر رشک ہو — ہم ہوئے واقف کسیکے راز سے
دل کے لیتے ہی مجھے رسوا کیا — انتہا نکلی اسی آغاز سے
آگیا گردش مین گردون میری طرح — آپکی چشمِ فسون پرداز سے
جب فرشتے تک نہین پاتے ہین دخل — کوئی کیا واقف ہوا ون کے راز سے
چرخ کے تیرِ حوادث ہین خجل — غمزۂ شوخِ بتِ طناز سے
کیون کہون کسنے کہا رازِ نہان — کیون خجل ہون آپکے ہمراز سے
عشق مین جب کوئی پیش آئی مہم — لی مدد مینے دلِ جانباز سے

کہہ گیا شمشاد سے وہ رشکِ گل
گوشِ دل مین کچھ زبانِ راز سے

اے دل جو کام کردہ ذرا امتیاز سے — مین تنگ آگیا ہون ترے سوز و ساز سے
طے ہونگی ایکدم مین حقیقت کی منزلین — دل ہٹ گیا کبھی جو ہمارا مجاز سے
کافر کا کفر بھی مکریگا اوسے قبول — زاہد کو جو ملا ہے ریائی نماز سے
مطلب کی پاتے ہی علمائے ہوس پرست — شکلین نکال لیتے ہین لاکھون جواز سے
اے شیخ مین ہون رندِ سراسیمہ روزگار — پھر بھی ہون پاک صاف ترے مکر و آز سے

ممنونِ عشق کیون نرہے حسن دہر مین — عزت ملی ہے ناز کو ساری نیاز سے
مین کوے یار سے نہین جاتا کسی طرف — زائر پلٹ کے آتے ہین کیونکر حجاز سے
ہم شیفتہ ہین اونکے اچھوتے جمال پر — مانوس وہ ہمارے دلِ پاکباز سے
باز آؤ تم جفا سے وفا سے نہ مین پھرون — رونق ہے حسن و عشق کی ناز و نیاز سے
کیا میری تاب مین جو کرون کچھ بھی التماس — واقف ہین ہر طرح وہ مرے دل کے راز سے
بسمل ہون بیقرار ہون وہ دیکھتا نہین — آنکھین لڑائین مینے عجب بے نیاز سے
روزِ ازل سے ہون رہِ الفت مین گامزن — واقف ہون خوب اسکے نشیب و فراز سے
تو اُم نہ سمجھون شادی و غم کو مین کسطرح — دیتا صدا بروگ ہے عشرت کے ساز سے
اے شیخ شہر تجھسے ہے ابلیس تک خجل — تونے فریب سیکھے ہین کس جعلساز سے

شمشاد ایک گل نہ پسیجا کسیطرح
پتھر پگھل گئے سخن دلگداز سے

آنکھون مین پھرتی ہے ہر وقت صورت اونکی — اب تو ہر ذرے مین ہوتی ہے زیارت اونکی
نام فردوس ہے جسکا وہ ہے صحبت اونکی — اور دوزخ جسے کہتے ہین وہ فرقت اونکی
جب گل تازۂ فردوس ہے صورت اونکی — نکہتِ خلدِ برین کیون نہو سیرت اونکی
روئین روئین سے مین کرتا ہون جو چرچا اونکی — ہے صلا اسکا قیامت مین شفاعت اونکی
وہ کہان اور کدھر اور گئے کب نہ کھلا — الوداعِ خرد و ہوش تھی رخصت اونکی
حُسن پر عشق کو ہر حال مین غلبہ ہی ہا — جھپی ہے میری نحافت سے نزاکت اونکی
میرے دل ہی کے نہین لب پہ ہین وہ تنہا مالک — میری تکلیف بھی ہو جاتی ہے راحت اونکی
توبہ کرتے ہی قسم دیکے پلایا اک جام — مجھکو تا عمر نہ بھولیگی شرارت اونکی

کعبہ و دیر مین اک خلق کو ہے جنکی تلاش
گوشۂ دل مین سنا کرتے ہین عزلت اونکی

ایک اونکے لیے کی ہمنے دو عالم سے گریز
وہ نہ اب بھی ہون ہمارے تو طبیعت اونکی

غیر ممکن ہے کہ اب غیر کو ملجاے جگہ
دل مین آنکھون مین جگہ کرگئی صورت اونکی

لاکھ روٹھے ہوئے ہین مجھسے وہ منجائینگے
جب سفارش کو کھڑی ہوگی مروت اونکی

ہے مرض اونکو جو عاشق کی فراموشی کا
چاہیے ہمکو بھی کرآئین عیادت اونکی

جنکی محفل مین تو اے جان جہان ساقی ہو
رو کش عشرتِ جمشید ہے صحبت اونکی

فیلسوفی محبت مین جو کی فکرِ دقیق
ہر ہیولے نے دکھائی مجھے صورت اونکی

یاس کیون صورتِ عنقا نہو موہوم بسیط
ذرے ذرے کو ہے گھیرے ہوے رحمت اونکی

تیری آنکھون پر اگر مرتے ہین آہوی حرم
عاشقِ چشم اوڑا لیتے ہین وحشت اونکی

واعظون کی نہ کہو جب وہ چڑھے منبر پر
دوزخ اونکا ہے بہشت اونکی قیامت اونکی

بلبو تمکو مین شمشاد سے دیتا تشبیہ
گل مین اک ذرہ بھی ہوتی جو شباہت اونکی

میرے ہی عشق سے دنیا مین ہے شہرت اونکی
مجھکو وہ ہاتھ سے کھودین تو یہ غفلت اونکی

بیوفا وہ ہین تو کیا اسمین شکایت اونکی
عاشق آزار ہے فطرت مین طبیعت اونکی

مجھسے تو کچھ بھی نہین ہوتی ہے خدمت اونکی
وہ اگر لاتے ہین تشریف عنایت اونکی

ہے ہجوم آج غم و رنج و الم کا جس مین
بات ہے کل کی اسی دل مین تھی خلوت اونکی

ہم فقیرونکی طرف اب وہ مخاطب کیا ہون
کھ گئی کان مین کچھ چپکے سے نخوت اونکی

جو سرافراز ترے عشق مین ہو جاتے ہین
ہر ندلت مین نکل آتی ہے عزت اونکی

کارِ دنیا مین جو کچھ درک نہین رکھتے ہین
عقلِ بقراط سے بہتر ہے سفاہت اونکی

داور حشر ہے حاکم مری تقدیر گواہ
کب مرے قتل سے ممکن ہے برات اونکی

جنکے فیضانِ محبت نے بنایا معشوق
کچھ سمجھتے ہی نہین اب وہ حقیقت اونکی

جان اسوا سطے دیتا ہون مین آسانی سے
ملک الموت نے لیلی ہے اجازت اونکی

بیٹھکر گوشے مین جو پیتے ہین جامِ وحدت
جشنِ جمشید سے بھی بڑھکے ہی عزلت اونکی

وہ تو کہتے ہین رگِ جان سے ہو نمین بڑھکے قریب
پھر بھی طالب رہین محروم تو قسمت اونکی

کیسے ارمانون سے پہلے تو مجھے ذبح کیا
قتل کے بعد کوئی دیکھے ندامت اونکی

ایک الزام لگاتے ہین جو اوسپر عاشق
لاکھ پیرایون مین آجاتی ہی شامت اونکی

سامنے داورِ محشر کے وہ کرتے ہین ستم
عقل حیران ہے اللہ ری جرأت اونکی

غیر ممکن ہے جگہ پائے خیالِ اغیار
ہر رگ وریشۂ دل مین ہے محبت اونکی

شیفتہ مین ہی نہین وہ بھی ہین میرے شیدا
حال کھلنے نہین دیتی ہے متانت اونکی

جنکی ہوتی ہے زمانے مین ریائی تعظیم
سچ جو پوچھو تو یہ عزت ہی ہے ذلت اونکی

پہلے حیران تھے وہ دیکھکے میری حالت
آئینہ دیکھتے ہی بڑھگئی حیرت اونکی

جنکو ہم جبہ و دستار سے سمجھے انسان
کھلگئی ایک ہی صحبت مین حقیقت اونکی

جان شمشاد کی لی ناز و ادا سے جسنے
اوس گلِ تر کی گلی مین بنے تربت اونکی

اپنی ہستی کو مٹانا چاہیے
آپ ہی مین اوسکو پانا چاہیے

سیر قاتل کو دکھانا چاہیے
لوٹنا یا تلملانا چاہیے

جان کو کشش مین لڑانا چاہیے
دلکو کھو کر اونکو پانا چاہیے

ناصحون کے پاس جانا چاہیے
چٹکیون پر پھر اوڑانا چاہیے

اوس پر یرو کو بُلانا چاہیے
یا اوسی کے پاس جانا چاہیے

غنچے چٹکے آئی اے رند و بہار
خوب گلچھرے اوڑانا چاہیے

اب ذرا سا آکے اے دل آپ مین
ہنسنے والون کو رُلانا چاہیے

جسکو نظرون پر چڑھایا آپنے
اوسکو آنکھو نین سمانا چاہیے

دل مین غصہ اور ہے آنکھون مین غیظ
اب کہین میرا ٹھکانا چاہیے

سر چڑھا جاتا ہے دشمن آجکل
اوسکو نظرون سے گرانا چاہیے

دونون عالم کے بکھیڑون سے غرض
مجھکو غم اپنا ہی کھانا چاہیے

لاکھ پوچھین گور مین منکر نکیر
نام اوسکا کب بتانا چاہیے

لاکھ اونکے جوبنون مین ہو اوبھار
شوق کو دل مین دبانا چاہیے

لوثِ عصیان سے طہارت کیلیے
اشکِ خجلت مین نہانا چاہیے

سنتے ہین دروازے تک وہ آگئے
اب ہمین آنکھین بچھانا چاہیے

حد سے زائد بڑھگئی افسردگی
اب کسی سے دل لگانا چاہیے

ملگئی ہے اوسکے کوچے مین جگہ
چھاؤنی اب ہمکو چھانا چاہیے

جس سے بگڑے رنگ بزمِ عیش کا
کب تمھین یون منہ بنانا چاہیے

جس دم کا شک ہے میری موت پر
منہ کفن سے اب چھپانا چاہیے

تم اوٹھاتے ہو اوسیکو پاس سے
جسکو خاطر سے بٹھانا چاہیے

کر دیا جب خونِ دل مینے بحل
اب تمھین کیون منہ چُرانا چاہیے

آتشِ غم دل مین ہے بھڑکی ہوئی
آنسوون سے اب بجھانا چاہیے

غیر اگر روٹھین تری پاپوش سے
تجھکو میرا دل لبھانا چاہیے

آج وہ خوش خوش نظر آتے ہین کچھ | قصۂ غم اب سنانا چاہیے

گلرخون کی بزم مین شمشاد آج
رنگ کچھ اپنا جمانا چاہیے

اپنی نظیر آپ ہی اے دلربا ہوئی | تیری جفا ہوئی کہ ہماری وفا ہوئی
آخر کو میری آہ کچھ ایسی رسا ہوئی | تاثیر شاہدانہ کی زلفِ دوتا ہوئی
سرمہ مری طرح نہ کسی روز پس سکا | ہمرنگِ خونِ دل نہ کسی کی حنا ہوئی
ہنگامِ نزع وہ جو عیادت کو آگئے | میرے قدم کو چوم کے رخصت قضا ہوئی
بالکل سیاہ نامۂ اعمال ہوگیا | تحریرِ شوق کی نہ مگر انتہا ہوئی
حق بے نیاز آپ مخالف اثر خلاف | کیونکر قبول آج ہماری دعا ہوئی
تو چونکتا بھلا مرے دل کی شکست پر | رہبر ترے خیال کی بانگِ درا ہوئی
دیتے خیالِ عیش کو ہم کسطرح جگہ | حسرت ہمارے دل سے نہ دم بھر جدا ہوئی
وہ اپنی شوخیون کو لگے آپ کوسنے | شرمندہ روزِ وصل جب اونکی حیا ہوئی
کمزور کر دیے گئے ہم سر سے پاؤن تک | نقدِ شباب کھونے پر اتنی سزا ہوئی
مجبورِ محض ہم تھے کہ مختارِ جزو و کل | اسکی تو بحث ہی نہین روزِ جزا ہوئی
دی جان کیا علاج کے جھگڑون سے چھٹ گیا | گویا ترے مریض کو پوری شفا ہوئی
قیدِ غمِ فراق کی پاتا ہون اب سزا | بے سمجھے اونکو دل جو دیا یہ خطا ہوئی
صورت دکھاتے ہی مجھے بیخود بنا دیا | پھر مجھسے پوچھتے ہین تری عقل کیا ہوئی
حیرت ہے ہم وہی وہی سامانِ عیش سب | جسکو شباب کہتے ہین وہ چیز کیا ہوئی
گلشن مین تیرے بالون سے جب ہوگئی رہا | شہپر مندہ کیسی نکہتِ بادِ صبا ہوئی

شمشاد گلرخون سے جو ہو تم کنارہ کش
کسکی طرف سے چھیڑ ہوئی ابتدا ہوئی

مزا وصل کا دیگی فرقت کسیکی
اوتر آئی دل مین جو صورت کسیکی

ہوا مین جو برہم غرض صرف یہ تھی
کرے بھولی صورت شفاعت کسیکی

جب اپنی حقیقت ہی مین ہمنے ڈھونڈھا
ملی عین کثرت مین وحدت کسیکی

نہ پھر جاے کسطرح مجھسے زمانہ
عداوت کی جڑ ہے محبت کسیکی

نہین حاجتین سب کی دنیا مین یکسان
امارت ہماری ہے عسرت کسیکی

اوڑے رنگ عاشق تو ہو زرد آندھی
اگر اوسکو دیکھے نزاکت کسیکی

تھا لفظ طاعت سے کوئی بھی واقف
مین کرتا ہون جبسے اطاعت کسیکی

مرا خاص سرمایہ نقد محبت
اگر حسن دلکش ہے دولت کسیکی

دم صور کیا ہے مرا آہ و نالہ
قیامت کے فتنے شرارت کسیکی

سمجھتے ہین وہ کشتۂ ناز اپنا
جہان دیکھ پاتے ہین تربت کسیکی

نکل آئی تسکین کی آپ صورت
بڑھی حد سے زائد جو وحشت کسیکی

کسی امید پر کوئی بیمار غم ہو
نہین کرتے خوش وعیادت کسیکی

وہ دروازے پر آکے کہتے ہین ہنسکر
ہم آئین جو پائین اجازت کسیکی

اوسے سمجھو گو گردِ احمر سے افضل
جو صورت سے اچھی ہو سیرت کسیکی

محبت کے میدان مین سامنا ہے
مری یاد ہے اور غفلت کسیکی

یہ ہین گل کھلاکے ہوئے آرسی کے
ہوئی مجھپر آئینہ حیرت کسیکی

کھلا نقد دل کھوکے ہمپر یہ عقدہ
غرض کی تھی صاحب سلامت کسیکی

نہین حشر مین خون کا مجھکو دعوے — فقط آزمانا ہے جرأت کسیکی
ہمین خاک مین ملکے حاصل ہوا کیا — مکدر اگر ہے طبیعت کسیکی
نہ دعوے کرے کیون خدائی کا وہ بت — بڑھی حد سے زائد ارادت کسیکی

نہ شمشاد کو بھائے گلہائے جنت
کبھی ایسی آنکھون مین نزہت کسیکی

بلند ایسی مری آہ رسا ہے — کہ تاثیر آج اوسکی خاکِ پا ہے
نہین شایانِ الطافِ خدا ہے — جسے کچھ بھی خیالِ ماسوا ہے
وہ آئے ہین اوٹھانے نعش میری — غم و شادی مین جھگڑا پڑگیا ہے
کرو ہر کام مین اوسپر بھروسا — جو اپنی وضعداری کو نبا ہے
نہ اے دل شور تو بے انتہا کر — ابھی اوسکے ستم کی ابتدا ہے
دلِ زاہد مین گھر ہے ایک بت کا — لبون پر ہر گھڑی یا دخدا ہے
وہ کہتے ہین کہ ہم تم ایک ہین جب — سوالِ وصل اب ہمسے خطا ہے
نہین اے خفتگانِ خاک یہ حشر — خرامِ یار سے فتنہ اوٹھا ہے
نہین معلوم ہوتی خیر دل کی — مرے پہلو مین کچھ شور و بکا ہے
کہین مین اپنے قابو مین نہ آؤن — دلِ سرکش کو یہ کھٹکا لگا ہے
گیا جسدن شبابِ عشرت افزا — نظامِ عیشِ دنیا سب ہوا ہے
کروڑون ہون اگر معبود تو کیا — حقیقت مین خدا ہی اک خدا ہے
وہ آکر بے تکلف سوتے ہین ساتھ — نصیب ان روزون میرا جاگتا ہے
مجھے یاد آتے ہین ایامِ فرقت — سرِ بستر جو کوئی لوٹتا ہے

حسینون سے کیا کرتا ہے شوخی — مرا دل کس غضب کا چلبلا ہے
سر محشر شفاعت کھولدے بال — مرا اعمال نامہ کھل گیا ہے

ہزارون پیچ مین ہے شکلِ سنبل
عبث شمشاد سے وہ گل خفا ہے

اونھین بدظن مجھے رسوا کیا ہے — دلِ نادان کا اب کیا مدعا ہے
یہ کام اچھا ہے وہ شیوہ بُرا ہے — محبت مین کہان یہ سوجھتا ہے
نہین چلتی وہان ہر ایک کی چال — وہ اوسکا ہے اوسے جو دل سے چاہے
کیا زیر و زبر عالم کو اسنے — نہ سمجھا آجتک مین عشق کیا ہے
نہین کونین مین گنجائش اوسکی — مرے اندوہ کی کچھ انتہا ہے
غرورِ حُسن طاعت زاہدون کو — مجھے تیرے کرم کا آسرا ہے
جلائیگی مجھے کیا نارِ دوزخ — مرا دل سوزِ الفت مین جلا ہے
ہوا جاتا ہے کیون ہمرنگِ عاشق — مگر وہ آپ اپنا مبتلا ہے
بنا دے روزِ عشرت کو شبِ غم — مرا دل رات دن یہ سوچتا ہے
دیا تھا کسکے کہنے سے مجھے دل — یہ کہنا آپکا بیشک بجا ہے
دکھا کر جھلکیان چھپ جاتے ہین وہ — مگر اے آہ تو کچھ نارسا ہے
جسے ہمراہ دیکھا اور پوچھا — کہا یہ تو تمھارا آشنا ہے
جہان عالم مین ہے آتش فشان کوہ — وہان مدفون کوئی دل جلا ہے
نہین جب نقدِ جان و دل کی کچھ قدر — کوئی کس حوصلے پر تمکو چاہے
شبِ خلوت پڑے ہین سات پردے — اونھین شک ہے کہ کوئی دیکھتا ہے

تمام اشیا ہین مخلوقات اوسکی | مگر انسان ہی ظلِّ خدا ہے

کہا اک گل نے حسرت سے دمِ نزع
مرے شمشاد کو کیا ہو گیا ہے

حیا خاص اونکی ادا ہو گئی | بس اب شرم کی انتہا ہو گئی
مری آہ ایسی رسا ہو گئی | کسی بت کی زلفِ دوتا ہو گئی
محبت جو صورت نما ہو گئی | مری عقل کامل ہوا ہو گئی
وہی کام آئی قیامت کے دن | جو طاعت کبھی بے ریا ہو گئی
وہ اب سات پردونمین ہیچین ہین | مری آہ ایسی رسا ہو گئی
نہ دس دن نبھا دون سو دشمن کا سوگ | کفِ پا حنا آشنا ہو گئی
ہوا ایک سجدہ فقط راہبر | جبین اپنی جب نقش پا ہو گئی
شباب اوسکو کیا ساتھ لیتا گیا | مرے دل مین شوخی تھی کیا ہو گئی
ملا گور مین حکمِ حبسِ دوام | ترے مبتلا کی سزا ہو گئی
ترے غم نے بے موت مارا مجھے | ستم ہے معطل قضا ہو گئی
نہ آئے جو تم جانب میکدہ | گھٹا چھا کے کالی بلا ہو گئی
مرے سوزِ دل سے جو لی اک لپک | جہنم کی سوزش سوا ہو گئی
کرونگا مین کیا نقدِ عیشِ طرب | شباب ایسی شے جب جدا ہو گئی
نہ دو ہرائیے تلخ باتون کا ذکر | طبیعت مری بے مزا ہو گئی
جگر سے لبون تک پڑے آبلے | مری آہ کیا شعلہ پا ہو گئی
خدا کے لیے اب کرو تم جفا | وفا تمنے کی وہ جفا ہو گئی

مری لاش سے پوچھتا ہے وہ شوخ — تری روح کسپر فدا ہو گئی
وہ بن ٹھن رہے ہین سرِ شام ہی — قبول آج کسکی دعا ہو گئی
چہل سال عمرِ عزیزت گذشت — جو ہونا تھی نشو و نما ہو گئی
مریض تب غم کی تدبیر مین — مسطل دعا و دوا ہو گئی

ہنسا یا گلون کو جو تمشا دنے — ہر اک سانس رشکِ صبا ہو گئی

نکھر نیکے شکل کو سنوارین گے — ہمکو بے موت آج مارین گے
نہ کرین گے تب درون کا علاج — جان ہارین گے جی نہ ہارین گے
ہم شہیدانِ عشق محشر مین — جدِ حسینؓ کو پکارین گے
واعظون کو اگر ملے دنیا — دین پر لات پہلے مارین گے
کہتے ہین سنکے داستانِ عشق — آپکا بھوت ہم اوتارین گے
نزدِ الفت مین ہم چلین گے وہ چال — نقدِ جان پہلے جاکے ہارین گے
اپنے انگور زخمِ دل سے ہم — بادۂ عافیت اوتارین گے
زخمِ دل دیکھ لینگے قاتل اگر — آنسوؤن سے وہ اوسکو دہارین گے
یون جو کیسے قبول کر لین ہم — بحث مین آپ سے نہ ہارین گے
لاکھ چکر کرین ہم اوس در کے — وہ نہ ہمکو کبھی پکارین گے
آتشِ غم جو دل مین بھڑکے گی — چھینٹے ہم آنسوؤن کے ماریں گے
تارے توڑین گے آسمان سے ہم — آپ پر سے اونھین اوتارین گے
منہدم ہو گی سدِّ عہدِ وفا — غیر جب آپکو ادبھارین گے

بال نوچین گے قتل کرکے مجھے
سینے پر دونون ہاتھ ارین گے

دین گے وہ ساتھ چولی دامن کا
ہم لباس خودی اوتارین گے

اونکی زلفون کا جب خیال کیا
سیکڑون سانپ دل مین آرین گے

جس پری نے کیا ہے دیوانہ
اوسکو شیشے مین ہم اوتارین گے

بحرِ غم مین لگاکے ہم غوطہ
کشتیِ دل کو پھر اوبھارین گے

درِ جانان کو اپنی پلکون سے
صبح و شام آکے ہم بھارین گے

ہم سے اوس بت کی جب لگے گی لگن
دیوتا پتر ابچارین گے

عشق مین ایک گل کے ہم شمشاد
جان ہارین گے جی نہ ہارین گے

عاشقِ رخ جو کبھی سوے گلستان نکلے
چومنے پاؤن چمن سے گلِ خندان نکلے

جو گئے تیری گلی مین وہ پری خوان نکلے
کیا ترے نقشِ قدم نقشِ سلیمان نکلے

تیرے کشتون کی لحد نور سے معمور رہی
کثرتِ داغ سے تن سرو چراغان نکلے

لبِ رنگین نے اگر خون رُلایا مجھکو
آنکھون سے لخت جگر لعلِ بدخشان نکلے

چشم و مژگان کے فدائی سرِ میدانِ وفا
صیدِ آہو تھے مگر شیرِ نیستان نکلے

تھے جو زربفت مین بے خلعتِ علم و دانش
اہلِ بینش کی نگاہون مین وہ عریان نکلے

اوسکے عشاق مین مذہب کی کوئی قید نتھی
سخت نادم ہوے جو گبر و مسلمان نکلے

جلنے والے تو نظر آئے ہمین حد سے سوا
آتشِ عشق مین دو چار ہی سوزان نکلے

نور کے پتلے حسینون مین جنھین سنتے تھے
جاکے دیکھا تو وہی غولِ بیابان نکلے

سوزشِ دل لحدِ تیرہ مین یون کام آئی
دل کے سب داغ سیہ مہرِ درخشان نکلے

دانے دانے کو جو محتاج ملے ذی جوہر
اشکِ حسرت مرے اوپر دُرِ غلطان نکلے

حسنِ تدبیر نہین خوبیِ تقدیر سمجھ
کام تیرا جو کبھی ای دلِ نادان نکلے

عشقِ گیسو مین کوئی محو نہو گا مجھسا
مین اگر آہ کرون سنبلِ پیچان نکلے

صاف ظاہر ہے کہ مین آپ مین آتا ہی نہین
کسطرح دل سے مری حسرتِ پنہان نکلے

تھا جنھین غرہ ہر اک فن مین ہمہ دانی کا
مکتبِ عشق مین وہ طفلِ دبستان نکلے

کینہ و حرص و حسد کی نہ کمی کچھ نکلی
غم سے معمور بہت کم دلِ ویران نکلے

تیغ پر پیچ نظر آئے اونھین کو جہ غم
جسطرف عاشقِ گیسوی پریشان نکلے

امتحانِ غمِ الفت مین رہے سینے کام
اسمین فرزانہ و نادان سبھی یکسان نکلے

طور پر عرشِ بریں پر فلکِ چارم پر
جس جگہ دیکھیے یہ حضرتِ انسان نکلے

قتل ہنس ہنسکے جو کرتے ہین وہ اک عالم کو
سب کے سب اونپہ مین فدائے دُرِ دندان نکلے

دھوم سے حضرتِ شمشاد کی میت اوٹھی
نعش کے ساتھ ہزارون گلِ خندان نکلے

غیرون کو اک طرف سے جو ای جان اوٹھا گئے
مضمون میرے دل کا مگر آپ پا گئے

وہ شمع میری قبر پر آکر جلا گئے
گویا امیدِ مردۂ عاشق جلا گئے

جب تک امید تھی نہ کیا اسطرف کو رُخ
بے آس ہم ہوئے تو یکایک وہ آ گئے

غیرون کو کامیاب مرادون سے کردیا
نیرنگیان زمانے کی ہمکو دکھا گئے

اس سادگی کو دیکھیے بچپن ہے اسکا نام
گھر پر رقیب کے بھی ہمین وہ بُلا گئے

دیکھا نتیجہ میرے سکوت اور صبر کا
اپنے کیے کی آپ سزا غیر پا گئے

سینے جو اونکے چور کے اونکو دیے نشان
نادم ہوے پسینے مین بالکل نہا گئے

اب دیکھیے وہ کرتے ہین کیا کیا تلافیان
اپنی مصیبتین تو اونھین سب سنا گئے

ہرچند شوخیون نے ابھارا خلاف پر
پھر بھی شبِ وصال وہ قابو مین آ گئے

محفل مین ہمکو منہ نہ لگایا تو کیا ہوا
جو کچھ تھے اسمین رمز وہ ہمکو بتا گئے

ہوگی ہماری یاد زمانے مین حشر تک
ہم بھی کچھ ایسے رنگ یہان پر جما گئے

جنکی شرابِ ناب محبت سے ہم تھے مست
دھوکے مین ہمکو جامِ ہلاہل پلا گئے

ہم سب کے جان نثار ہمارے سب آشنا
کسکو کہین کہ دل کو ہمارے دکھا گئے

ہمکو نہین خبر کہ کہان ہم ہین گھر کہان
جب سے ہمین وہ ایک جگہ پر بٹھا گئے

بدظن مری طرف سے کئی روز سے وہ تھا
سنتا ہون آج غیر بھی فقرے جما گئے

کوئی حسین پر مری پڑتی نہین نظر
میری نگاہ مین وہ کچھ ایسے سما گئے

خوش طالعی مری کہ کہے ایک کلمہ دن
تھا جنکا ذکر خیر وہ شمشاد آ گئے

جو طور پر کلیم سے باتین بنا گئے
جلوے وہ لاکھ رنگ مین مجھکو دکھا گئے

ممکن نہین نشانِ قدم سے ملے سراغ
ہم پہلے اونکی راہ مین آنکھین بچھا گئے

وعدہ کبھی نہ ٹھیک کیا مجھسے وصل کا
جب آئے میرے پاس وہ باتین بنا گئے

پہلو سے میرے اوٹھے جو خوفِ رقیب سے
زانو عجیب ناز سے میرا دبا گئے

ہو گا مرے کلام کا جب تمکو اعتبار
بھرون مین غیر کے جو کسی روز آ گئے

مانا کہ شوخیون سے کیا ہے حیا کا خون
پھر بھی نظر وہ ہمسے بہت کچھ بچا گئے

کیون ہم دعائین مانگین کرین کیون خوشامدین
جنکی ہمین تلاش تھی وہ آپ آ گئے

جنکو سمندِ ناز پر اپنے گھمنڈ تھا
میری ذرا سی چال مین ٹھوکر وہ کھا گئے

خوش قامت انکو فتنۂ دجال کہتے ہین
جو وعظ مین قیامِ قیامت دکھا گئے

ہم خون رو کے عشقِ بتانِ مجاز مین
دامانِ دینِ پاک مین دھبّا لگا گئے

دیکھا ہمارے دل کو اونھون نے جو خود پسند
تیغِ نگاہِ ناز سے پُرزے اوڑا گئے

غیرونکو اب بھی شک ہے مری اونکی صلح مین
مجھسے ہزار بار وہ آنکھین لڑا گئے

ممکن نہین کہ پہونچین مرے اونکے راز تک
اغیار لاکھ بیٹھکے کھچڑی پکا گئے

اک بوسے پر بھی اب نہین لیتا اسے کوئی
وہ بھاؤ میرے دل کا کچھ ایسا گرا گئے

زار و نزار ہم ستمِ دہر سے نہین
غمِ آخرت کے ہمکو سراپا گھلا گئے

مشقِ ستم مین اونکو جو حاصل ہوا کمال
حرفِ غلط کی طرح ہمین کو مٹا گئے

غیرون کے لاف میری محبت کی جانچ مین
وہ اک سرے سے دوستون کو آزما گئے

میرا کوئی قصور اونھین بھولتا نہین
اغیار ایسی کچھ اونھین پٹی پڑھا گئے

جلسے مین گر خون کے ابھی تک ہی واہ وا
شمشاد رنگِ بزم کچھ ایسا جما گئے

وہ کمسن ہے وفا کیا جانے کیا ہے
محبت کا مزا کیا جانے کیا ہے

قیامت تیری قامت تیری رفتار
کوئی اسکے سوا کیا جانے کیا ہے

غمِ دنیا و ما فیہا کو اے جان
تمہارا مبتلا کیا جانے کیا ہے

بہت کمسن ابھی اٹھتی ہی وہ بت
کسی کا مدعا کیا جانے کیا ہے

نہین جسنے لگایا دل کسی سے
وہ میرا مدعا کیا جانے کیا ہے

کٹی فرقت مین ساری عمر جسکی
وہ وصلِ دلربا کیا جانے کیا ہے

نہ روکے جو نگاہِ ناز کے وار
تڑپنا لوٹنا کیا جانے کیا ہے

سراپا جو خودی مین غرق ہی آپ
سرِ یادِ خدا کیا جانے کیا ہے

رہے محبوب کی جسپر عنایت
وہ آہِ نارسا کیا جانے کیا ہے

نہ خلوت مین جو شاہونکی سنے عرض
فقیرونکی صدا کیا جانے کیا ہے

عناصر جسکے ہون شوخی شرارت
وہ اندازِ حیا کیا جانے کیا ہے

قناعت ہو تو پھر حاجت سے مطلب
لبِ زاہد دعا کیا جانے کیا ہے

خوشامد مین کٹی ہو جسکی سب عمر
وہ تسلیم بجا کیا جانے کیا ہے

نہین جب راستی جز نام باقی
کوئی اسکا مزا کیا جانے کیا ہے

جو آپ اچھا خیالات اوسکے اچھے
زمانے مین بُرا کیا جانے کیا ہے

ہنسی مین کٹ گئی ہو جسکی سب عمر
مرا شور و بکا کیا جانے کیا ہے

ترے غمزے نہین دیکھے ہین جسنے
وہ اندازِ ادا کیا جانے کیا ہے

نہین واقف جو غم کی ابتدا سے
ستم کی انتہا کیا جانے کیا ہے

دُرِ کانِ صفا ہے گو مرا دل
مگر وہ بیوفا کیا جانے کیا ہے

جہنم سے ڈراتے ہو اوسے کیا
تمھارا دل جلا کیا جانے کیا ہے

ہزارون جس گلِ تر کے ثنا خوان
گلا شمشاد کا کیا جانے کیا ہے

ایک سے ایک نیا ظلم مین ایجاد رہے
تجھکو یہ عاشقِ جانباز اگر یاد رہے

ایسی تصویر تصور نے اوتاری تیری
دیکھکر دنگ اوسے مانی و بہزاد رہے

مین تو وحشت مین خدا جانے کہان جا پہونچا
فکرِ زنجیر مین جکڑے ہوئے حداد رہے

عمر بھر تھا جو مرے جوشِ جنون مین سیلاب
تشنۂ خون نہ کبھی نشترِ فصاد رہے

بے مصائب کے تقرب نہین ہوتا حاصل
کیا ہوا ہم ہی اگر موردِ بیداد رہے

اوپر ایجان ہنسی آئے تو آئے کیونکر
جن لبون پر کبھی نالہ کبھی فریاد رہے

قہر سے قتل کیا ناز سے لی جان کبھی
آپ میرے لیے ہر حال مین جلاد رہے

ایسے دل کو کوئی کیا شاد و شگفتہ رکھے
وصل مین بھی جو مکدر رہے ناشاد رہے

جب وفاؤن کا صلہ کچھ بھی نہین غیر جفا
کیون کسیکے لیے آخر کوئی برباد رہے

مین کسیطرح نہ پھندے مین کسیکے آیا
گو پھنسانیکے لیے گھات مین صیاد رہے

برسون کی دشت نوردی کو بھلایا دل سے
تیرے کوچے مین اگر ایک نفس شاد رہے

جان جانے کا ہمین کچھ بھی نہین رنج و الم
یہ مسرت ہے کہ جلاد کو ہم یاد رہے

کہتے ہین میرے جفاکش کی کھنچے یون تصویر
قیس پہلو مین رہے سامنے فرہاد رہے

جانکنی کی نہوئی کچھ بھی مصیبت محسوس
آپ کے ظلم دمِ نزع مجھے یاد رہے

تو سمن بر ہے گل اندام صنوبر قامت
تیرے پہلو مین رہے کوئی تو شمشاد رہے

انداز حسینون مین ترا اور ہی کچھ ہے
تو حسن مین بھی نامِ خدا اور ہی کچھ ہے

اے جان تری زلفِ دوتا اور ہی کچھ ہے
او سیمین جو بلا ہے وہ بلا اور ہی کچھ ہے

بتخانے مین کعبے مین کلیسا مین نہین وہ
اے بیخبرو سمجھو خدا اور ہی کچھ ہے

تکلیف مین راحت ہے تو تلخی مین ہے لذت
لاریب حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے

تم کہتے ہو بکھرے ہین مرے بال ہوا سے
او الجھن مری کہتی ہے ہوا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو مرے دل مین جگہ ہے تو تمہاری
شائد ہو یہی مینے سنا اور ہی کچھ ہے

صحت سے سروکار نہ آرام سے کچھ کام
بیمارِ محبت کی شفا اور ہی کچھ ہے

اک گل مرے ہمراہ جو ہے سیرِ چمن مین — اسوقت تو اے بادِ صبا اور ہی کچھ ہے
دل مینے دیا جان بھی دی دین بھی کھویا — پھر بھی وہ یہ کہتے ہین وفا اور ہی کچھ ہے
اے اشک یہ ہے خاکِ درِ یار کا جامہ — ہون چاک نرالے کہ قبا اور ہی کچھ ہے
جو ہاتھ اوٹھے اونسے نہ کیون منہ کو چھپاؤن — ظاہر ہے اثر اور دعا اور ہی کچھ ہے
جس سے وہ بنا چاہتے ہین شرم کے پُتلے — یہ ساری بناوٹ ہے حیا اور ہی کچھ ہے
دنیا مین بجز حسرت و اندوہ نہین کچھ — راحت کی جگہ اسکے سوا اور ہی کچھ ہے
جس سودے کو ہم آئے تھے بازارِ جہان مین — وہ تو نہ لیا اور لیا اور ہی کچھ ہے
کیونکر ہو صفائی کہ وہ کچھ اور ہین کہتے — میرے دلِ برہم نے کہا اور ہی کچھ ہے
اے حسن کی نیوی مین تجھے دیکھ چکا ہون — وہ مہر ضیا ماہ لقا اور ہی کچھ ہے
کوئی بھی مناجات طلب سے نہین خالی — ہان تیرے فقیرونکی صدا اور ہی کچھ ہے
ہر روز کا جھگڑا ہے تو ہر وقت کی تکرار — ظاہر ہے ترے دل مین بسا اور ہی کچھ ہے
ہوتی ہے شبِ وصل ہر اک چیز مخالف — ہے وقت تو کچھ اور بجا اور ہی کچھ ہے
بوسون کے عوض دل کا مسلنا نہین انصاف — جرم اور ہی کچھ ہے تو سزا اور ہی کچھ ہے
ہر کام کے انجام مین کیونکر نہون ناکام — خواہش مری کچھ اور قضا اور ہی کچھ ہے
مطلب نہین ہوتا ستم و جور سے حاصل — دل لینے کی اے جان ادا اور ہی کچھ ہے
محشر مین مرا قتل کریگا یہی ثابت — ان ہاتھونمین یہ رنگِ حنا اور ہی کچھ ہے
مینے جو لیا بوسہ یہ مانا کہ خطا کی — تمنے جو جواب اسکا دیا اور ہی کچھ ہے
ہو سجدہ گہِ خلق تو حیرت کی جگہ کیا — تیرا تو یہ نقشِ کفِ پا اور ہی کچھ ہے
کیونکر دمِ عیسیٰ سے مین تشبیہ اوسے دون — اے گل ترے دامن کی ہوا اور ہی کچھ ہے

دولت سے نہ تسکین نہ عشرت ہی سے راحت
میرے مرضِ غم کی دوا اور ہی کچھ ہے

ہم رندونکی تلقین سے مطلب ہی تھین کیا
اے واعظ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

شمشاد کی الفت کی ترقی بھی ہوئی مات
اسے سرو تری نشو و نما اور ہی کچھ ہے

اونمین شوخی بھی شرارت بھی حیا بھی آئی
ساتھ ہی ساتھ جدائی کے ادا بھی آئی

کبھی اسباب ضرر ہوتے ہین راحت کے سبب
جب جفا حد سے بڑھی دل مین وفا بھی آئی

یہی حیرت جو بظاہر ہے حجابِ اکبر
اٹھ گیا پردہ تو ہر سمت نظر کیا بھی آئی

میری جرأت نے جو گستاخ کیا بوسون پر
اونکی نظرون سے مجھے شرم و حیا بھی آئی

خاص خلوت کا شبِ وصل مزہ کچھ لوٹا
اونکے دل مین ذرا کچھ شرم و حیا بھی آئی

کیا عجب عکسِ رخِ یار نمایان ہو جائے
دل کے آئینہ مین جب صاف جلا بھی آئی

اسکے سودائی الفت نے جو رایا مجھسے
دل مین نقشہ تری صورت کا جما بھی آئی

خاکِ پامردِ کفِ چشمِ کرم ہو بنی
دستِ بوسی کی تمنا مین حنا بھی آئی

تیغ ابرو کے اشارے سے اگر قتل کیا
نگہِ ناز مین بڑھکے جلا بھی آئی

کچھ نہ راست نہوئی دلشکنی سے انکو
گو شکستِ دلِ محزون سے صدا بھی آئی

اونکے گدرائے بدن کا ہے عجب کچھ عالم
جوبن اوبھرے تو وہین نشو و نما بھی آئی

عجز نے چومے قدم نفس جو پامال ہوا
ٹوٹی جب آن تو تسلیم و رضا بھی آئی

تر نہین آبِ ندامت سے جبینِ قاتل
خونِ مظلوم مین تلوار نہا بھی آئی

یہ تو عنوانِ محبت ہی کیے دیتا ہے
دل جو اوس شوخ پر آیا تو قضا بھی آئی

خانۂ دل مین جو تھی یاس بجائے امید
نگہِ ناز اوسے جاکے ہٹا بھی آئی

عشقِ گیسو مین جو تھے چاک جگر مین لاکھون
کنگھی او شوخ کو سر چڑھ کے دکھا بھی آئی

کیون نہین دردِ محبت کا زمانے مین علاج
ہر مرض کیلیے قدرت سے دوا بھی آئی

آئی سو حیلون سے جب وصل صنم کی نوبت
ساتھ ہی ساتھ مجھے یادِ خدا بھی آئی

دو بدو صورتِ مظلوم نہین ہے ابتک
رحم خوابیدہ کو فریاد جگا بھی آئی

آج ہے آپ مرے دل کو بٹھا کر محجوب
فتنون کو نرگسِ فتان ہی اٹھا بھی آئی

اسکو راضی ہی نہین میری اطاعت نے کیا
اونکے بھرکے ہوئے غصے کو دبا بھی آئی

پیچ پر پیچ جو قسمت مین نظر آتے ہین
عشقِ گیسو مین مرے سر پہ بلا بھی آئی

میرے روٹھے ہوئے کو مجھسے منا بھی آئی
میرے روٹھے ہوئے کو مجھسے منا بھی آئی

جس طبیعت نے کیا تھا مجھے اوپر مائل
وہی بدبخت مرے دل کو ہٹا بھی آئی

عشقِ شمشاد کا یہ فیض ہوا غیرتِ گل
نخلِ شہرت مین جو کچھ نشو و نما بھی آئی

اے ساقی آج دورِ مئے لالہ سان چلے
آئی ہے لہر کشتیِ بے بادبان چلے

جب کہنے راز دل کو سوئے رازدان چلے
دامانِ بیخودی مین خودی سے نہان چلے

جب رندِ غول باندہ کے سوئے دکان چلے
ہم آگے آگے ہمرہِ پیرِ مغان چلے

حیران مین ہون غیر کے گھر اونکو دیکھکر
وہ مجھسے پوچھتے ہین کہو تم کہان چلے

یون سانس الٹو چلتی ہے تیرے مریض کی
جیسے ٹہر ٹہر کے کوئی ناتوان چلے

روح اسطرح سبک مرے تن سے روان ہوئی
جسطرح کوئی پھینک کے بارِ گران چلے

زاہد کو دیکھنا ہو جو دنیا ہی مین بہشت
مسجد سے اوٹھکے جانبِ کوے بتان چلے

پہلو سے تم اوٹھے ہو تو اتنا رہے خیال
وہم ملک نہ پہونچے جہان ہم وہان چلے

دامن پکڑکے لوٹ گیا راہ مین اثر
نالے جب اور بڑہ کے سوِلامکان چلے

اس عافیت کے گوشے مین کیا کم تھی آبرو
آخر کہان یہ آنکھون سے اشکِ رواں چلے

وہ دل مین رہ کے دل کو بھی بے ہاتھ کر گئے
مِل جُل کے ساتھ ساتھ مکین و مکان چلے

پہلے لگا لیا ہے مرے وہم نے سراغ
مین جانتا ہون آپ یہ چھپکر کہان چلے

ہے حسرتون کی بھیڑ جنازے کے چارسو
ہمتو عدم کو لیکے بڑا کاروان چلے

تربت مین ساتھ ہے دلِ پُرخُلق و انکسار
کافور کے عوض لیے یہ عطردان چلے

قاتل جو قتلگہ کیطرف ہمکو لے چلا
اندوہ و غم بہم پئے آہ و فغان چلے

ہر دل کو آرزو تھی نشانہ مین ہی بنون
محفل مین تیرے تیرِ نظر جب عیان چلے

مقتل مین میرے ساتھ قیامت کی دھوم ہے
مین کیا چلا کہ لیجیے کون و مکان چلے

بلبل سے باغبان نے پھر کی ہے چھیڑ چھاڑ
اوسکی کمک کو لشکرِ بادِ خزان چلے

محفل مین تیری نیم نگہ اسطرف ہوئی
افسوس قتلگاہ سے ہم بیمجان چلے

پایا جوانی الفت و طاعت سے منحرف
کیا کیا نہ مجھسے چالین زمین و زمان چلے

نرگس نے آنکھین پھوٹنے دان بچھا دیے
شمشاد سیر کو جو سوِ گلستان چلے

جب علم الٰہی کی تنویر نظر آئی
تدبیر ہمین بالکل تقدیر نظر آئی

جب آہ مرے دل کی شبگیر نظر آئی
بیتاب سرِ گردون تاثیر نظر آئی

آنکھون سے لڑین آنکھین کسطرح نہ دل الجھے
حلقون سے ملے حلقے زنجیر نظر آئی

جب چشمِ جہان بین مین وحدت کا لگا سرمہ
ناقوس کے نالون مین تکبیر نظر آئی

آئینہ مین آنکھون کا کیون بوسہ نہ مین لیتا
پتلی کی جگہ تیری تصویر نظر آئی

تم ڈھاتے ہو دل کو شکوہ مین کرون کیونکر
مجھکو تو خرابی ہی تعمیر نظر آئی

مملو تھین متانت سے کچھ ایسی تری باتین
تقریر مرے دل پر تحریر نظر آئی

کشتہ جو ہوئین دل مین حرص و طمعِ دنیا
مٹی بھی اگر چھو دی اکسیر نظر آئی

ٹھوکر سے قیامت کے فتنے ہی اوٹھا بیٹھے
جب حشر مین کچھ اونکو تاخیر نظر آئی

تقدیر کے رستے پر ہم کھینچکے لے آئے
مقصود سے جب بھٹکی تدبیر نظر آئی

دل چھین لیا میرا وحدت کے کرشمے نے
اپنی جو مجھے تیری تصویر نظر آئی

ابرو مین جو بل دیکر غصے مین ادھر دیکھا
اوسکی نگہِ قاتل اک تیر نظر آئی

محصور ہو کیا قدرت کونین کو جب دیکھا
دو حرفون کی یہ اتنی تقسیر نظر آئی

آنکھین جو ذرا جھپکین محروم ابد ٹھہرے
غفلت کی یہ ادنیٰ سی تعزیر نظر آئی

آنکھون مین کھنچا نقشہ الفت کے مصائب کا
مجھکو جو کوئی صورت دلگیر نظر آئی

صنعت کی نگاہون نے اب تک وہ نہین دیکھی
جو شکل مرے دل مین جاگیر نظر آئی

کیون عرش کی زنجیرین آہون سے ہلاتا مین
میری ہی دعا مجھکو تاثیر نظر آئی

اے صید فگن تو نے کیون تیر کا رخ پھیرا
بیتاب رگِ جانِ نخچیر نظر آئی

قاصد کی رقابت پر اب شبہہ نہین مجھکو
تحریر سے کچھ بڑھکر تقریر نظر آئی

پیغام و سلام اوس نے کچھ بھی نہ کیا مجھسے
تصویر سوا تمسے دلگیر نظر آئی

اے گل تری محفل مین کس موم کی ہین شمعین
متقارِ عنادل بھی گلگیر نظر آئی

روزِ غمِ فرقت کی تکلیفون کو مین سمجھا
خوابِ شبِ عشرت کی تعبیر نظر آئی

بت کیون نہ وسیلہ ہون اللہ سے ملنے کا
بتخانون سے مسجد کی تعمیر نظر آئی

اون ابرو ونکی جنبش جسکی ہے سمجھ مشکل
صدرائے کی ثنیٰ بالتکریر نظر آئی

اک غنچہ دہن شیشہ ہاتھون سے نہین چھوتا
شمشاد کی کیون اسمین تصویر نظر آئی

آزردہ ہین کیون آپ مری آہ و بکا سے
اے جان جہان آپ تو لڑتے ہین ہوا سے

مقصود مرا کچھ ہی رہے اپنی وفا سے
تم باز نہ آؤ کسی حالت مین جفا سے

کیا خوش دلِ افسردہ ہو اب ناز و ادا سے
پژمردہ کلی کھل نہین سکتی ہے صبا سے

ممکن ہے کہ باز آئین وہ اب جور و جفا سے
شرمائے ہین کچھ آج مری آہ رسا سے

کرتے ہین نظر میری طرف تیکھی ادا سے
ممکن نہین بچ جاؤن مین اس تیرِ قضا سے

شوخی سے شرارت سے کبھی ناز و ادا سے
بت سبکو لبھاتے ہین چھڑاتے ہین خدا سے

کچھ عشق سے بھاری ہی رہا حسن کا پلہ
بڑھتی ہی گئی اوسکی جفا میری وفا سے

اولٹی ہی نظر آنے لگی ہمکو جو تاثیر
آخر کو ہمین ہاتھ اوٹھانے پڑے دعا سے

کہتے ہین مرے جرم نہین عفو کے لائق
لیکن مری چلتی نہین کچھ اپنی حیا سے

اعضا مین بڑھاضعف تو سمجھو کہ ڈھا تن
گرتا ہے وہ گھر جسکے دھلجاتے ہین گا سے

طالب کو سراغ اسکے سوا مل نہین سکتا
تنگ آئے ہین وہ شوخی نقش کف پا سے

چھالے مرے سینے مین اوبھرتے نہین ہردم
عرسِ دلِ مقتول کے بٹتے ہین بتاسے

جسنے دلِ افسردہ مین بھڑکائے ہین شعلے
اک تان مری جان اوسی دلسوز صدا سے

ہیئت کے تغیر سے بدلتا ہے کہین عیب
جھائین رہے پیری مین جوانی کے مہا سے

رشتہ کو قرابت سے کہان کوئی تعلق
فرزند تھے حسینؓ بظاہر تھے نواسے

الفت مین نصیحت سے کمی ہو نہین ممکن
یہ وہ ہے مرض جسمین ترقی ہو دوا سے

شمشاد سے ملنے مین اگر عار ہے تمکو

تم سروِ گل اندام سہی اوسکی بلا سے

پیدا ہوئے ہین ہم تو محبت کے واسطے
ناصح کا زعم ہے کہ نصیحت کے واسطے

مخلوق سب ہوے تری طاعت کے واسطے
مخصوص کوئی کب ہے رقابت کے واسطے

مجرم ہونین مگر ہے مجھے رحم کی امید
آنسو نکل پڑے ہین شفاعت کے واسطے

تقدیر ہے خلاف تو ہو جا مری طرف
دیتا ہون مین تجھے تری قدرت کے واسطے

قصر و محل مین صرف نہو جاے سب کی سب
دو گز زمین چاہیے تربت کے واسطے

اللہ ری نازکی کہ وہ پھولونمین ہین شریک
گھر سے چلے تھے میری عیادت کے واسطے

داغِ جگر کا سوز مین ایسا ہے مرتبہ
خورشیدِ حشر آئے زیارت کے واسطے

خوفِ گنہ سے خون نہو خشک اسقدر
آنکھین بھی تر سین اشکِ ندامت کے واسطے

برپا نہ حشر کیجیے آنکھون کے سحر سے
کافی ہے فتنہ قد کا قیامت کے واسطے

آتے ہین وہ جو بہر عیادت تو جلد آئین
دم آگیا ہے آنکھونمین رخصت کے واسطے

فرقت مین ہو گئے ہین وہ سب جان کے زوال
اسبابِ عیش تھے جو طبیعت کے واسطے

دنیا کے دشت و کوہ سے مین تنگ آگیا
کافی نہین ہین یہ مری وحشت کے واسطے

صورت کو دیکھتے نہین وہ پھوٹی آنکھ سے
آوارہ جو ہین خوبیِ سیرت کے واسطے

دنیا سے کوچ کرنے مین مانع نہین کوئی
اب تک رُکا ہون تیری اجازت کے واسطے

آباد رکھیے یا اسے ویران کیجیے
ہے دل کا گوشہ آپکی خلوت کے واسطے

تکرار بات بات پر اچھی نہین حضور
کیا دل لیا ہے آپ نے حجت کے واسطے

ہو کوئی ایک بات تو مین ٹالدون اوسے
حیلے ہین لاکھ تیری شرارت کے واسطے

دربان اوٹھا رہے ہین نگاہِ غضب سے کیون
بیٹھا ہون مین تو چشمِ عنایت کے واسطے

بے سود ہے نصیحتِ ناصح مرے لیے
تبدیل جب محال ہے فطرت کے واسطے

اونکو کہان نصیب ہے عیشِ وصالِ دوست
تخلیق جنکی ہے غمِ فرقت کے واسطے

ملتا ہے آپ کے لبِ شیرین کا کچھ مزا
سنتا ہون تلخ باتین حلاوت کے واسطے

کیونکر نہ شیخ شہر ہو مکار بے نظیر
کچھ چاہیے کمال ارادت کے واسطے

اے گلبدن تجھے ہے عداوت کی دشمنی
شمشاد کی سرشت ہے الفت کے واسطے

دورِ جامِ عیش میرے ساتھ چلنے دیجیے
غم سے دشمن کے کلیجے کو مسلنے دیجیے

دل مین ہے کلفت بھری اسکو نکلنے دیجیے
میری آنکھون کے ذرا چشمے ابلنے دیجیے

انقطاعِ جستجو طالب کو ہے وجہ ہلاک
عالمِ اسباب مین کیون دل بہلنے دیجیے

عشق کے پاسِ ادب کو ہے نزاکت کا خیال
آہین کہتی ہین کسیکا دل دہلنے دیجیے

سانس لینے کی اجازت ضعف سے ملتی نہین
دل یہ کہتا ہے مجھے ہاتھون اوچھلنے دیجیے

شوق لب سے لب جدا ہونا نہین کرتا پسند
آپ کہتے ہین مجھے کروٹ بدلنے دیجیے

آنسوؤن کو رو رہا ہو نمین غمِ دلدار مین
آنکھین مجھسے کہتی ہین اب نیل ڈھلنے دیجیے

دیکھیے گا پیشِ داور دادخواہون کا ہجوم
حشر کے میدان مین اونکو ٹہلنے دیجیے

آفتابِ حشر اوسکا اک شرر بن جائیگا
آہِ سوزان میرے سینے سے نکلنے دیجیے

میری حسرت کو نکلجی نیکی ملجائیگی راہ
چٹکیون سے سینے مین دل اونکو ملنے دیجیے

کیجیے پُر نورگالون سے جھرو کا آنکھ کا
شمع آسا قصرِ تن مین دل کو جلنے دیجیے

شکر للہ الفتِ گیسو سے ملتی ہے نجات
جو بلا ٹلتی ہے دل سے اوسکو ٹلنے دیجیے

چور کر دیگا ہمین خود نشۂ عرفانِ عجز
بادۂ نخوت کی لغزش سے سنبھلنے دیجیے

توڑیے سنگِ ستانت سے بت پندار کو
دل جو مہدِ سینہ مین مچلے مچلنے دیجیے

او سکے گالونکی صفائی کہتی ہے کس ناز سے
اب ذرا پاے نگہ اپنے پھسلنے دیجیے

سب کی جانبازی بوقتِ امتحان کھلجائیگی
بوالہوس چلتے ہین مقتل مین تو چلنے دیجیے

ایک دن وہ سروقامت آپ منہ کی کھائیگا
چال شمشاد روان سے اوسکو چلنے دیجیے

جب مجھے یاد جوانی کی کبھی آتی ہے
اپنی اصلاح پر اوسوقت ہنسی آتی ہے

مجھکو حاجت مین بھی رہ رہکے ہنسی آتی ہے
بنکے حاتم جو یہ دنیاے دنی آتی ہے

جسم وجان کامرے کردیتے ہین وہ جھگڑا طے
جانبِ صلح طبیعت جو کبھی آتی ہے

جسمین کچھ آپ کے چرچوں کا نکلتا ہو لگاؤ
بات لب پر مرے رہ رہ کے وہی آتی ہے

یار چھوٹا تو گیا عیش بھی اوسکے ہمراہ
بیکسی ساتھ مصیبت کے چلی آتی ہے

خوبیان ہوتی ہین یا مال صداقت مغرور
دل مین انسان کے جسوقت بدی آتی ہے

ہچکیان ڈاک بٹھا کر مجھے دیتی ہین خبر
میری یاد اونکو جو بھولے سے کبھی آتی ہے

کھینچکر دل اوسے لاتا ہے ترے کوچے تک
جبکہ انسان کی شامت کی گھڑی آتی ہے

یاد آتی ہے مجھے ایک گلِ تر کی روش
ناز کرتی جو نسیمِ سحری آتی ہے

کیون شگفتہ نکرے غنچۂ دل بادِ صبا
بوے پیراہن جانان مین بسی آتی ہے

سوزِ الفت نے لگادی ہے کلیجے مین وہ آگ
بو مری سانسون سے ہر وقت جلی آتی ہے

یہ تو ہوتا نہین نکلے کوئی میرا ارمان
آرزو ہے کہ مرے دل مین چلی آتی ہے

گلشنِ خلد کی ہوتی ہے حقیقت معلوم
جب تصور مین کبھی تیری گلی آتی ہے

نہ کیا تو نے مرے رنج وروني کا علاج
اے مسیحا تجھے کیا چارہ گری آتی ہے

مجھسے کہتے ہین کرو عفو عدو کی تقصیر
آپکو ایک یہی داد رسی آتی ہے

مین سمجھتا ہون کہ ہونگے مرے حسن اعمال
جنکی میزان مین سنتا ہون کمی آتی ہے



کہدے شمشاد سے اک گل کیطرف سے کوئی
اس تخلص سے بھی کچھ بوے خودی آتی ہے

آغوش تصور سے نکلنے نہین دیتے
ہم وہ ہین کوئی چال اونہین چلنے نہین دیتے

ہاتھون کو حنا خون کی ملنے نہین دیتے
انداز کرم دل کو سنبھلنے نہین دیتے

ہنگام طرب دل کو اوچھلنے نہین دیتے
جو آنسو ون کو غم مین اوبلنے نہین دیتے

تسکین دل زار وہ کیا خاک کرین گے
جو اپنے تصور سے بہلنے نہین دیتے

میرے دل مجروح کی کیا چارہ گری ہو
اندوہ حوادث تو سنبھلنے نہین دیتے

اس جرم مین وہ تیز مین کٹ جاتے ہین بیحد
ہم وصل مین کروٹ جو بدلنے نہین دیتے

نازک وہ ہمین پاس نزاکت ہے یہانتک
غنچون کو شب وصل اوچھلنے نہین دیتے

کیا تاب کہ آنسو مرے فرقت مین بھی ڈھلجائین
دانا کبھی لڑکون کو مچلنے نہین دیتے

ابرو کے کبھی وار ہین مژگان کے کبھی تیر
سینے مین مرے دل کو سنبھلنے نہین دیتے

کیا دیکھین گے وہ کوثر و تسنیم کے جلوے
جو آنکھون کے چشمون کو اوبلنے نہین دیتے

سورج کے سوا اور بھی اسباب ہم ہین
جو ہجر کے دن کو کبھی ڈھلنے نہین دیتے

کسطرح کرین سیر وہ داغون کے چمن کی
ارمان اونھین دل مین ٹہلنے نہین دیتے

ہم تلخ کلامی نہین کرتے جو کسی سے
دشمن کو کبھی زہر او اگلنے نہین دیتے

ہمسے کبھی ممکن ہی نہین عشق مین لغزش
ہم پاے نگہ تک کو پھسلنے نہین دیتے

کرتے ہین اشارہ کہ اوٹھے غیر تو لپٹون
پہلو سے اوسے آپ ہی ٹلنے نہین دیتے

نالون مین ذرا نام نہین بے اثری کا
پھر بھی وہ ترے دل کو پگھلنے نہین دیتے

کہتے ہین مسیحا کہ تپِ غم کے حرارے
بیمارِ محبت کو سنبھلنے نہین دیتے

دھوکا ہمین دیدینگے یہ ہے خام خیالی
ہم دال کسی غیر کی گلنے نہین دیتے

نالون مین بھی رہتا ہے ہمین پاسِ نزاکت
اونکے دلِ نازک کو دہلنے نہین دیتے

اوسکے رخِ روشن سے مقابل جو نہوتی
اے شمع تجھے ہم کبھی جلنے نہین دیتے

حرص و حسد و کبر و ہوا سے ہین جو واقف
ان سانپ کے بچون کو وہ پلنے نہین دیتے

واسوخت سے کسطرح جلائین ترے دل کو
ہم تو دلِ دشمن کو بھی جلنے نہین دیتے

احباب ہین شمشاد کے شعرون سے شگفتہ
دشمن انھین گو پھولنے پھلنے نہین دیتے

نہ ہم عینِ بقا ٹھہرے نہ ہم ذاتِ فنا ٹھہرے
کسی مین محو ہو کر یہ نہین معلوم کیا ٹھہرے

کسیکے ہم عدو ٹھہرے کسیکے آشنا ٹھہرے
مگر اونکی نگاہون مین نہ کچھ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تعدد کب فنائے وحدت مین رکھتا ہے گنجایش
تمہارا سا جو پیدا ہو تو مجھسا دوسرا ٹھہرے

من و تو کے مٹانے سے ہوا حاصل تو یہ حاصل
تمہارا وصف کرکے آپ ہی ہم خود نما ٹھہرے

رسائی ایسے نالون کی تمہارے کان تک کیا ہو
جو دل سے تا بلب آنے مین بھی دم لے جا بجا ٹھہرے

مٹے روندے گئے پھر بھی سبھونکی رہنمائی کی
جو ہم دنیا مین کچھ ٹھہرے تو مثلِ نقشِ پا ٹھہرے

نہین کچھ اور یہ سب عشقِ کامل کے کرشمے ہین
مرے دل کا ہر ایک ارمان اونکا مدعا ٹھہرے

فضائے دہر کے نیرنگ سنکر دل جو لہرایا
تماشا دیکھنے ہم بھی ذرا دم بھر کو آ ٹھہرے

اِدھر کونین کی عشرت اودھر تو ہے مگر تنہا
تمنا ہے کہ اس تقسیم مین تو ہی مرا ٹھہرے

یہی انصاف ہے ان بے نیازون سے کوئی پوچھے
ہماری جان پر بنجاے اور انکی ادا ٹھہرے

ہمین دنیا مین ہو کسطرح لطفِ زندگی حاصل
ہمارے دل کا دشمن جب ہمارا دلربا ٹھہرے

مخاطب وہ ہین لیکن قلب پر قابو نہین حاصل
کرون کچھ عرض اونسے دل جو پہلو مین ذرا ٹھہرے

نکر محتاج مجھکو چارہ سازانِ مجازی کا
الٰہی درد دے ایسا کہ آپ اپنی دوا ٹھہرے

جگہ دی مینے اونکو خاص خلوتخانۂ دل مین
وہ یہ کہتے ہین ایسے جیل مین میری بلا ٹھہرے

نہین معلوم میری موت مین کیا بات کہی ہے
تماشا ہے یہ میری آرزو اونکی دعا ٹھہرے

چڑہائے آستینین ہاتھ مین خنجر وہ آتے ہین
چلے ہین سر بکف ہم دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

جو ہم خواہش کرین کوئی تو گستاخی مین داخل ہو
کرین وہ بے رخی ہمسے تو یہ اونکی ادا ٹھہرے

اگر گہری نظر سے دیکھ لین ہم تم مراتب کو
نہ کوئی پر جفا نکلے نہ کوئی باوفا ٹھہرے

مٹا کر اپنی ہستی جب ہے ہم کنجِ مرقد مین
نہ دنیا ہمسے چھوٹی ہم نہ دنیا سے جدا ٹھہرے

ادھر سے تہمتون پر تہمتین سامانِ رسوائی
مرے منہ سے جو سچی بات بھی نکلے گلا ٹھہرے

ہماری یاد آئے آپکو کیونکر جدائی مین
ہوئے جب دور آنکھون سے تو دل سے بھی جدا ٹھہرے

ہمارا خون جو اسوقت زیبِ دست قاتل ہے
عجب کیا ہے کہ محشر مین بھی یہ رنگِ حنا ٹھہرے

تمھین کس بات مین ہے عار آخر اوسکی صحبت سے
جو گل اندام ہو شمشاد کے تم آشنا ٹھہرے

نہ ہم فخر جدو فرجد نہ ہم نازِ اب و عم تھے
مگر ہر دل کے گھر کرنے مین ہم یکتائے عالم تھے

ہمیشہ گیسوِ پرپیچ عاشق کے لیے سم تھے
جوانی مین وہ ادہم تھے بڑہاپے مین وہ ارقم تھے

یہ مانا مرتبے مین آپ سے ہم ہر طرح کم تھے
مگر کوئی تمیز اسکی نتھی وہ لطف باہم تھے

مصیبت مین عدو ٹھہرے دمِ افلاس بیگانے
جو وقتِ عیش و عشرت سب انیس و یار و ہمدم تھے

غم و شادی کی لذت وصل کی شب مجھکو یکسان تھی
امید و یاس کے کھٹکے جو میرے دل مین توام تھے

مری طاعت بانیمعنی کہ میری تھی غنیمت تھی
ترے الطاف بیحد تھے مگر پھر بھی بہت کم تھے

تری فرقت مین خوں افشان تھے میرے مردمِ دیدہ
مری آنکھون کے حلقے حلقہائے حزن و ماتم تھے

یہ مانا مینے مین گستاخ تھا بے شرم تھا لیکن
تمھارے لطفِ بیجا میرے حق مین اور بھی سم تھے

فلک نے بھی کمر باندھی جواب ہر دل آزاری
مگر میرے ستانے کیلیے تیرے ستم کم تھے

نہ تھی نسبت تری محفل سے جسکو کون ایسا تھا
جو حاضر تھے وہ بیخود تھے جو غائب تھے وہ بیدم تھے

سنبھالا ہوش کیا ہمنے سراپا ہو گئے لغزش
خرد نا آشنا جب تک تھے کیا بیفکر و بیغم تھے

کیا حل بیخودی نے یہ معما ایک مدت مین
جو اپنے آپسے بیگانے تھے وہ تیرے محرم تھے

الٰہی خیر اب پہچانتا بھی تو نہین ہمکو
کوئی وہ بھی زمانہ تھا ترے دل مین ہمین ہم تھے

مین ختمِ انبیاے مذہبِ رسوائی الفت
اگرچہ قیس و فرہادِ حزین مجھسے مقدم تھے

سرِ بزمِ عدو تو ملتفت مجھسے نہ تھا لیکن
مرے دل پر تری نیچی نگہ کے وار پیہم تھے

کہان کا وصل کیسا ہجر غم کیسا خوشی کیسی
نہ خلوت تھی نہ جلوت تھی جہان تم تھے وہان ہم تھے

وہ غمزے روح فرسا اور اندازِ ستم افزا
ہمارے دشمنِ جان تھے تمھارے یار ہم تھے

ہمیشہ بے مے و ساغر مجھے تھا نشۂ الفت
مرے پیشِ نظر جب تک ترے ابروے خم تھے

لحد مین کام دیتے ہین جو مشعلہاے روشن کا
یہ ہین وہ داغِ الفت جو حریفِ فعلِ مرہم تھے

بدل لین تمنے کیا آنکھین ذلیل و خوار ہم ٹھہرے
زمانہ جب موافق تھا معظم تھے مکرم تھے

ہمارے وقت مین اخلاقِ انسانی ہی عنقا ہے
وہ جنمین آدمیت تھی وہی انبایِ آدم تھے

تمھین ہم گل ہمین تم شاد تم سمجھا کیے لیکن
کھلا آخر مین دونون پر نہ کچھ تم تھے نہ کچھ ہم تھے

کہتا ہون اوس لٹیرے سے مین ہاتھ جوڑ کے
سب کچھ ہے تیری نذر مگر دل کو چھوڑ کے

افسوس دانے دانے کو محتاج ہین وہ لوگ
جنکے یہان حساب تھے کچھ کروڑ کے

جو بیخودیِ نشۂ دولت مین تھے رفیق
وقتِ خمار چلدیئے سب مُنھ کو موڑ کے

اونکو کہان دماغ کرین سیرِ باغِ خلد
تیری گلی مین بیٹھے ہین جو پاؤن توڑ کے

اوسنے گلے لگا کے مرا نقدِ دل لیا
لوٹا ہے مجھکو یار نے گردن مروڑ کے

اتنے نہ ظلم کر کہ یہ کہنا پڑے تجھے
اے جان نثار تو بھی چلا مُنھ کو موڑ کے

میرا وہ دل جو لعلِ بدخشان سے کم نتھا
کس سنگدل نے پھینکدیا توڑ پھوڑ کے

اخلاص کی شمیم مین نفرت کی بو رہی
باتین تو کین اونھون نے مگر منھ سکوڑ کے

زانوی یار پر ہے مرا بانیاز سر
فرہاد بے مراد گیا سر کو پھوڑ کے

کہتا ہے ہچکیون کو دمِ نزع قہقہہ
قربان جان و دل مرے ایسے ہنسوڑ کے

بیچین کر گئے مجھے پلکون کو مار کر
وہ جنسِ صبر لے گئے بالکل بچھوڑ کے

دل کے کھرنڈ اوکھیڑ کے چھیڑ کو نمک ضرور
بونا بھی تمکو چاہیے کچھ کھیت گوڑ کے

ملتا رہا ہے غیرون ہی سے نقدِ مدعا
مانگا کیے عزیزون سے مُنھ پھوڑ پھوڑ کے

ہے دھوم جن سے دہر مین طوفانِ اشک کی
دو بوند میرے آنسو ہین وہ بھی نچوڑ کے

مجھکو لڑا کے غیر سے تم اوسکے ہو گئے
آتے ہین تمکو فقرے بڑے توڑ جوڑ کے

کیونکر نہ بات بات مین ہو مجھکو اضطراب
وہ صبر لے گئے مرے دل سے نچوڑ کے

پیری وہ پہلوان ہے جس سے لپٹ گئی
توڑیگی بند بند اوسکے جھنجھوڑ کے

ایسا غمون نے چوس لیا میرے جسم کو
جسطرح پھینکدے کوئی ہڈی چچوڑ کے

مغرور کیون ڈپٹتے ہین اتنا غریب کو
کُتّے بھی کاٹتے نہین ایسا بھنبھوڑ کے

شمشاد ایک گل کے اگر تم ہو عندلیب
بلبل کا دل دُکھاتے ہو کیون پھول توڑ کے

کیا غم جو ہم شراب سے مدہوش ہو گئے
بیخود ہوئے خودی سے سبکدوش ہو گئے

برقِ تجلیات ہے یا برقع حجاب
تم رونما ہوئے ہو کہ روپوش ہو گئے

کسکی لجائی آنکھون نے سرمہ کھلا دیا
کیون ہم بیانِ شوق مین خاموش ہو گئے

فرقت مین کیون رقیب کا بھی دھیان آگیا
سو شکل خیالِ یار کے ہمدوش ہو گئے

فیضِ بہارِ عشق سے سینہ بنا چمن
سب دل کے داغ لالۂ پرجوش ہو گئے

روزِ شمار آپکو کچھ خوف بھی نہین
جب آپ بیحساب ستم کوش ہو گئے

جامِ رضا مین بادۂ تسلیم پیتے ہی
بدخواہون کے جو نیش تھے سب نوش ہو گئے

ممکن نہین کہ اب کوئی آئے نئی ترنگ
جھڑکا گیا رقیب ہمین ہوش ہو گئے

رخ پر نگاہ ڈالدا زیرِ سر
ہم اپنے ہوش مین ہین کہ بیہوش ہو گئے

ساقی کی زلف عکس فگن جام پر جو تھی
رندانِ بادہ خوار بلا نوش ہو گئے

دل پک گیا جو آتشِ سوزِ فراق سے
چھالے بھی دیگ سینہ کے سرپوش ہو گئے

پینے جو التماسِ وفا ایک روز کی
وہ اور ہے حساب جفا کوش ہو گئے

ہے ہر حسین کی مرے پہلو ہی پر نظر
تم ایک دن جو زینتِ آغوش ہو گئے

کیسا خضابِ مرگِ جوانی کے سوگ مین
سارے سفید بال سیہ پوش ہو گئے

ڈالی تھی اوسنے ایک ہی مستی بھری نظر
مشہورِ دہر سیکڑون مے نوش ہو گئے

سوبل پڑے کمر مین وہ نازک ہین اسقدر
دو پھول بھی جو زیبِ بناگوش ہو گئے

شمشاد ایک غنچہ دہن کے فراق مین
خونناب اشکِ چشم سے گلپوش ہو گئے

مرید ہمکو اگر شیخ جام کرلین گے
تمام رندون کو دم مین غلام کرلین گے

کسیکی یاد مین ہم کوئی کام کرلین گے
خدا خدا نہ سہی رام رام کرلین گے

جو خاص خلق کو ہم خلقِ عام کرلین گے
ضرور سبکے دلون مین مقام کرلین گے

جو بیخودی مین کوئی طرفہ کام کرلین گے
ہمیشہ کے لیے شغلِ مدام کرلین گے

چمن کی سیر کا یون انتظام کرلین گے
خیالِ رنگِ رخِ لالہ فام کرلین گے

ظلام و نور مین یون التیام کرلین گے
سلام اونھین وہ ہمین رام رام کرلین گے

کرینگے حسنِ اطاعت سے اونکے دل مین گھر
ہم اونکے کام مین اپنا بھی کام کرلین گے

وہ کریگی اگر کچھ ہماری محویت
تمھارے عشق مین اپنا بھی کام کرلین گے

ہمین حواس مین لانے کی کچھ کرو تدبیر
تمھارے وصل کا ہم انتظام کرلین گے

جو ہونگے خانہ بدوش آپکی محبت مین
ہزار دل مین ہم اپنا مقام کرلین گے

ہم اونکے ہاتھ مین دینگے نیاز کا کوڑا
سمندِ ناز کو وہ خوش لگام کرلین گے

جو بیخودی مین کہین آپ ملگئے ہمکو
ہم آپ اپنے مین آنا حرام کرلین گے

عوام کیا نہ رہینگے خواص بھی بے ڈر
اگر وہ تیغ کبھی بے نیام کرلین گے

چلین گے حشر مین فریاد کرنے جب عاشق
یہ جان لو کہ ہمین کو امام کرلین گے

فرشتون سے بھی نہ چھپکے گی میری آنکھ کبھی
ذرا جو آپ مرا احترام کرلین گے

تمھارے بالون سے کیا مشکِ خشک کو نسبت
تمیز آپ ہی سب خوش مشام کرلین گے

نہ پوچھی جائیگی لیل و نہار کی طاعت
کسیکی یاد جو ہم صبح و شام کرلین گے

پھرینگے جادۂ رندی سے سوی زہد و ورع
ہم اس سفر کو بھی دو چار گام کرلین گے

نہ اونکے کوچے مین بیکار جائیگی فریاد
نظارہ وہ بھی کبھی زیرِ بام کرلین گے

حجاب لاکر ہین بعد بیحساب رہے
مگر وہ ہے سلام و پیام کرلین گے

نہ سُن تو نغمۂ جانسوز اِن کے ای صیاد
اسیر تجھکو اسیرانِ دام کرلین گے

جو اختلاط مین ہے کسرِ شانِ محبوبی
تو دور ہی سے تمھین ہم سلام کرلین گے

ہمارے نالے نہ ٹھہرینگے عرش کے نیچے
فلک جو روکین گے اونمین مسام کرلین گے

ستم یہ ہمنے کیا نقدِ دل گنوا بیٹھے
یہ سمجھے تھے کہ کہین قرض وام کرلین گے

جو یار غنچہ دہن ہے تو ہم بھی ہین شمشاد
ہزار رنگ مین اوس سے کلام کرلین گے

یکایک رات کچھ اکر جو وہ روئے بہت بلکے
یہ سب اونی کرشمے تھے مری بیتابیِ دل کے

جگایا عورون نے کس نازسے ہمکو گلے مل کے
نہ اوٹھے ہم قیامت تک تھکے ماندے تھے منزل کے

حسینون مین جو ہون بھی آپکی شکل و شمائل کے
اونہین پہ فخر کب حاصل کہ مالک ہون مرے دل کے

ہماری قبر پر ہوتی ہے عبرت دور بینون کو
ہوئے ہم سرمۂ چشمِ بصیرت خاک مین مل کے

حسینون کو نہو کیونکر تمنا میرے ملنے کی
ہزارون شوخ قائل ایک میرے چلبلے دل کے

وہ آئینہ اونہین ہم دیکھتے ہین چھپکے نظرون سے
غضب کی نوک جھونک اندازہین کیا کیا مقابل کے

غنی کیونکر نہ سمجھین اغنیاے حسن مجھکو بھی
نہین معلوم کتنے ہون گے تیرے دیکھنے والے

تماشائی ہین صید افگن ہزارون تیرے بسمل کے
ترستی رہگئین آنکھین نہ نکلی آرزو دل کی

رگِ جان مین کیا گھر آپ نے مجھسے گلے مل کے
مجھے فرقت مین اونکے وصل کی لذت ہوئی حاصل

بہے آنسو کے دہارے اسطرح آپسمین ہل مل کے
ہمارا دم وہ بھرتے ہین تو اسمین جاے حیرت کیا

کرشمے ایسے لاکھون ہین ہمارے عشقِ کامل کے
طرازِ دل حقیقت ہے تو پھر انکی حقیقت کیا

یہ آب و رنگ و خال و خط ہین بوٹے نقشِ باطل کے
او تارا تونے کیون تلوار کے گھاٹ انکو اے ظالم

غریقِ بحرِ الفت کیا تمنائی تھے ساحل کے

ہم اونکے دل کے مالک وہ ہمارے دل مین رہتے ہین
نہ کوہ و دشت سے مطلب نہ حاجتمند محمل کے

چھوڑا کردوستون سے میرے دل کو نازبیحد تھا
اب وسکا توڑتا ہون کفر مین دشمن سے مل مل کے

شگفتہ خاک باغ دہر مین ہون جب سے حالت سے
نظر کے سامنے مرجھاے ہین پھول کھل کھل کے

یہ مانا مینے مین کچھ بھی نہین ہین آپ تو سب کچھ
ملون حورون سے مین جنت مین کیونکر آپ سے مل کے

پس مردن تمنا بوسونکی اسطرح بر آئی
کسیکی محفل مے مین گئے ساغر مری گل کے

جب اونکا نام رٹکر جھومتا ہون جوش مستی مین
وہ کہتے ہین سبق بھولا رٹو پھر اسکو ہل ہل کے

نہ پڑجائین ہزارون نیل کیونکر صورت جوہر
لب ہر زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے

مری گستاخیون پر ناحق اب تیور بدلتے ہو
تمہارے منھ لگانے نے بڑہائے حوصلے دل کے

لہوئین عشق مین تھوکون تو ہیں جلاے حیرت کیا
ہوئی تھی قیس کو دق جھین سب آثار ہین سل کے

ادا ے خاص ہے جسنے ہمارے دل کو لوٹا ہے
نہ ہم رضاے کے عاشق نہ شیدا ہین ترے تل کے

مری توبہ سے کیا سرگشتہ ہین جام و سبو مینا
کہین جیتے نہین پاتے نکالے میری محفل کے

غزل کہنے کی اے شمشاد اب فرصت کہان مجھکو
کسی گل کو سنا دیتا ہون مین نغمے عنادل کے

حالت دل مجروح کی دیکھی نہین جاتی
او سپہر نگہ تیز کی شوخی نہین جاتی

کہتا ہون جو مین آپکی شوخی نہین جاتی
کہتے ہین کہ ہان ہان نہین جاتی نہین جاتی

ہٹ جاے اگر دل تو لگایا نہین جاتا
آجاے طبیعت تو ہٹالی نہین جاتی

وہ کہتے ہین کیا ناز اوٹھاؤگے مرے تم
جب اپنی طبیعت ہی سنبھالی نہین جاتی

کیا خوب مین اپنے دل پرجوش کو روکون
دشمن کی زبان آپ سے روکی نہین جاتی

مین عاشق صادق ہون جو کہدون اوسے مالو
سچون کی کوئی بات بھی پرکھی نہین جاتی

بے مانگے ترے در سے ملین اتنی مرادین
تجلت سے دعا اب کوئی مانگی نہین جاتی

اک شوخِ ستم کیش کے پھندے مین پھنسا ہو
اوسپر بھی شرارت مرے دل کی نہین جاتی

کسطرح نہو سبکو نصیبے کی شکایت
تقدیر کبھی پوچھکے لکھی نہین جاتی

ہے سنگدلی دال شرافت کی کمی پر
بے میل کبھی سونے کی نرمی نہین جاتی

کیونکر مین کہون خوگرِ فرقت ہے طبیعت
اس سے تو ذرا نام کو تلخی نہین جاتی

تنگ آکے مرے ہاتھ قلم کردیے اوسنے
اوسپر بھی مری نامہ نگاری نہین جاتی

کیا آنسوؤن کو پیکے مین الفت کو چھپاؤن
ہونٹھون کی کسی حال مین خشکی نہین جاتی

اب جی مین ہے نفرت کی تمنا کرون اوسسے
جب میری کہی بات کبھی کی نہین جاتی

احباب کی صحبت ہو کہ اغیار کی محفل
وحشت مری یہہات کہین بھی نہین جاتی

کیونکر کہون ضدی ہین کسیکی نہین سنتے
میری تو کوئی بات بھی خالی نہین جاتی

کسطرح دلِ سوختہ مین سوز چھپاؤن
یہ آگ وہ ہے راکھ مین دابی نہین جاتی

مجبور ہے کیون دشمنِ بے عقل نہ چھیڑے
حیوان سے تحریک ارادی نہین جاتی

اوس شوخ نے تہ دی جو مرے خون کی اوسمین
اوڑتی ہے حنا ہاتھون کی سرخی نہین جاتی

تحریر بھی آتی ہے تمھاری جو مرے نام
تقدیر کا لکھا کہ وہ سمجھی نہین جاتی

برداشت ستم اونکے نہین ہوتے کسیطرح
اور اونسے طبیعت مری پھرتی نہین جاتی

تنے جو مرے خون مین ہاتھون کو رنگا ہے
اب جان لو تا حشر یہ سرخی نہین جاتی

شمشاد اگر تم نہین عاشق کسی گل پر
کیا وجہ کہ رخسارونکی زردی نہین جاتی

خدا کا شکر اوس ظالم نے صورت تو دیکھلی میری
سفارش آپ ہی کریگی اب تو بیکسی میری

بجا ہے مین جو دیوانہ ہون اپنی حسن سیرت کا
حسینون پر بھی کر دیتی ہے جادو دلبری میری

جو اونکے دل مین شوخی ہے تو وہ کیا منھ بھلا ئینگے
متینون کو ہنسا کر چھوڑتی ہے دلگی میری

تجھے اوس سے نہین نسبت ہے اے سرو سہی کچھ بھی
قسم کھاتی ہے جس نوخیز قد کی راستی میری

بجا ہے بعد عشرت رنج مین پہلے ہی سمجھا تھا
رولائے گی مجھے اک روز یہ بیجا ہنسی میری

مری تسلیم اونکے رحم سے یہ ہو گیا ثابت
کہ اونکا قہر جو کچھ تھا وہ تھی سب خود سری میری

اونہین یا اپنے دل کو ایک دن قابو مین کرونگا
نہین ممکن نہ آئے کام کچھ بھی آشتی میری

وہی ایک ایک کرکے جن لیے گلشن سے گلچین نے
گل و غنچہ مین دیکھی جن سے کچھ دلبستگی میری

نہین ملتے تھے جبتک مین تمنا اونکی رکھتا تھا
تلاش اونکو رہا کرتی ہے اب تو ہر گھڑی میری

مری تسکین کر سکتی ہے کب کونین کی عشرت
رضائے یار پر موقوف ہے ساری خوشی میری

دم بسمل کسی تکلیف کا کھٹکا نہین مجھکو
یہی غم ہے کہ تڑپا دیکی اونکو بیکلی میری

بجا ہے رشک غیرون کو اگر ہو میری قسمت پر
تمھاری آرزو جو کچھ تمنا ہے وہی میری

عیادت کو وہ آئے ہین مسیحا بنکے بیٹھے ہین
مین اونسے کہ نہین سکتا کہ حالت ہے ردی میری

تمھاری بیکروی پر جب ہو مین تو شکایت کیا
تمھین انصاف سے کہدو کبھی تمنے سنی میری

مرے سر کو وہ زانو پر لیے بیٹھے ہین حیرت مین
غضب ہے اونکو بھی بیخود بنائے ہے خوشی میری

مجھے رسوا کرو یا جان لیلو یا طرح دیدو
جو کچھ ہونا ہو ہوا تو طبیعت آگئی میری

مین جس سے دل سے ملتا ہون وہ مجھسے کاٹ کرتا ہے
زمانے کو بنا دیتی ہے دشمن دوستی میری

جو سچ پوچھو حقیقت مین مجھے رسوا نہین کرتے
اونھین یہ فکر ہے الفت مین ہو پردہ دری میری

مری آنکھونکی بارش ٹھنڈی سانسون سے تعجب کیا
اگر ٹھنڈی سڑک پر فوق لیجائے گلی میری

اوٹھایا ہاتھ یک لخت اونسنے اپنے رحم فطری سے
کسیکے دل مین ایسی جمکے بیٹھی دشمنی میری

مری آغوش مین بھی لب بلب مجھسے نہین ہوتے
لبِ ساحل سے ہرگز کم نہین تشنہ لبی میری

یہ مانا ہینے مین ہر فن مین ناقص ہون مگر پھر بھی
ارسطو کے فنون پر فضل رکھتی ہے دکی میری

خدا نے اونکو صورت دی تو مجھکو قامتِ زیبا
نہین شمشاد بیجا گر خون سے سرکشی میری

عشق مین سامان کیا کیا چاہیے
درد ہو دل مین بس اتنا چاہیے

رازِ الفت کا جو اخفا چاہیے
آپ مین اصلا نہ آنا چاہیے

حاصلِ کونین اتنا چاہیے
درد دل مین سر مین سودا چاہیے

عاشقی کچھ دلگی یا کھیل ہے
اسکو میرا ہی کلیجا چاہیے

جلوہ ہی جلوہ ہین یہ سارے حجاب
دل مصفا چشم بینا چاہیے

قطرہ دریا مین رہا تو لطف کیا
قطرے مین روپوش دریا چاہیے

تو ہے جلوہ کس خرامِ ناز کا
اے قیامت تجھکو دیکھا چاہیے

آپ اوٹھجا ئینگے وعدون کے حجاب
انتظارِ روزِ فردا چاہیے

عشقِ مژگان سے ہے کیون چھلنی جگر
دل مین اس کانٹے کا کھٹکا چاہیے

غیر کا جو ہو رہے کس کام کا
اے خدا مجھکو دل اپنا چاہیے

آپ اپنے جلوون مین تم مست ہو
چاہنے والا تمھین کیا چاہیے

تیرے سودے مین بھی چھانی اپنی خاک
مجھسے دیوانے کو اب کیا چاہیے

میرے پہلو سے چلے جاتے ہو تم
مجھکو کیون آپے مین آنا چاہیے

آشتی دنیا سے زیبا ہے اوسے
جسکو کچھ جھگڑا بکھیڑا چاہیے

لوگ کہتے ہین ترا بندہ مجھے
تجھکو بھی کچھ پاس اسکا چاہیے

اوچھی الفت یا عداوت کچھ نہین — جو تعلق ہو وہ گہرا چاہیے
وصل کی شب کیون نہ خوفِ صبح ہو — عاقبت کا دل مین دھڑکا چاہیے
ناصحون مین یا رقیبون مین رہے — ہر جگہ تیرا ہی چرچا چاہیے
جنکو سونا ہے لحد مین ایک دن — اونکو کیا تکیہ بچھونا چاہیے
مجھکو تڑپانا جلانا غیر کو — کچھ نہ کچھ تمکو تماشا چاہیے
رند و نمین ساقی بھی ہے ساغر بکف — میکدے پر ایک لہرا چاہیے
حسنِ صورت پر نہین موقوف عشق — دلبری کو طرح زیبا چاہیے
نشۂ الفت مین اے دل ہوش کھ — بیخودی کہتی ہے بہکا چاہیے

مجھکو اے شمشاد اک گلرو کی مدح
بلبلون کو شور و غوغا چاہیے

آئینے پر آنکھ ڈالی جائیگی — آبکی یون بیتابی جائیگی
اک نظر تیر جو ڈالی جائیگی — آنکھ عالم سے اوٹھالی جائیگی
وصل کی صورت نکالی جائیگی — بات میری بھی نہ ٹالی جائیگی
کیا ترو دیکھو مشقِ قتل مین — جانِ رفتہ پھر بلالی جائیگی
زور دیکر نرم کرتے ہو مزاج — کیا ادا سانچے مین ڈھالی جائیگی
ٹپکے گی حسرت جو میری آنکھ سے — ناز کی گودون مین پالی جائیگی
دل کو چھیدیگی تری نوکِ مژہ — چوٹ ابرو کی جو خالی جائیگی
مینے مانا پیرہن مین او نسے آنکھ — کیا طبیعت بھی ہٹالی جائیگی
اچھی صورت پر نہ اترائین حسین — پہلے سیرت دیکھی بھالی جائیگی

کاٹ دونگا بیٹھکر راحت مین عمر
ہر مصیبت جب اوٹھالی جائیگی

دل اگر ہے خوگرِ رنج و تعب
طرزِ عشرت بھی سکھالی جائیگی

داغِ دل ہو جائینگے آتشکدے
آئیگی ہولی دوالی جائیگی

جسکو چسکا عشقبازی کا پڑا
وہ طبیعت کیا سنبھالی جائیگی

تو ہے نظر و نمین تو مجھسے خلد مین
حور پر کب آنکھ ڈالی جائیگی

دل مین کرونگا تصور آپکا
حسرت اس حیلے سے ٹالی جائیگی

وہ عیادت تو کرین مجھ زار کی
طاقتِ رفتہ بُلالی جائیگی

ڈھونڈھینگی پھر مجھکو وہ ترچھی نظر
غیر پر جب چوٹ خالی جائیگی

جوشِ مستی مین جو ہونگے رند خوش
شیخ کی پگڑی اوچھالی جائیگی

اپنے ہی دیر نہین کچھ اعتماد
اونکے دل کی بات پالی جائیگی

اے مسیحا میرے پہلو سے نہ اوٹھ
میرے چہرے کی بحالی جائیگی

ہو گئی اونکی توجہ کی نظر
اب ہماری خستہ حالی جائیگی

زور دیکر مین کہونگا حالِ دل
جب طبیعت کچھ سنبھالی جائیگی

میرے منصوبے بگاڑیگا وہ شوخ
بات جب کوئی بنالی جائیگی

خونِ دل پی کر کرینگا صبر و شکر
تیری گالی جس سے کھالی جائیگی

دینگے دل پر زورِ تسلیم و رضا
یون ہماری خستہ حالی جائیگی

دیر جو کچھ ہے ترے آنیکی ہے
آرزو دل سے نکالی جائیگی

مژدہ اے شمشاد کہتا ہے وہ گل
یہ غزل بھی تیری گالی جائیگی

شکر صد شکر اوسکا دل مجھسے ملا ہی پیار سے
آنکھ بھی جسکی نہین ملتی کبھی اغیار سے

اک گلِ شاداب کو الفت ہوئی مجھ زار سے
پھول کا جسطرح دامن بڑھکے اوجھے خار سے

ہاے اوسکا ایک بنکہنا ادا سے پیار سے
آج مجھکو تم نظر آتے ہو کچھ بیزار سے

پوچھتے ہین ذبح کرکے ناز کی تلوار سے
کس نے اسکی جان لیلی ہے ادا سے پیار سے

ہوتی ہے تعبیر اوسکی ابروِ خمدار سے
کرتے ہین چور نگ عاشق کو وہ جس تلوار سے

لاکھ ہو تسکین مجھکو شربتِ دیدار سے
جانبری ممکن نہین ہے عشق کے آزار سے

خارِ حسرت دل مین لیکر اوٹھے بزم یار سے
یہ وہ کانٹے ہین جنھین ہم لائے ہین گلزار سے

یار نے پھر پیش کردی کشمکش امید کی
یاس کی راحت مین ہم تھے وصل کے انکار سے

لوگ ہمسے پوچھتے ہین گرمی صحبت کا حال
روکے مثلِ شمع ہم اوٹھے ہین بزم یار سے

اونکی آنکھون مین ہین انداز و ادا مستی و ناز
نقدِ دل ہم ہار بیٹھے ہین انھین دو چار سے

کوئی اسکو سجدہ سمجھے یا علاجِ دردِ سر
ابتو اوٹھنے کا نہین یہ آستانِ یار سے

پڑ گئے دل پر تمنائے ہم آغوشی مین داغ
یا گرے ہین پھول کچھ تیرے گلے کے ہار سے

وعدۂ دیدار کے ایفا مین اب کیا دیر ہے
حشر برپا ہو چکا جب آپکی رفتار سے

میرے دل کے واسطے ہوتی ہے برچھی کی انی
وہ نگہ جو غیر پر کر دیتے ہو تم بیمار سے

ہمکو زندان سے جو وحشت سوے صحرا لے چلی
وقتِ رخصت ملکے ہم روئے در و دیوار سے

ہمکو جو باتین نہ کہنا تھین کہین دشمن سے یون
رازِ دل جسطرح کہدے کوئی اپنے یار سے

ہاے کیا اندھیر ہے کیسی یہ چہرے کی چمک
سامنے تو سب کے پھر محروم سب دیدار سے

رات فرطِ جوش مین مینے جو باتین ڈالدین
اونکو اوالجھن ہو گئی اپنے گلے کے ہار سے

نکہتِ گیسوے جانان سے نہ مکر کھائیگی
بوے مشک آتی ہے کیون دوڑی ہوئی تاتار سے

پڑتی تھی اونپر نگاہِ شوخ نرگس بے طرح
رشک کی چشمک سے باہر لائے ہم گلزار سے

اپنے سائے سے کیا کرتے ہین پھرون ہم کلام
جسطرح باتین کوئی کرنے لگے غمخوار سے

والہ و دیوانہ و مجنون و شیدا ہرزہ گرد
یہ لقب مجھکو ملے ہین عشق کی سرکار سے

عابدون نے دوڑکر مسجد سے چومے میرے پاؤن
جھومتا نکلا جو مین کل خانۂ خمار سے

خلد مین جسکی مسیحائی کی قائل حورِ عین
عشق ہے شمشاد کو اوس نرگس بیمار سے

بچپنا جانے کو ہے دورِ شباب آنیکو ہے
ہائے کیون ڈھلنے کو سر پر آفتاب آنیکو ہے

جب مین یہ سنتا کہ اب مجھپر شباب آنیکو ہے
ہنسکے کہدیتا کہ ہان نقشِ برآب آنیکو ہے

بچپنے پر اسطرح دورِ شباب آنیکو ہے
آبِ صافِ عمر پر گویا سراب آنیکو ہے

تیری رحمت اور میرے جرم دونون بیشمار
تجھکو مجھکو کیا اگر روزِ حساب آنیکو ہے

دیکھکر شرم و حیا سے مری گونگی زبان
شور ہے محشر مین مردِ لاجواب آنیکو ہے

پاؤن کیصورت تھکے اے نامہ بر تیری زبان
خط کمر مین اور کہتا ہے جواب آنیکو ہے

مجرم خوش ہو تمہارے ہی شفاعت کے لیے
ہاتھ جوڑے رحم بھی وقتِ عتاب آنیکو ہے

غیر کی صحبت مین اونسے کہتی ہے دل کی دھڑک
عاشقِ مضطر سراپا اضطراب آنیکو ہے

جسکا چہرہ تھا ازل سے تا ابد زیرِ نقاب
سنتے ہین محشر مین وہ بھی بیحجاب آنیکو ہے

لطفِ ساقی زخمِ دل بھرنے لگا انگور سے
جاے اشک آنکھون سے اب موجِ شراب آنیکو ہے

بوسۂ پا کی ہوس مین جسنے اپنی جان دی
خاک ہوکر چومنے تیری رکاب آنیکو ہے

میرے غش سے اونکی الجھن بڑھتی جاتی ہے سوا
اب پسینا گال پر مثلِ گلاب آنیکو ہے

تو درِ دل ہی پر اوسکو روک دینا اے خلوص
میری جس طاعت مین امیدِ ثواب آنیکو ہے

رونے کیون جوشِ جوانی کو مین کیا وقف نہین
اک مانہ اور بھی اس سے خراب آنیکو ہے

آج کی شب ہے خلل اندازِ لطفِ وصل کیون
اے جماہی رحم پھر بھی وقتِ خواب آنیکو ہے

پوچھتا ہو نہین جو مقتل مین مری بار ی ہے کب
کہتے ہین ٹھہرو کہ فردِ انتخاب آنیکو ہے

کہہ رہا ہے عیشِ بے اندازۂ وقتِ شباب
دورِ عشرت مین بڑا ہی انقلاب آنیکو ہے

سوزِ الفت نے اوڑایا میرے اشکون کا دہوان
جلکے دل آنکھو نہین اب مثلِ کباب آنیکو ہے

کان رکھتے ہو تو سن لو نعرۂ قہرِ خدا
پردہ پوشی ہو چکی ختم اب عذاب آنیکو ہے

حسرتون کے ساتھ لوٹے گا ذلیل و بے مراد
دل جو سینے سے گیا کب بار یاب آنیکو ہے

زلفِ عنبر فام پر شمشاد نے کیا جان دی
جاے کافور کفن کیون مشکِ ناب آنیکو ہے

سادگی دیکھے کہ صورت کہ سنور نا دیکھے
دیکھنے والے کو حیرت ہے کہ کیا کیا دیکھے

اک نظر تجھکو جو اے جانِ سراپا دیکھے
پھر وہ عالم کے حسینون کی طرف کیا دیکھے

تو ملے غیر سے عاشق اسے بیٹھا دیکھے
پھوٹین وہ آنکھین کہ جن سے یہ تماشا دیکھے

حیف ہے تو سرِ بازار تماشا دیکھے
ایک عالم ترے دلدادہ کو رسوا دیکھے

ہمہ تن گوش ہین گل سنکے جو وصفِ رخِ یار
بلبلون کا کوئی گلزار مین غوغا دیکھے

دل وہ ہے جو کرے ہر جزو سے کل کی تحقیق
آنکھ وہ ہے جو ہر اک قطرے مین دریا دیکھے

غیر کی دید کا محتاج رہے کیون عاشق
محوِ معشوق ہو اپنا ہی تماشا دیکھے

دیکھتے ہی اوسے ہین پلٹی نگہ سے بسمل
دیکھنے والون کا اب کوئی تماشا دیکھے

اوسنے صورت جو دکھا کر نہ کیا وصل سے شاد
دل جگر کا کوئی اب آنکھ سے جھگڑا دیکھے

عمر بھر بننے سنورنے کا نہ لے نام کبھی
سادگی تیری اگر کوئی خود آرا دیکھے

اسطرح آتی ہے پیری مین جوانی کی ترنگ
جسطرح خواب مین آنکھین کوئی اندھا دیکھے

دلِ عاشق مین بھی ہین ساتھ خیالِ اغیار
کون صورت ہے کہ وہ آپ کو تنہا دیکھے

وارد وہ صاف کہ ہون دم مین ہزارون ٹھنڈی
قاتل اس دُھن مین کہ بسمل کو تڑپتا دیکھے

کر رہے ہین غم واندوہ مرے دل کو تباہ
اب بھی وہ خانہ برانداز گھر اپنا دیکھے

یاس پر یاس ہے اوسپر بھی اوسے تیری طلب
دلِ ناشاد کو اب کیا کوئی سمجھا دیکھے

مرے ارمان مرا ساتھ نہین چھوڑتے ہای
او نہین یہ ضد کہ مجھے آکے اکیلا دیکھے

نہ رنگے اوسکو مرا رنگ تو مین رند نہین
میری صحبت مین ذرا شیخ کبھی آ دیکھے

تم نہ دیکھو کبھی ارمان بھرے دل کی طرف
اور تیرِ نظرِ ناز کلیجا دیکھے

میرے گل کھائے ہوئے ہاتھ تو محروم رہین
ترے جوبن کی نمو ہار گلے کا دیکھے

نام ہی اپنی سیاہی و درازی کا نہ لے
شبِ فرقت کو اگر زلفِ چلیپا دیکھے

غیر ممکن ہے نہو اگلی محبت مین جوش
تجھکو شمشاد جو پھر وہ گلِ رعنا دیکھے

ہے حقیقت ترے دیدار کی جنت کیا ہے
بحث دوزخ مین جو کچھ ہو تری فرقت کیا ہے

سمجھے انسان اگر اپنی حقیقت کیا ہے
صاف کثرت ہی مین کھلجائے کہ وحدت کیا ہے

اے فلک تیری عداوت کی حقیقت کیا ہے
ہے قناعت مرے قابو مین تو عسرت کیا ہے

انسے پوچھے کوئی کسنے یہ بری گت کردی
مجھسے جو پوچھ رہے ہین تری حالت کیا ہے

پاکے تنہا جو مرے حوصلے بڑھ جاتے ہین
تمنے گستاخ کیا ہے مری جرأت کیا ہے

عشق کی مینے روش سب سے نرالی رکھی
نہ کھلا یار پر انداز طبیعت کیا ہے

قابلیت مری عزت کے لیے ہے کافی
نقد ہمت ہے مرے پاس تو دولت کیا ہے

کونسی دلکے سنبھلنے کی نکالون صورت
یہ تو کہلتا ہی نہین باعث وحشت کیا ہے

عشق مین جان گنوا کر بھی نہین یہ کہلتا
موت کیا شے ہے حقیقت مین محبت کیا ہے

مجھ سیاہ کار کو ہو قرب تو یہ کیا ہے بعید
بہر بخشش تری رحمت ہے عبادت کیا ہے

ہے ترے نام کے رٹنے کا وسیلہ اچھا
کیا کہون اسکے سوا مین مری لکنت کیا ہے

ہوشیاری ہے کہ اپنا نہ ذرا آئے خیال
حب لفنی کے سوا یار سے غفلت کیا ہے

لوگ کہتے ہین عبث کرتے ہو عزت برباد
مین سمجھتا ہی نہین عشق مین ذلت کیا ہے

آئینہ دیکھے ترے گالون مین اپنی صورت
مین اگر دیکھون تو اسمین تجھے حیرت کیا ہے

مینے سن لی تری اب میری بھی سن لے ناصح
ذلت عشق سلامت ہے تو عزت کیا ہے

دل مین سوراخ جگر چھنکے ہے سارا چھلنی
ناوک ناز سے سینے مین سلامت کیا ہے

یاس و امید کے جھگٹ مین سحر کا کھٹکا
نام خلوت کا ہے در اصل یہ خلوت کیا ہے

چشم باطن کا یہ ایما ہے نظر باز و سنے
حسن سیرت ہی عجب چیز ہے صورت کیا ہے

فتنۂ قامت دلدار کو ہے یہ دعوے
ہم قیامت مین دکھا دینگے قیامت کیا ہے

مجھکو کونین کی راحت سے نہین کچھ مطلب
تم ہو خوش اسکے سوا خوبی قسمت کیا ہے

اپنی ہی شکل مین پاتا ہون کسیکا جلوہ
یہی دیدار ہے بسل اور زیارت کیا ہے

اے فلک اسکے ہین اک کونے مین کونین کے غم
دل شوریدہ کے آگے ترے وسعت کیا ہے

اسکے ہر رنج مین ہے لذت راحت دل کی
تلخی عشق مین کیا جانے حلاوت کیا ہے

کج ادائی کی ادا کیون نہو انمین کامل
دلبر اس سے نہین واقف کہ مروت کیا ہے

شکل اوس گل نے بلا عذر دکھا دی شمشاد
نقد دل دینے مین اب آپکو حجت کیا ہے

وصل کی جب دل مین ٹھانی جائیگی
آپ کی سب لن ترانی جائیگی

جائیگی آخر جوانی جائے گی
دل کی پھر کچھ بھی نہ مانی جائیگی

دلکو روتا ہون تو ہنسکر کہتے ہین
کب تمھارے نوحہ خوانی جائیگی

میری تیری عیش سے ہوگی بسر
جب لون کی بدگمانی جائیگی

لخت دل آنسو بہا لیجائین گے
اب غمون کی میہمانی جائیگی

آئیگا جب آپ کا سن تمیز
شہرت راز نہانی جائیگی

ہاتھ آئے گا در مقصود بھی
خاک جب گلیون کی چھانی جائیگی

لخت دل آنکھونمین آتے ہین تو آئین
آنسودن کی کب روانی جائیگی

ہم نہ آئین گے کسیدن راہ پر
ناصحون کی جانفشانی جائیگی

لب پر آئے گا بیان سوز دل
میری ساری ترزبانی جائیگی

ٹھنڈی سانسین سینے کیون بھڑکہ چلین
آہون کی آتش فشانی جائیگی

نقد دل جسمین گنوا آئے ہین ہم
خاک اوس کوچہ کی چھانی جائیگی

رونے سے مانا نکل جائے بھڑاس
داغ دلکی کب نشانی جائیگی

ہوش اوڑ جائین گے وقت عرض حال
ساتھ ہی سب خوش بیانی جائیگی

لاکھ سمجھاؤن اونہین ہین اونچ نیچ
ایک بھی میری نہ مانی جائیگی

عاشق ابرو کی گردن کاٹ کے
روز کسپر تیغ تانی جائیگی

اٹھتے ہی شمشاد کے بولا وہ گل
کیا بہار شعر خوانی جائے گی

جب کسیکی بات چھانی جائیگی
رائگان سب گلفشانی جائیگی

بات ناصح کی جو چھانی جائیگی
ایک بھی اوسکی نہ مانی جائیگی

میری الفت تمسے چھپنے کی نہین
کانون کانون یہ کہانی جائیگی

جب کرین گے عاشقون کا وہ گلہ
میری الفت ساتھ سانی جائیگی

عشق مین عشرت نہین ممکن کبھی
غم مین ساری زندگانی جائیگی

وصل سے انکار کرتے ہین کرین
آپ اونکی بے دہانی جائیگی

ہاتھ پیری مین جو نخلے بھی رہین
کب زبانی چھیڑ خانی جائیگی

وہ کہ کستے ہین میرے قتل پر
رائگان کب غیب دانی جائیگی

ہوگی جب زور آزمائی عشق سے
سب ہماری ناتوانی جائیگی

معصیت پر تُل گئے اہل زمین
کیا بلائے آسمانی جائیگی

کیجیے گا یاد میرے پند کو
آپکی جب یہ جوانی جائیگی

اونکے کانون تک نہ پہونچے گی کبھی
تا فلک میری کہانی جائیگی

ہونگی تکلیفین ہزارون آشکار
منہ چھپا کر جب جوانی جائیگی

صبح پیری خندہ زن ہونیکو ہے
عمر کی اب شب روانی جائیگی

قتل شمشاد حزین کے ساتھ ہی
خوش قدونکی سرگرانی جائیگی

تمہارے دل مین بیٹھے گی جو میرے دنسے نکلے گی
یہ لیلے پھر قیامت تک اوس محمل سے نکلے گی

جو نکلے گی تو میری روح بنکر دنسے نکلے گی
گرہ جب پڑ گئی دل مین بڑی مشکل سے نکلے گی

نہین کوئی تمنا میرے ٹوٹے دل سے نکلے گی
امید ناتوان کب یاس کی منزل سے نکلے گی

نہ نکلین گے وہ اپنے گھر سے بے تاثیر نالون پر
ندامت کھوئے گی تو نگت سعی لاحاصل سے نکلے گی

وہ اپنا منہ چھپائین گے مگر میری تسلی کو
ضیائے حسن جھنکر پردۂ حائل سے نکلے گی

نہ خالی جائے گا میرے نگاہ یاس کا خنجر
اجل بھی ہو کے بسمل کوچۂ قاتل سے نکلے گی

دم بسمل بھی وہ پاس ادب ملحوظ رکھون گا
صدائے آفرین بے ساختہ قاتل سے نکلے گی

ہزارون ہوش اڑا لیجائیگی وہ ایک شعلے مین
کسیکی آہ جب تیری بھری محفل سے نکلے گی

تمنا دید قاتل کی جو لیجاتی ہے مقتل مین
نگاہ یاس بنکر دیدۂ بسمل سے نکلے گی

وہ آہو چشم خال لب جو آئینہ مین دیکھے گا
یقینا نکہت مشک ختن اوس تل سے نکلے گی

ریاضت گوشہ گیری کی جو خار چشم غفلت ہے
پری بنکر یہی ہر تربت کامل سے نکلے گی

کرینگے اہل زندان حسرت آگین مین تون ماتم
مری روح حزین جب قید آب و گل سے نکلے گی

تمنا دید جانان کی جو دل مین خلوت آرا ہے
سر محشر بڑے مجمع مین اوس منزل سے نکلے گی

دیا ہے جسنے نقد عشق مجھکو جنس حسن اونکو
مری حاجت جو نکلے گی اوسی باذل سے نکلے گی

سمجھ رکھنا ابھی گر جائے گا اونکی نگاہ ہونسے
سوالی شکل گر کچھ صورت سائل سے نکلے گی

کنار بحر وحدت پر نکیرون آکے دم لیلین
ہماری عمر کی کشتی اسی ساحل سے نکلے گی

سر تسلیم خم رکھنے مین ہے امید کی صورت
کسیکی آرزو کب بحث لاطائل سے نکلے گی

بسا تھا جامۂ ہستی مرا جس مین پس مردن
وہی بوے محبت میرے آب و گل سے نکلے گی

جنھین دیکھا اونھین محتاج اپنے آپ سے پایا
تمنائے دلی اب کیا کسی باذل سے نکلے گی

نہ سمجھا مدعی افسوس مجھپر رشک بیجا مین
ہمیشہ بے مرادی دعوی باطل سے نکلے گی

تجھے لازم ہے تسلیم و رضا وہ صاف کہتے ہین
نہ دلکی آرزو تکرار لاحاصل سے نکلے گی

رہے بے لوث جو شیدا ہو اوس یکتائے عالم کا
دلی حاجت نہ اخلاص غرض شامل سے نکلے گی

اطاعت کا عمل اپنے سیانے دل سے سیکھونگا
جو حاجت میری نکلے گی اسی عامل سے نکلے گی

تمنا آپکی بنکر رہے گی اپنی منزل مین
ہوس بنکر نہ میری آرزو اب دل سے نکلے گی

ترقی جہل کے ہمراہ ہوتی ہے برائی مین
نہین نکلے گی رسم بد مگر جاہل سے نکلے گی

غزل کہنا ہے سہل ممتنع شمشاد یہ سمجھو
ادائے شاعری اس طرح مین مشکل سے نکلے گی

خونِ دل پیتے ہین عشاق غذا سے پہلے
ہے غذا انکی جگر وہ بھی دوا سے پہلے

عشق مین پھنستے ہین جو نشو ونما سے پہلے
جان دیدیتے ہین مفت اپنی قضا سے پہلے

کرتے ہین آپ ہی اعجاز نظر سے زندہ
قتل کرتے ہین جو وہ تیغ ادا سے پہلے

کیون نہوتا مری وحشت کا زمانہ قائل
جامۂ تن کو کیا چاک قبا سے پہلے

مین سیہ کار ہون اے شیخ تو کیا پروا ہے
وہ خطا بخش ہین مجرم کی خطا سے پہلے

جان لیتے ہو اگر میری مجھے عذر نہین
دیکھلو ایک نظر مجکو ادا سے پہلے

میرے مانند جو کرنا ہو کسی پر قبضہ
لائے ڈھب پر اوسے تسلیم و رضا سے پہلے

روے مقصود کا نظارہ اگر ہے منظور
چاہیے ربط کسی پردہ کشا سے پہلے

قتل کرنا جسے منظور انہین ہوتا ہے
چرکے دیتے ہین اوسے تیغ ادا سے پہلے

رکھے انسان اگر اپنی حقیقت کی خبر
نہ فنا ہو کبھی اسباب بقا سے پہلے

ہیچ تو ہے اے بت مغرور نہ سوجھا ہمکو
التجا تیرے لیے کرتے خدا سے پہلے

اوسکے چہرے کے مقابل مہ تابان کیا ہو
جسنے شرمندہ کیا ہے کف پا سے پہلے

شوخیان جنکی شب وصل مین دلکو مرغوب
تنگ کرتے ہین وہی شرم و حیا سے پہلے

کیونکر اوس بت کی تمنا مین خدا سے کرتا
گلہ کرتا ہے اثر کا وہ دعا سے پہلے

نہ سہی عشق حقیقی تو مجازی ہی سہی
کچھ تو آثار بقا چھوڑ فنا سے پہلے

شرم کی بات ہے ہم تم ہون سرِ حشر فریق
فیصلہ کر لو یہین روز جزا سے پہلے

روے مقصد کی رسائی کی ہے یہ جبلِ متین
دلکو اولجھاؤ کسی لفتِ دوتا سے پہلے

قتل کرے مجھے پھر ہاتھون مین ملنا مہندی
استرا اچھا ہے یہ اے شوخ حنا سے پہلے

جب یہ معلوم وہ کرتے ہین خلاف خواہش
ہم طلبگار جفا ہون گے وفا سے پہلے

کیون نہ اونکے ستم و جور بھی ہون عین کرم
کرتے ہین وہ نظر لطف جفا سے پہلے

اے مسیحا ترے قربان مری جان عزیز
ملک الموت کی آمد ہے شفا سے پہلے

دولتِ حسن کی کیا مانگے کوئی تجھسے کوہ
لاکھ احسان جتاتے ہو عطا سے پہلے

تشنہ بتِ دید سے تسکین جگر ہے لازم
تیرے بیمار محبت کو دوا سے پہلے

گلشنِ دل مین کھلے کیا کوئی عشرت کی کلی
آندھیان آتی ہین ہر روز صبا سے پہلے

خون رلواتی ہے تمشا دکو اونکی فرقت
پودھے مرجھا گئے جو نشو و نما سے پہلے

اے بہار روے جانان کیا وہ میرا ہوش ہے
آج خورشیدِ فلک کیون صبح سے روپوش ہے

روزِ غم کیون روشنی سے تیرگی ہمدوش ہے
دودِ دل کیا ساغرِ خورشید کا سرپوش ہے

خوش نصیبی سے جو مجھسے بیخودی ہمدوش ہے
یار سے غفلت رہیگی جب تک اپنا ہوش ہے

بدزبانی کج بیانی کا سراسر جوش ہے
اور جو افصح ہے اکم سے سوا خاموش ہے

کونہین ہے جان تن مین سب ہین بیدل المسیح
تو نہ اوٹھا اب تک مری آنکھو نمین دم ہے ہوش ہے

بیخودی کی جسکے دل مین کچھ نہ کچھ لذت نہین
ہوش کا پتلا سہی لیکن بڑا بیہوش ہے

تیرے زانو پر جو سر ہے تیورون پر ہے نگاہ
مجھکو بیہوشی مین بھی ایجاد اتنا ہوش ہے

جو دیا قدرت نے مین نے بے تکلف لے لیا
یہ نہ پوچھا میرے حق مین نیش ہے یا نوش ہے

یہ مری تقدیر کی خوبی ہے مین مخمور ہون
میکدے مین ہر طرف آواز نوشا نوش ہے

ہاے ساقی نے یہ کھکر میری باری ٹالدی
ایک ساغر اسکو کیا دون یہ تو دریا نوش ہے

آسمانون کو لیے پھرتا ہے جو شکل حباب
میری دریا بار آنکھون کا یہ ادنی جوش ہے

خون کا دریا جو آنکھو نسے بہے کچھ بھی نہین
بادۂ تند محبت کا یہ ادنے جوش ہے

شعلۂ وحشت ہون عریانی تن میرا لباس
گرد کوے یار میرا دی وسکا بالا پوش ہے

ساغر و مینا سبو و خم مین کیا کرتا تمیز
آج مست بادۂ وحدت ترا می نوش ہے

مین ہی کل تک مستحق پائمال ناز تھا
اور میرا ہی جنازہ آج دوشا دوش ہے

کم نہین تریاق اکبر سے مجھے افضال یار
نیش دشمن بھی مرے حق مین برا نوش ہے

وائے غفلت دنیوالون کو نہین اسکی خبر
بہر طفل اشک حلقہ آنکھ کا آغوش ہے

کس مجلے شے سے دے کوئی کف پا کی مثال
چاند سورج سے کہین بڑھکر تری پاپوش ہے

ایکدن توبہ سے بھی ملجائیگی پوری مدد
اے ندامت تو گنا ہونکی اگر ہمدوش ہے

ضبط سے ہونے لگا مینائے دل کیون پاش پاش
عشق چشم مست ہے یا بادۂ پر جوش ہے

درد ہجران کی شب وصل آگئی کیا دل کو یاد
شام ہی سے مثل شمع صبح کیون خاموش ہے

نقد دل تو لے چکا ایمان کی اب فکر کیا
اے بت کافر ترا دل سخت ناحق کوش ہے

میکدے پر جھوم کے بادل نہین آئے ہین یہ
دامن رحمت کسیدا ذیل عصیان پوش ہے

بعد مردن بھی جو ہے اونکا تصور ساتھ ساتھ
راحت جاوید تو لے گور کی آغوش ہے

جلد اے شمشاد پڑھ دوم بھی اپنے شعر تر
ایک گل اندام سنے کو سراپا گوش ہے

قصیدہ در تہنیت جشن مسند نشینی نواب محی الدین حسین صاحب بہادر والی ریاست کھگڑا ضلع پورنیہ دام اقبالہ

حسب فرمایش مولوی محمد قادر بخش صاحب سہسرامی

کچھ ایسا جوش پر ہے آج فضل رحمت باری
مبدل جاہ و عشرت سے ہوئی ہر ذلت و خواری

جسے دیکھو وہ ہے مصروف عیش و عشرت و شادی
خرام ناز مین مست مثل کبک کہساری

عمل عالم مین آسانی کا ہے چارون طرف ایسا
کوئی عقدہ نہین ہو جسکے حل مین کوئی دشواری

نہین آثار تک باقی ہین بدبختی کے عالم مین
نہ واژون بخت ہے کوئی نہ باقی ہے نگونساری

نہین ہے مرتکب جرم و خطا کا دہر مین کوئی
ہوئے ہین محو دل سے معنی لفظ گنہگاری

مٹے ہین ایسے آثار الم یک لخت دنیا سے
نہین کرتی ہے چشم عاشق بیدل بھی خونباری

سبک رو ہو رہی ہین ساری تکلیفین زمانے سے
کسی پر آجکل فرقت کی راتین بھی نہین بھاری

جسکے دیکھو وہ مست بادہ آرام و تسکین ہے
ہوئی ہے خواب راحت دیدہ نرگس مین بیداری

یہانتک راستی نے کجروی کو دی ہے عالم سے
نہین معشوق بھی عشاق سے کرتے ہین عیاری

اگر ہر ذرہ ہے پر ان تو رخشان مہر خندان
مسرت ہے کہ ہر چھوٹے بڑے کے دل مین ہے ساری

ہوئی ہین دونون گم ایسی کہ یہ معلوم ہوتا ہے
دغابازی سے ہم پہلو گئی دنیا سے مکاری

جراحت کے عوض دیتا ہے رحمت نفگارونکو
بنا ہے مرہم زنگار گویا چرخ زنگاری

ستم کا نقش ایسا مٹگیا ہستی کے صفحے سے
جو ظالم ہین او نہین بھی ظلم مین ہے سخت دشواری

زمانہ کجروی کی چال سے مطلق نہین واقف
فلک بھی بھول بیٹھا یک بیک طرز ستمگاری

مجھے حیرت تھی کیون عالم کا ایسا رنگ بدلا ہے
کہا دل نے ہے جشن اوسکا ستم سے جسکو بیزاری

محی الدین حسین اوسکا ہے نام پاک باشہرت
یہ ہے مسند نشینی اوسکی جسکی ہے یہ تیاری

امیر ابن امیر اسکو سنا ہے مینے آدم تک
ابا جدّ ارہا ہے اس سے دریا فیض کا جاری

ہنرمندون کا جمگھٹ اسکے گھر مین تھا ہمیشہ سے
نہ تھی داد و دہش سے نسل ہی اسکی کبھی عاری

برابر اہل جوہر خوشہ چین تھے اسکے خرمن سے
برستی تھی ہمیشہ اسکے گھر پر رحمت باری

عطا نام پدر تھا جو سراپا جود و بخشش تھے
بجز نواب نام اونکا نہ لیتا کوئی درباری

جناب شہر بانو مان جناب عائشہ نانی
جناب عالی اسکے مادری جد کی علمداری

رہی ہے مرشد آباد اور اس سے منزلون آگے
ملے تھے سیکڑون انکو خطاب خاص سرکاری

مخاطب کرکے اسکو اب مین اک مطلع سناتا ہون
کہین سنجیدہ کیا کہنا یہان ہین جتنے درباری

مطلع دوم

تو وہ ابر کرم ہے تجھسے دریا فیض کا جاری
خجل ہے ابر نیسان دیکھکر تیری گہرباری

ترا بذل و کرم ہے معن و حاتم سے کہین بڑھکر
سخی ابن سخی تو کف سے دریا فیض کا جاری

عدالت اور بیداری کا تیرے ذکر ہی کیا ہے
تری غفلت کے آگے ہے خجل کسرے کی ہشیاری

زمانے کے رئیسون سے تجھے نسبت نہین کوئی
جہاندار آپ کہتے ہین تو ہے فخر جہاندار

چھپا ہے گور مین افسردہ خاطر ہوکے حاتم بھی
سخاوت کی یہانتک تو نے کردی گرم بازاری

ترا جو فعل ہے وہ ہے نمونہ حق پرستی کا
ترا ہر کار دنیا بھی لیے ہے شان دینداری

ترے عیش و حکومت کا تھور کا کہان ثانی
تجھی پر ختم جمشیدی و دارائی سپہداری

تری بخشش سے عالم اسقدر آسودہ خاطر ہے
کسیکے لب تک آتا ہی نہین لب لفظ ناداری

زمین شورسن نے شور اگر شیرین زبانی کا
ابد تک غیر ممکن ہے کنوان نکلے کوئی کھاری

ترے خوف اور دہشت سے غریبوں کے مکانونمین
جسے کہتے ہین مسماری وہ خود کرتی ہے معماری

اگر تیرے غضب کا اوسطرف پورا اشارہ ہو
تو معماری کرے آکر عدو کی خانہ مسماری

غریبون اور امیرون کو جو ہے امن و امان حاصل
ترا ہی پاسبانِ عدل کرتا ہے خبرداری

جسے خورشیدِ عالم سوز گردون لوگ کہتے ہین
ترے غیظ و غضب کی اوڑگئی ہے ایک چنگاری

تری دہشت میان خواب جب گردن باتی ہے
رگِ جانِ عدو سے خون کی چھٹتی ہے پچکاری

اگر آئے تری تیغ روان مشکلکشائی پر
گرانی نزع کی دشمن کے حق مین ہو سبکساری

مصاحب تیرے ایسے خوبصورت حسن کے پتلے
فدا جنپر دل و جان سے پریزادانِ فرخاری

پھر اوسپر جوش مین آکر مصاحب تجھسے کہتے ہین
تری صورت کے ہم صدقے تری سیرت بھی ہے پیاری

سپاہی فوج مین بھرتی کیے کس شان کے تونے
ہر اک جرأت مین جانبازی تنومندی مین قندہاری

جنابِ میرزا خانِ بہادر سرپرست ایسے
کہ ین نواب بیگم کیطرح تیری نگہداری

یہ دونون خوش ہین دائم ترے اعزاز و ثروت سے
کرے شادان کو تیری عزو تمکین کی گرانباری

معین الدین حسین ایسا ملا ہے قوتِ بازو
کہ ثنا گو جسکے ایرانی و تورانی و بلغاری

معینِ حق یہ تیرے کام سب حق اس سے راضی حق
جو ناحق پر ہے اسکے ہاتھ سے ہے اوسمین فراری

ریاست تیری کھکڑا گو بظاہر ہے پوربنہ مین
مگر آفاق سے باہر ہے اوسکی چاردیواری

ترے دربار مین ممکن نہین محمور ہو کوئی
ہمیشہ نشہ عشرت سبھونکی آنکھون پر طاری

تری مسند نشینی کا جو یہ دربارِ عالی ہے
سلامی مین ہین رومی اور چینی اور تاتاری

گلستانِ ارم کا صاف سب کو لطف آتا ہے
ہوئی ہے تیرے قصرِ جشن مین کچھ ایسی گلکاری

کیے جمشید نے جشنِ مسرت لاکھون ہی لیکن
یہ محفل اوس نے کب دیکھی میانِ خواب بیداری

یہ سب کے سب دعاگویان ہین بارِ صلے کے
فقیہ و مفتی و قاضی و صوفی حافظ و قاری

ترے والد کا مین بھی جان نثارِ خاص و مخلص ہون — مجھے بھولی نہین اونکی ذرا بھی نغز گفتاری
وہ خوش رہتے تھے مجھسے مجھکو بھی اونپر بھروسا تھا — یہ فرماتے تھے تجھپر ہے مراحق نکو اری
تری تنخواہ کی آدھی تری پنشن کرو نگا مین — مرے دل پر منقش ہے ترا نقشِ وفاداری
مگر اٹھارہوان سال آنے دے تو اپنی خدمت کا — سبک خیزی تری ہوگی مرے حق مین گرانباری
مجھے امید ہے یہ وعدہ پورا تجھسے ہونا ہے — سعادتمند بیٹے باپ کی کرتے ہین مختاری
عداوت سے پڑین آنکھین جو تجھپر کور ہو جائین — رواہے اون کے حق مین مردم آزاری حقا کاری
کسی بے جرم کی گردن زنی جب تک ہے ناجائز — تری تلوار کو جائز ترے دشمن کی خونخواری

ہوا خواہانِ دولت جاہ و عزت کے مناصب پر
بد اندیشون کی قسمت مین ہمیشہ ذلت و خواری

متفرقات

رقعۂ نوید نکاح

ایسے یکتا کی حمد ہے زیبا — حکم تزویج فائز خود اجکا
چار تک کر دیے نکاح درست — تا نہو دورۂ توالد سست
کیا ہی حکمت ہے دیکھو شرط اوسکی — مہر و تعدیل و شاہدین سے کی
منع رہبانیت اوسیکا حکم — حکم مین اوس کے سب ہین صم بکم
لائقِ نعت وہ رسولِ کریم — جسنے من سنتی سے کی تفہیم
آل و اصحاب جسکے بے ہمتا — ایک سے ایک فضل مین یکتا
سب کے سب قابلِ درود و سلام — نام سے جنکے رونقِ اسلام

بعد اسکے مرا ہے یہ مقصود — ہے بھتیجا مرا جو صاحبِ جود
مولوی محمدِ محسن — مرجعِ حسن ظاہر و باطن
عقد کی اونکے محفل اے یارو — ہوگی چوبیسوین محرم کو
اپنے خادم کو آکے یوسف پور — ماحضر کھاکے کیجیے مسرور
اور پچیسوین کو لیکے برات — چلیے بازید پور اے حضرات
ہوکے اس کارِ خیر مین شامل — اس وفا کیش کا بڑہایئے دل
ملتمس ہے محمد صادق — آپکی مہر و لطف کے لائق

ایضاً

ملتمس اب ہے بندۂ ناچیز — سب کا خادم محمد عبد عزیز
دو بھتیجے ہین میرے بیاہنے کو — نورِ عینین و احمدِ خوشخو
لیکے چلیے برات بی بی پور — احمد اللہ کے گھر بعیش و سرور
شبِ بست و ششِ ربیع نخست — ہو گئی ہے پڑھے نکاح درست
قبل سے آیئے سکندر پور — اپنے طالب کو کیجیے مسرور
تھوڑی تکلیف آپ فرمائین — میرے گھر آپ کے قدم آئین
ہون احبا کہ ہون عزیز و قریب — سب سے امیدِ شرکت تقریب

مثنوی برائے مسجد جناب حاجی قادر بخش مرحوم

مسجدِ مقبولِ یزدان ہے یہی — قبلۂ اربابِ ایمان ہے یہی
اسکے بانی شیخ قادر بخش حاج — تھا مزاج اونکا متانت امتزاج

چار لڑکے اونکے چارون تھے دھنی — تھے بڑے اون چارون مین عبدالغنی
تھے وجیہ و ذی وقار و امتیاز — بامروت با وفا مہمان نواز
دوسرے حاجی خدا بخش اونمین تھے — اور مولے بخش حاجی تیسرے
چوتھے حاجی رحمت اللہ نیکذات — اب یہی ان صاحبون مین ہین حیات
مرتے دم بانی کے تھی یہ نا تمام — ان کے ہاتھون پا گئی کل انصرام
پہلے مکسریٹ مین تھے باعز و شان — کرکے ترک روزگار آئے یہان
اور لی اسکی ولایت اپنے ہاتھ — خدمت اسکی کرتے ہین رونق کے ساتھ
پہلے سے اب چوگنے سامان ہین — دنگ جنکو دیکھکر انسان ہین
وقف انہون نے کردی اسپر جائداد — ہین حقیقت مین بڑے نیکو نہاد
عمر مین انکی ترقی دے خدا — تاکہ مسجد کی بڑہے رونق سوا
قطعۂ تاریخ مینے کہدیا — دو سنون کا جس سے ملتا ہے پتا

رقعہ از جانب مولوی ابوالخیر صاحب

اے میرے عزیز دوست و دستو تم — اس جلسے مین آکے جمع ہو ہم
یحییٰ کی ہے آج شب کو دعوت — ٹھیک آٹھ بجے کرو عنایت
کھانے مین شریک انجمن ہو — محفل مری غیرت چمن ہو
اس جلسے سے ہے یہ میرے جی مین — دو گھنٹے کٹین ہنسی خوشی مین
ممنون ہو آپ کا ابو الخیر — مفتون ہو آپ کا ابو الخیر

رقعہ برائے محفل میلاد شریف منجانب حاجی رحمت اللہ صاحب

محمود ہے منعم حقیقی — معبود ہے منعم حقیقی

عہ واضح رہے کہ قطعہ و رقعات تاریخ مین داخل ہے ۱۲

فرمان ہے جسکا وَاشْكُرُوا لِيْ دی شکر سے لاکھون کو ترقی
شاکر صابر رسول اوسکے پھر بھی نتھے وہ محمدؐ ایسے
تھے شکر مین سب سے وہ فزون تر شاکر نہین کوئی اونسے بڑھکر
پیرو تھے اونہین کے آل و اصحاب جیسے وہ آپ ویسے احباب
جب شکر مین ہین یہ سب مراتب ہے شکرِ نعم ہمین بھی واجب
بڑھکر نہین اس سے کوئی نعمت یکجا جو پھر آئے بعد مدت
لازم ہے کرون مین شکر اسکا وہ شکر جو ہے کمال زیبا
میلاد کی کردون ایک محفل سب لوٹین ثواب ہو کے شامل
تکلیف کرین جنابِ یکجا احباب ہون تھوڑی دیر یکجا
دیکھے یہ بہار رحمت اللہ ہو شکر گزار رحمت اللہ

قطعۂ فرمایشی منشی عزیز اللہ صاحب

جی مین آتا ہے کہ جی کی بات کہ ایک قطعے مین کرون مین آشکار
ہے حکومت مین عجب شوارتر حاکمون کو خلق و عجز و انکسار
اور رشوت سے بچانا نفس کو صاف رکھنا اپنے سارے کاروبار
بیگنہ کی بیگناہی پر عبور جرمِ مجرم پر رسائی شحنہ وار
فیصلہ کرنا تعصب سے الگ پھر سفارش پر نکرنا اعتبار
وَضْعُ شَيْءٍ مَّا عَلٰى غَيْرِ الْمَحَلّ ظلم ہے پھر ظلم بھی ظلمت شعار
بیگنا ہون کو سزا دینا ستم مجرمون پر رحم ظلمِ ناگوار
اس صفت کا ہے اگر حاکم کوئی ہین حسام الدین احمد ذی وقار

حُسنِ خلق وعدل مین دیکھا نہین ڈپٹیون مین انسے بڑھکر نامدار
آپ مین اوصاف ہین اُس سے سوا جنکا لکھنا ہے بہت دشوار کار
ہر کہ و مہ پر عطوفت کی نظر دردمندی آپکا ادنی شعار
جو بُلاتا آپکو تقریب مین آپ جانے مین نکرتے کچھ بھی عار
آپکا بدخواہ پیدا ہی نہین خیرخواہون کا نہین ممکن شمار
کون کافر ہے کرے جو دشمنی آپکا ہے جب خدائے پاک یار
فرض وسنت مستحب سب پر عمل اپنے پیران طریقت پر نثار
تھی مسلمانون کو انسے تقویت صرفِ کار خیر تھے لیل و نہار
پیر بھائی اک جگہ ہوتے تھے جمع سب کی کرتے خدمتین بے افتخار
حاکم بارعب تھے اجلاس پر گھر مین ساری قوم کے خدمتگذار
سچ تو یہ ہے باخدا ہے انکی ذات انمین خلقِ احمدی ہے بے شمار
جاتے ہین افسوس غازیپور سے انکی فرقت ہے سبھون پر سخت بار
گرچہ رخصت ہے مگر کچھ طول ہے ہے اسی سے دوستون کو انتشار
سب جنابِ فضلِ رحمٰن کے مرید خاص کر دردِ جدائی سے نزار
خاص ترمنشی عزیز اللہ کو مستیِ صحبت کا ہے پورا خمار
کیونکہ یہ روزانہ حاضرباش تھے اور ہمسایون مین تھا انکا شمار
مجھکو بھی شمشاد پورا اُنس تھا دیکھ لیتا ہفتے مین دو تین بار
دیکھیے تشریف کب لاتے ہین آپ اور ہم کرتے ہین کب تک انتظار
یا الٰہی آئین واپس پھر یہین اور آمد مین ترقی یارِ غار

قطعۂ تہنیتِ تولدِ نبیسۂ جناب معلی القاب مہرہائی نسر مہارانی

راج ریاست ڈومراؤن دام اقبالہا

راج ڈومراؤن کی مہارانی — زہرۂ آسمانِ جاہ و جلال
ماہِ چرخِ عطا و داد و دہش — مہرِ جود و سخا و بذل و نوال
غیر ممکن ہے گن سکے کوئی — وہ خدا نے دیے ہین تم مین کمال
جسکو چاہو تم ایک اشارے مین — مالِ دنیا سے کردو مالامال
کیون ترقی نہو ریاست کی — ذی ہنر سارے راج کے عمال
ہین منیجر منیجری کی جان — منتظم انتظام کی تمثال
تم پر الطافِ ایزدی لاکھون — فضلِ خالق کی ہے یہ ایک مثال
کہ خدا نے دیا نواسہ تمھین — دو ریاست کا نیرِ اقبال
ایک ڈومراؤن دوسری ریوان — دونون ہین بے نظیر فارغ بال
دونون مین ہر طرف ہین جشنِ نشاط — دونون مین بٹ رہے ہین منصب و مال
اک نظر سوے چشمۂ رحمت — کہ وہ ہے بارِ قرض سے یا مال
گھٹ گیا ہے جو کچھ وظیفہ مین — اس مسرت مین اوسکا ہو اکمال
چٹھیان جو بنی ہین بالتصیف — اونمین ترمیم چاہیے فی الحال
عرضِ حاجت تو ہو چکی شمشاد — اب دعا پر اوٹھاؤ دستِ سوال
مثلِ آبا ہو نامور فرزند — اسکا حامی ہو ایزدِ متعال
عمر کے ماہ و سال ہون اَن حد — ہون ابد الانتیام سب مہ و سال

جان نثار اس کے سب بلند رہین | اسکے اعدا ہمیشہ ہون پامال
نانہال اور داد ہال اسکا | اسکے اقبال سے رہے خوشحال
ہر طرب مین کرے نیا ایجاد | ہر کرب کا کرے یہ استیصال
حسن اخلاق مین حکومت مین | لوگ دیتے رہین اسکی مثال
جو تمنا ہو اسکی بر آئے | میری یہ آرزو ہے بالاجمال

رقعہ منجانب جناب حافظ عبدالصمد صاحب بخدمت جناب شیخ عطاء اللہ صاحب

الا اے دل و دیدہ آمد بہار | شگفتہ ترا از روے زیبا نگار
سمن سیم و خیری زر اندودہ شد | زر گل بگلزار ہا تودہ شد
ز سنبل برون رفت ژولیدگی | کجی رفت از شاخ سرو سہی
فراد یس زار شک از کشتہا | دوانید در دل از ان رشتہا
بگلزار کاہکشہ گل رسید | ز قرنای شبّو نوا بر دمید
قشونے ز گلہاے قرمز بپا | بدست اندر از خار قورہا
خنک تر ز مہتاب شد آفتاب | شعاع مُطرّا مطرد از آب
ہمہ سبزہ خوابیدہ بیدار شد | ہمہ خاک خالی چو گلزار شد
ز گلہا نہان شد ہمہ خاکریز | نسیم و صبا را نہ راہ گریز
بر از کوزہ گل کو خاک شد | ز خار و خس اینک زمی پاک شد
شجر ہا ز بار گلہا خمید | ز گل خوبتر میوہ خوش نما
فراز شجر ہا نوا زن طیور | نوائیکہ آرد بدلہا سرور

درین موسم خوش دلم جوش کرد — غم کہنہ یکسر فراموش کرد
بہ خطبی شیخ عبد الوحید — کہ او نورِ جان ست پورِ سعید
روان میکم نور ہائے لطیف — زشیرینی و میو ہائے طریف
پئے بیان سید محمد حسن — بہ بیش عطاء اللہ آبِ زمن
ستایم اگر ہر دو را در ملی — شود دست پاچہ بسر زیر کی
پذیرائیش چشم دارم زشان — کہ سیل ست زاخلاص ابن نوہان
زعبد الصمد نامہ گیرد نظام — سلام علیکم علیکم سلام

قطعہ

ایک ڈپٹی یہ بولے مین ہون رئیس — مینے پوچھا کہ کوئی اسکی دلیل
مجھسے کہنے لگے اودھ مین ہے — لاکھ دو لاکھ کی مری تحصیل
کارپرداز میرے اور جلیس — سخت مکار ہین بلا کے محیل
مین شریفون سے دور رہتا ہون — میری صحبت مین سرفراز رذیل
اُنس نوعی ہے جاہلون سے مجھے — قابلون سے نہین ہی قال و قیل
اچھے کامون مین کچھ نہین دیتا — بادہ و رقص مین نہین ہون بخیل
قوم کے لوگ فاقے کرتے ہین — ایک پیسے سے مین نہین ہون کفیل
جھوٹی تقریبون مین اوڑاتا ہون — دولتِ بیحساب کی تحویل
لڑکیان جتنی ہین مری رانی — جنکی لڑکو نہین ہوتی ہی تبدیل
کوٹ پتلون اونھین پہناتا ہون — ساتھ رکھتا ہون اونکو وقتِ رحیل
چیز لیکر نہین مین دیتا دام — اسمین ہو جاؤن گو بہت ہی ذلیل

معنوی زہر میرے وعدۂ کذب — جنسے ہے روحِ راستی تحلیل
قابلِ مدح ظاہری اخلاق — خُبثِ باطن مین بے مثال و مثیل
دیکھتا ہون تو شاد ہوتا ہون — نابکار و نمین عہد ہاے جزیل
ہے شش مین بھی خاص میرا دوست — ایک دیوانۂ وخبیث و کیل
کیون نہون میری چال مین خم و پیچ — ہے اوسکی صلاح میری دلیل
لوگ کہتے ہین اوسکو محسن کُش — میرے ساتھ اوسکو دیتے ہین تمثیل
مین سمجھتا ہون سبکی راے غلط — کیونکہ میرا نہین ہے کوئی عدیل
سارے عالم سے مین نرالا ہون — میرے مانند کب ہے کوئی مخیل
نہین دیتا کسیکے خط کا جواب — چاہے کاتب ہو کوئی مردِ جلیل
فہم و ادراک کی ہے یہ حالت — جانکر بازی پالتا ہون چیل
شعر کہتا ہون بے حساب غلط — جنمین معنے ہون وہ بہت ہی قلیل
اپنی کرتا ہون آپ ہی تعریف — گو کہ بیٹھے ہون شاعرانِ جلیل

سنکے یہ داستان مینے کہا
تم ریاست کی جان بے تاویل

رباعیات

ہم کیا ہین ہماری فیلسوفی بھی کیا — موقوف کسی پر نہین اثباتِ خدا
عالم جسے کہتے ہین رہے یا نہ رہے — ہر حال مین اوسکو ہی وجود اور بقا

ایضاً

آخر مین کبھی لوگون سے ملتا بھی تھا — بیمار ہون آجکل تو اچھا بھی تھا

مانا کہ تمھین حال نہین تھا معلوم
کچھ تمنے کبھی کسی سے پوچھا بھی تھا

ایضاً

ایسا مرضِ صعب سے مین تنگ ہوا
دو روز معالج جو ہوا دنگ ہوا
صد مون سے ہوئی روح تو زار اور نقیہ
کاہیدہ بدن کوہِ گران سنگ ہوا

ایضاً

میرا پسِ صحت بھی عجب ڈھنگ ہوا
جسنے مجھے دیکھا وہ بہت دنگ ہوا
وہ جسم جو تھا وزن مین کوہِ البرز
کاہیدہ ہوا کاہ کے ہمرنگ ہوا

ایضاً

محشر مین سنا ہے ہونگے فتنے برپا
ہو جائینگے سب اپنے عزیزون سے جدا
کانون مین صدا آئیگی نفسی نفسی
طاعون مین ان آنکھون نے یہ سب دیکھا

ایضاً

کرتی ہی نہین کام دوا اور دعا
الزام نہین چارہ گرون پر اصلا
اس تب مین جو ہو موت تو مرنا ہی سہل
لیکن جو شفا ہے تو یہ تکلیف ہی کیا

ایضاً

جب عمر بڑھی سمجھو کہ اب ور کھٹا
نرسے نے کینگاہ سے مارا چھاپا
ممکن نہین اسوقت نہون بال سفید
ہوتی ہے طوبت سے پھپھوندی پیدا

ایضاً

بے شغل تھے تم ہمسے نہوتے تھے جدا
جب شغل بڑھے بڑھگئے ناز بیجا
یا ملکے بہم کھاتے تھے کھانا ہم تم
یا اب غمِ تنہائی و دوری ہے غذا

ایضاً

جاتے ہین جو لندن مین کمانے دنیا — اسلام کی مطلق نہین رکھتے پروا
مین کیا کہون ہی کتنی مسرت مجھکو — یکجے کو جو پابند شریعت دیکھا

ایضاً

ہو سکتی ہے کب اصل مسرت مے ناب — انسان کی ہے موجب نکبت مے ناب
لندن مین نہ سمجھا کوئی یکجے کے سوا — ہے اصل اصول ہر خباثت مے ناب

ایضاً

ممکن نہین طالب فرار مطلوب — عالم کا تمام پینے دیکھا اسلوب
کہتی ہے یہی بنائے علم ہیئت — ہے ہار بہ جاذبہ سے بالکل مغلوب

ایضاً

جنکے لیے سلطان و گدا سب بیتاب — چیزین تو ہزارون ہی ہین ایسی کمیاب
ہر شے سے محال تر ہے جنکا ملنا — کھوئے ہوئے دوست ہین کہ گم کردہ شباب

ایضاً

بندھتا ہے جب آنکھو نمین طلسم حیرت — کثرت ہی دکھادیتی ہے شان وحدت
بدشکل بھی اکثر نظر آتے ہین حسین — رکھتے ہین جو پیرایۂ حسن سیرت

ایضاً

حسن اخلاق مین ہی کیا کچھ وسعت — صورت بھی دکھادیتی ہے شان عزت
ہر آن ہو اوسکی دلربائی مین طاق — جسمین صورت ہو اور حسن سیرت

ایضاً

طاعون سے پائی تھی ذرا سی فرصت — سمجھے تھے کہ آرام کی نکلی صورت
باندھے ہے جھڑی صورتِ چشمِ عشاق — اس سال کی بارش بھی ہی پوری رحمت

ایضاً

بارش کی ہوئی جو حد سے زائد کثرت — رحمت نے دکھائی ہمین تنکل رحمت
تھوڑی سی جگہ تھی جسمین پڑہتے تھے نماز — اوسمین بھی چکش سے ہے نزولِ رحمت

ایضاً

جتنی ہے منیجری سے مجھکو ذلت — اوتنی ہی منیجری کو مجھسے عزت
مجھکو جو کمال سے ہے وقعت حاصل — کیا مال ہی اوس فضل کے آگے دولت

ایضاً

حاصل جنھین ہوتی ہی یکایک دولت — کرتے ہین وہ کچھ حد سے زیادہ نخوت
جلتے ہین ہمیشہ خاندانی اونسے — سچ پوچھو تو دونو کی ہے اسمین شامت

ایضاً

دیہاتون مین ابتک ہی کچھ اسکی عزت — شہر و نمین شرافت کی تو یہ ہی دُرگت
لونڈی بچے غلام زادے دورگے — آقا سے ملا لیتے ہین اپنی نسبت

ایضاً

آبا کے پاس رہ چکی ہے دولت — مجھپر ہے حرام محض اسکی صحبت
کرتے نہین دوستی وہ اس قحبہ سے — جو دین کے دلدادہ ہین میری صورت

ایضاً

کردی تب محرق نے مری کیا ہیئت — ہوتی ہے نظر پڑتے ہی سبکو حیرت

تھا طاقت و قوت کو کبھی مجھپر ناز — اب مین ہون کہ مرتا ہون برای نحافت

ایضاً

کیونکر نہ سواہو روز میری وحشت — ہر لحظہ نظر آتی ہے بدتر حالت
احباب مجھی سے پوچھتے ہین مجھکو — اے تب یہ بدلدی تونے میری صورت

ایضاً

ملجائے جو کوئی اتفاقی عزت — زیبا نہین انسان کو اوسمین نخوت
ذی رتبہ شریفون کو سناکر گالی — کیون اپنے کمینہ پن کو وہ دے شہرت

ایضاً

ہے فضل و کمال اک پرانی میراث — واللہ نہین یہ ناگہانی میراث
کچھ فخر نہین منبری پر مجھکو — عزت تو ہے میری خاندانی میراث

ایضاً

مین آپ گنہگار مرے فعل قبیح — مین کیا کرون افعال کی اپنے تشریح
مجھپر نہین پھبتی ہے عباد و ستار — ہے بلکہ شعار صلحا کی تفضیح

ایضاً

اسلام مین داخل نہین افعال قبیح — پھر اونکی حمایت ہوئی کسطرح صحیح
او سپر زدہ و خود و عباود ستار — اے واے لباس علما کی تفضیح

ایضاً

عیاشی و آتشک بہم ہین گستاخ — پیدا ہین انہین سے سب مرض کے اوساخ
جسطرح نئے بانس مین لگجاتے ہین گھن — ہوجاتے ہین ہڈیون مین انسے سوراخ

ایضاً

ناکامیِ قسمت سے ہین جو مجھسے بعید — رکھتے ہین مرے ملنے کا وہ شوق مزید
جو پاس ہین وہ فیض سے بالکل محروم — یہ خوبیِ تقدیر بھی ہے قابلِ دید

ایضاً

دو چار اگر مجھکو نہ مانین اوستاد — اسکی مجھے پروا بھی نہین اے شمشاد
جنکو ہے تفاخر مری شاگردی پر — اعداد سے باہر ہے اونہین کی تعداد

ایضاً

اے سوزِ نہان تجھسے ہی آہونکی نمود — تحلیلِ دلِ زار کا تجھسے ہی وجود
پایا ہے تجھی سے فلسفی نے یہ راز — ہوتی ہے ہوا گرم تو کرتی ہے صعود

ایضاً

ایسے بھی زمانے مین ہین لوگ اے شمشاد — مفلس ہو جو باپ کہدین ہے خانہ زاد
پوچھو جو کسی امیر کو تو کہدین — وہ تو مرے بھائی ہین چچا کے داماد

ایضاً

تفریق مسلمانونمین ہے وجہ فساد — اللہ کے گھر مین نہین اسکی بنیاد
اعلی ہو کہ ادنی ہو کمینہ کہ شریف — مسجد مین برابر ہے سبھونکی اِستاد

ایضاً

طاعون کے مستقل ہین بے شبہ شہید — مفروزون کے حقمین ہے حدیثونمین وعید
اسپر بھی جو منھ کی آئین ہمپر بزدل — ہین گوزِ شتر انکے مقالاتِ پلید

ایضاً

کیون کرتے تھے ہر بات مین ہم سب سے گھمنڈ
گویا نہ تھے انسان سرا باتھے گھمنڈ
کچھ تو ہی بتا دے اے شبابِ رفتہ
ٹوٹے ہین کن اسباب سے یہ پہلے گھمنڈ

ایضاً

اے میر مشاعرہ جو تم تھے بیمار
مینے بھی دیا ساتھ تمھارا اے یار
اب ضعف سے سانس تک ہے لینا مشکل
کسطرح سناؤن تمکو پُر زور اشعار

ایضاً

اعلےٰ ہو کہ ادنےٰ رہے نزدیک کہ دور
خدمت مین کسیکی نہین کرتا مین قصور
سب کہتے ہین یہ ہے ترے رتبے کے خلاف
ایسے رُتبے سے مین کیونکر ہون نفور

ایضاً

دو مرتبہ تم شہر مین آئے اے یار
مل لیتے جو مجھسے تو نہ تھا کچھ دشوار
لازم ہے مجھے بھی نہ ملونمین تمسے
لیکن ہونمین اخلاق سے اپنے ناچار

ایضاً

کے مرتبہ تم آئے گئے غازیپور
دیدار سے اپنے مجھے رکھا مہجور
اس شہر مین لیکن نہ ملون مین تمسے
ہے میری مروت سے بہت ہی آج دور

ایضاً

اک کوچہ مین ناگاہ ہوا کل جو گذر
عبرت نے دکھایا کہ یہ ہے مہر کا گھر
جو مرجعِ حاجات رہا مدت تک
اوس گھر کو زمانے نے کیا ہائے گھنڈر

ایضاً

رندون سے تم اے ناصحِ مشفق رہو دور
کر دینگے نصیحت تمھین وہ ہین مجبور

کسطرح سمائے اوسمین پندِ ناصح — جس سر مین بھرا ہو می عشرت کا غرور

ایضاً

اسباب کہان رکھون بتا دین غمخوار — گویا کہ مرے پاس نہین ہے گھر بار
بارش نے بنا دیا ہے سبکو چھلنی — ہر دم کی چکش سے بیٹھنا ہے دشوار

ایضاً

مین رند ہون بدکار ہون اے شیخ مگر — پھر بھی ہے بڑا فضلِ الٰہی مجھپر
ہوتا ہے ہر اک کام مری حسب مراد — یہ تیری کرامت سے کہین ہے بڑھکر

ایضاً

قائل ہے اسیکا جسے کچھ بھی ہے شعور — بے صانع مطلق نہین عالم کا ظہور
مانا کہ مشکل ہے باشکال اتیھر — لیکن ہے مشکل بھی کوئی اسکا ضرور

ایضاً

اے دل کے بخاراتِ لطیف الاسرار — تم کوچ جو کر گئے بدن سے اکبار
ہاتھی کو جو برچھون سے گرا دیتے تھے — مکھی کے اوڑانے مین ہین وہ ناچار

ایضاً

جو آپ تھے معشوق ہمین کہتے تھے پیار — اب اونکو عیادت مین بھی ہے ننگ و عار
امراض کا پیری مین نہین ہے یہ ہجوم — مستی شباب کا ہے جانکاہ خمار

ایضاً

ہر چند کمینہ ہو کوئی صاحب زر — ممکن نہین مٹ جائین رذالت کے اثر
لوہے پر اگر چڑھائے کوئی سونا — لوہے مین رہینگے وہی پہلے جوہر

ایضاً

ہو جسکی قرابت مین ذرا ننگ و عار
ہم اوسکو شریفون مین نہین کرتے شمار
جانچین گے قرابتین کئی پشتون تک
گویا کہ شرافت کی یہی ہے معیار

ایضاً

کرتے ہین جو لالچ سے قرابت گھٹکر
پڑتی ہے ضرور کچھ مصیبت اوپر
کچھ بھی نہ سہی تو چھوٹ جاتے ہین عزیز
سمجھو تو مصیبت ہے یہ سب سے بڑھکر

ایضاً

تقدیر سے ملجاتی ہے دولت اکبار
عہدے کبھی پیشے سے پکڑتی ہی قرار
لیکن نہو جبتک کئی پشتونکا امیر
ہر کام سلیقے سے ہو یہ ہے دشوار

ایضاً

کچھ انمین نہین ہین قابلیت کے طور
اِم اُون کی تجاویز مین کر پورا غور
تجویز سمیع اللہ و سر سید دیکھ
ہے درسِ نظامی کی لیاقت کچھ اور

ایضاً

تنہا ہون پڑا بستر بیماری پر
دو درون کے سوا کوئی نہین یاری پر
آئے بھی مہینون مین تو اکبار آئے
پھٹکار ہے احباب کی دلداری پر

ایضاً

اب کے تب محرق مین نئے ہین آثار
ہمراہ مرے ہین میری گھڑیان بیمار
مفہوم سے رُکنے کے نہ تھی جو واقف
اب اوسکو بھی ہو گیا ہے چلنا دشوار

ایضاً

ملکر کرو تیزی سے اگر کوئی کار — ایک ایک کا ہولا کھون کے مانند قطار
شمشاد نظر کرو جو وقتِ بارش — ہر قطرہ نگاہ مین ہے پانی کی دھار

ایضاً

طاعون سے کرتے ہین جو نامردفرار — مرجاتے ہین وہین بھی ہمیشہ دوچار
مغرور الزحف ہین یہ دل کے کچے — اسلام کے غازیونکی انپر پھٹکار

ایضاً

اے فضل و کرم کی جان رامانشکر — کی تمنے کلکٹری بصد کرّ و فر
حُسنِ اخلاق مین یہ رتبہ پایا — ہے ختم دلونکی بادشاہی تیمر

ایضاً

اے ابرِ کرم جناب رامانشکر — اے نائبِ حکمرانِ ہفتم قیصر
سیراب رہا چشمۂ رحمت تمسے — ہین جسمین علوم کے شلائے اکثر

ایضاً

کیون انسے مرے دل مین بڑھا درد و سوز — بارش کی یہ بوندین ہین کہ تیر دلدوز
مین دیکھ رہا ہون اپنے گھر کی حالت — برسے اگر دو تو یہ ٹپکے دس روز

ایضاً

تب مین نہین باقی کسی لذت کی تمیز — بیکار ہین اسوقت سب اشیای عزیز
کسطرح مین کچھ کھاؤن بتا دین جناب — مین بھوک سے واقف ہی نہین ہی کیا چیز

ایضاً

دشمن حسد و کینہ سے ہونگے ناراض — احباب ہین کسواسطے مجھسے ناراض

باتین نہین آتی ہین بناوٹ کی مجھے — شائد ہین اسیوجہ سے رہتے ناراض

ایضاً

اوس قوم کی وقعت کا خدا ہی حافظ — اوس قوم کی عزت کا خدا ہی حافظ
جس قوم کا پیشوا بنے بندۂ زر — اوس قوم کی حالت کا خدا ہی حافظ

ایضاً

حاصل جنہین دنیا کا ہی سب عیش و فراغ — یا بادۂ مقصود سے لبریز ایاغ
لیکن جو وہ رکھتے نہین تنویر علوم — ہین خانۂ آراستہ بے شمع و چراغ

ایضاً

وہ جنکو ہر اک علم مین حاصل ہی فراغ — اور اونکی طبیعت مین بلا کا ہی سراغ
گھر جاتے ہین جب لاکھ تردد مین وہ — کچھ کام نہین دیتے ہین دل اور دماغ

ایضاً

مشکل تو کچھ ایسی نہین تحریر شفق — سرخیِ بخارات ہے تفسیر شفق
فوارۂ خونِ دلِ مجروح نہین — اس خاکے مین ٹھیک اوتری کی تصویر شفق

ایضاً

ہم سمجھے کہ ملنے مین ہمین کوہی سبق — وہ کرتے ہین دو سر سے زق زق بق بق
کہتا ہے ہمارا دلِ نازک ہمسے — کیون آتے ہو حاکمو نسے ملنے ناحق

ایضاً

کیون غم مین ترے جان دونمین اے شوق — کیون زندہ و در گور رہونمین اے شوق
نوحہ گر تو ہون مین سلمہ لکھنے کا — کیونکر تجھے مرحوم لکھونمین اے شوق

ایضاً

ہے حسن عجب چیز نہین اسمین شک — ہوتے ہین رواں جب مہ و خورشید فلک
آتے ہین سمندرون کے اوپر جسدم — کش جوش مین بڑھجاتی ہے موجونکی لپک

ایضاً

یکرنگونمین ہو حق کا مزا ہے بیشک — دوجنس کی برقونمین نہین ہوتی کڑک
ہوتے ہین عیان ذکر سے دل کے انوار — جسطرح رگڑ کھانے سے بجلی کی چمک

ایضاً

سرسون پھولی بسنت آیا اے دل — تونے نہ کوئی رنگ جمایا اے دل
ہمراہ شباب کے امنگین بھی گئین — ان روٹھونکو تونے نہ منایا اے دل

ایضاً

یارو مجھے کیون کرتے ہو ہر وقت دلیل — مانا کہ ہر اک بات کو لازم ہے دلیل
سنتے ہو اگر کوئی حدیث دشمن — کیون اوسمین نہین کرتے ہو جرح و تعدیل

ایضاً

مین کیا کہون تمسے ناصحون کا احوال — سچ سچ کہون شمشاد تو ہوا ونکو ملال
اسوقت حرام ساری عیش و عشرت — دولت جو ہوگانٹھ مین تو سب کچھ ہے حلال

ایضاً

خورشید نے سرطان مین جب کی تحویل — ہونے لگی ہر شی کی رطوبت تحلیل
بارش نے یکایک جو اوٹھایا طوفان — لہرون نے بھی بھاگنے مین کر دی تعجیل

ایضاً

اے قابلِ توبہ یہ دعا کر مقبول — اس سے نہ کبھی ہونگے ذرا دل میں ملول
ہون فعل مرے سب بخلوصِ نیت — لوگ اسکو کرین مکر و ریا پر محمول

ایضاً

لکھتے ہین مجھے اکمل اقران کامل — اکثر مرے شاگرد ہین عالم فاضل
ہان میری فضیلت مین جو شک ہے تو انہین — بے علم جو قابل ہین بزعم باطل

ایضاً

سمجھو جو نہین رکھتے دماغ مختل — ہر نکتے کے الہام کا دل ہی ہے محل
ہین اصل فلاسفہ لطائف دل کے — باقی جو مسائل ہین وہ سب پوچ و دغل

ایضاً

کہتے ہین جسے شباب سب اہل کمال — ہے ایک حرارتِ غریزی کا وبال
ظاہر ہے وبال خود سے ایک آنی کیف — اسپر جو ہوا اعتماد ہے خام خیال

ایضاً

پہلے تو رہی کثرتِ بارش جنجال — اسوقت ہمارے حق مین خشکی ہے وبال
ہتھیا جو نہ برسی تو یہ اندھیر ہوا — کھیتی تیار ہو گئی سب پامال

ایضاً

ہین قابلِ شرم سب ہمارے افعال — کب تک ہو جرائم پر اودھر سے اہمال
پانی کی شکایت ہے تو خشکی کا گلہ — اپنے نہین دیکھتے ذرا بھی اعمال

ایضاً

مفلس ہون کہ ہون حد سے زیادہ خوشحال — ہر حال مین چلتے ہین ذلیل اپنی چال

کچھ منصب و دولت کو نہین اسمین دخل
ہوتے ہین شرافت سے شریفانہ خیال

ایضاً

کہتا ہو نہین سچ چاہے کسیکو ہو ملال
پیشون سے اصالت نہین ہوتی پامال
وہ قوم کے پابند نسب اونکے صحیح
مجہول النسل سے ہین بہتر از دال

ایضاً

ہو جاتی ہے دربار رسی کی یہ دلیل
ملجاتے ہین عہدے بھی کبھی اس سے جلیل
دولت بھی وہ اکسیر ہے جس سے شمشاد
ہوتی ہے شرافت سے رذالت تبدیل

ایضاً

ہوتا ہے جو تقدیر سے سفلہ خوشحال
چلتا ہے زمانے سے نرالی وہ چال
رہتی ہے کہان یا دانائے کی فروخت
ملتا ہے وراثت مین جو مردے کا مال

ایضاً

اسدا کی نظر مین بھی نہین میری مثال
ہے میرے کمالات کا سبکو اقبال
شمشاد تمنا ہے اگر کچھ تو یہی
اب نفس کی تکمیل مین حاصل ہو کمال

ایضاً

بچھڑے ہوے برسونکے ملے جب باہم
آپسمین گلے ملکے بہت روئے ہم
ہل مل کے بہے جو آنسوؤن کے دھارے
گنگا جمنا سے کم نتھا وہ سنگم

ایضاً

محفل کوئی شادی کی ہو یا بزم الم
منھ دیکھی کیا کرتے ہین باتین باہم
شمشاد کو بھاتی نہین یہ بیچ کی چال
اسواسطے سب سے ہتے ہین اونسے برہم

ایضاً

بیجانہ کرونگا مین کبھی مدح نہ ذم
ہوجاے اگر ایک زمانہ برہم
آتا ہی نہین بات بنانا مجھکو
یہ جھوٹ نہین یار ترے سر کی قسم

ایضاً

ادراکِ بشر مین متصرّف وہام
تاویلِ کلام حق نہین اسکا کام
تطبیق فلاسفی کی ہمکو حاجت
ہے اصلِ فلاسفہ ہمارا اسلام

ایضاً

ہر شے مین حرارت ہے مجھے یہ تسلیم
لیکن وہ مربی نہین اے عقلِ سلیم
آپ اوسمین تنزل ہے بدیہی ہے یہ امر
جسمین ہو تنزل نہ وہ واجب نہ قدیم

ایضاً

مین مادہ و روح کو کیون مانون قدیم
تسلیم اسے کرتی ہے کب عقلِ سلیم
ترکیب کی قوت تو خدا کو حاصل
ایجاد مین مجبور ہے افنا مین سقیم

ایضاً

کیون جذبِ محبت سے ہوے تم برہم
موقوف کشش پر ہے نظامِ عالم
مانا کہ ہوئی آنے مین تم کو تکلیف
لیکن دلِ بیتاب سے مجبور تھے ہم

ایضاً

لذت سے سوا رکھو سرِ ہضمِ طعام
کپڑے مین بھی نیت سے مقدم آرام
شمشاد نہ دیکھو کبھی حسنِ آغاز
ہر کام مین لازم ہے لحاظِ انجام

ایضاً

بنتے ہین شریف جب رذیل خود کام — رکھتے ہین شرافت ہی کا وہ تکیہ کلام
کہتے ہین جو ہین پیشو ہمین اونکے ہم قوم — گم کردہ نسب ہین یہی سب نطفہ حرام

ایضاً

جز پردۂ خاص و عام و اعلیٰ و اتم — کس بات مین ارذال ہین اب تمسے کم
اے پردے کے دشمنو کرو خوب خیال — پردہ ہی شرافت کا ہے جزو اعظم

ایضاً

پوچھا نہین یارون نے جو بیماری مین — کچھ فرق نہین اب بھی مری یاری مین
مین خواب مین اونکو دیکھتا تھا شمشاد — جو یاد مجھے آتے تھے بیداری مین

ایضاً

ہمراہ مٹھائی کے کلام شیرین — گویا ہے وہ نا شتا یہ جام شیرین
دیکھو کہ لذیذ کون ہے دونون مین — محظوظ ہے انمین کس سے کام شیرین

ایضاً

باطن کی بدی لائق تسطیر نہین — ظاہر بھی ذرا قابل توقیر نہین
پھر ہاتھ مرا چومنے سے کیا حاصل — ملا نہین واعظ نہین مین پیر نہین

ایضاً

تنہا نہین انسانون کا بگڑا ہے چلن — احسان فراموش ہے عالم ہمہ تن
سورج سے تو ہو چاند کو حاصل تنویر — اور اسکے چلن سے اوسے لگجائے گہن

ایضاً

کچھ روز تھی دل مین آتش غم پنہان — سینہ ہے رماد دل سے اب یگستان

جاذب ہے رطوبت کی ہوائے محرق — کیونکر نہ سکھائے خونِ آہِ سوزان

ایضاً

مجھسا نہین کوئی کہین بحر و برمین — اہلِ افلاس مین نہ صاحبِ زرمین
ظاہر مین تو موجود ہے سب کچھ سامان — مرجاؤن تو اک مکان نہ نکلے گھر مین

ایضاً

اے شدتِ تب تجھسے جلے جاتے ہین — اوسپر یہ جگر سوز سزا پاتے ہین
جنسے ہمین نفرت وہ برابر حاضر — جنکی ہمین خواہش وہ نہین آتے ہین

ایضاً

عزت مجھے کافی ہے میانِ دارین — افلاس مین بیجا ہے مراشیون و شین
دولت نہ ملیگی قابلیت ملکر — ہے حُرمتُ انْ تجمعَ بینَ الاُختَین

ایضاً

کیون عشق مین اک تپکے پھرتا ہی تباہ — کیون فکر مین رہتا ہے ملے نسخۂ باہ
یہ ریش یہ جُبّہ یہ عمامہ یہ فعل — لاحولَ ولاقوّۃَ الّا باللہ

ایضاً

اے عشق ترے ہاتھونسے خالق کی پناہ — تنہا نہین آنسوؤن سے سیل جانکاہ
گرم آہون سے ملکے میری ٹھنڈی سانسین — کہرے سے کیے ہوئے ہین عالم کو سیاہ

ایضاً

یا یارون کے جلسے تھے ہر شام و پگاہ — یا کوئی نہین پاس بجز نالہ و آہ
کیونکر نہ لہون شدت تب مین ہر دم — معیارِ محبت ہے مصیبت واللہ

ایضاً

کھلتا ہی نہین بھید ذرا کیا ہے یہ
کچھ بھی نہین پھر بھی اک تماشا ہے یہ
مکھی کیطرح آسمین اولجھتے ہین حریص
جالا مکڑی کا ہے کہ دنیا ہے یہ

ایضاً

امراض مین یارون نے نہ کچھ یاری کی
اک دردنے تنہا مری غمخواری کی
حیلے کی بھی شمشاد کہی کیا تمنے
صورت ہے گواہ صاف بیماری کی

ایضاً

کل میری عیادت کو جو یکے آئے
گویا کہ مرے حق مین مسیحا آئے
اسطرح مری روح ہوئی ہے تازہ
سوکھے ہوے اعضا مرے گدرا آئے

ایضاً

انگلنڈ مین الحاد کا جب چرچا ہے
ایمان بچانے کا طریقہ کیا ہے
پابند شریعت تھے وہان بھی یکے
شمشاد صیانت کا یہی لٹکا ہے

ایضاً

ممکن نہین کھا جائین کہین رک یکے
دنیا مین کرین گے نام بیشک یکے
لندن مین رہے اگرچہ وہ متوالہ برس
اخلاق مجسم ہین ابھی تک یکے

ایضاً

روگون نے کیا سلوک ایسا ہمسے
ممکن نہین دو قدم بھی چلنا ہمسے
پھر ضعف نے اسطرح پچھاڑا ہمکو
اپنا ہی بدن نہین سنبھلتا ہمسے

ایضاً

لیتا ہے ہر اک فردِ بشر شیخی کی
شمشاد مین کس سے کہون اپنے جی کی
انسان وہ کب ہے جسے کچھ فکر نہین
دانا ہے جسے فکر ہے بے فکری کی

ایضاً

ساون دیکھا بسنت ہولی دیکھی
یارون کی چہل پہل ٹھٹھولی دیکھی
دیکھا تو یہ دیکھا کہ نہ دیکھا کچھ بھی
جب عمر کی گانٹھ پولی پولی دیکھی

ایضاً

جب حرص کو تو حد سے بڑہا دیتا ہے
ہر فعل تری شان گھٹا دیتا ہے
اے شیخ جو ہے تجھ مین کرامت تو یہی
احباب کو آپس مین لڑا دیتا ہے

ایضاً

اس مرز کو سمجھا ہون بتا دون کب سے
اک شوخ کو دل مینے دیا ہے جب سے
ہین حسن کے ارکان جو خال و خط و لعف
ہین عشق کے اسباب جدا ان سب سے

ایضاً

کہتا ہے کوئی اوسکی ہنسی ہے اچھی
کہتا ہے کوئی شکل ہے بھولی بھولی
مجھسے جو کوئی پوچھے تو یہ کچھ بھی نہین
جو دل مین اوتر جائے ادا ہے تو وہی

ایضاً

بارش نہین رکتی ہے ذرا ایک گھڑی
مین کیا کہون مشکل ہے جو ہو وقت پڑی
شمشاد سے پوچھتے ہین ہنسکر گلرو
عشاق کے آنسو ہین کہ ساون کی جھڑی

ایضاً

اس سال کی بارش کے ہین انداز نئے
آتے ہین ملار سنکے سبکو گریے

اوسپر بھی گھرون پر ایسی مستی چھائی
کچھ جھوم کے رہگئے تو کچھ لوٹ گئے

ایضاً

اس عشق نے جب بات کوئی بلمل کی
چلتی نہین کچھ فلسفۂ کامل کی
آہون سے ہے اخراج غمونسے ایصال
پھر بھی نہین معتدل حرارت دل کی

ایضاً

جن جن کو تمنا ہے مرے ملنے کی
ہے بُعدِ مسافت سے اونہین مجبوری
جو پاس ہین اونکو نہین کچھ قدر علوم
تقدیر کی خوبی وہ یہ قسمت کی بدی

ایضاً

ہے اصلِ وجود ایک باقی فانی
اشکال کا ہے نام وجودِ ثانی
پانی سے بخار ابر بوندین پھر برف
گلجاے جو برف پھر ہے پانی پانی

ایضاً

عہدے سے جو پاتا ہے کوئی آزادی
ماتحت بہم کرتے ہین رنج و شادی
کرتے ہین اگر ایک پر اظہارِ الم
دس پانچ کو دیتے ہین مبارکبادی

ایضاً

بیمار ہون مین پھر بھی ستاتے ہو مجھے
بھولے سے نہین شکل دکھاتے ہو مجھے
رؤیا مین بھی تسکین کی کیا صورت ہے
تم خواب مین آتے ہی جگاتے ہو مجھے

تتمۂ کلام جناب مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد

مقرر ہے میرے سینے مین عالم عرش یزدان کا
مصفا دل ہے آئینہ جو تیرے روے تابان کا

رقم جب وصف کرتا ہون فروغ روے جانان کا
دبیر چرخ دیتا ہے ورق مہر درخشان کا

نہ کیون دہوکا ہو قصر یار پر ایوان رضوان کا
پرستارون پر لے زاہد ہے عالم حور و غلمان کا

نچھوڑے دست وحشت تار بھی چاک گریبان کا
یہ ناحق منہ چڑاتا ہے ہمارے زخم خندان کا

غضب ہے میری توبہ پر کسی عیار کا کہنا
دیا تھا پارسائی نے سبق یوسف کو زندان کا

بنا دست اجل کیون دست وحشت جوش سودا مین
رگ جان تھی کہ ڈورا تھا میرے چاک گریبان کا

رقابت نے یہ سارے تفرقے آپس مین ڈالے ہین
محبت ہو تو ایک انجام ہے گبر و مسلمان کا

نمک چھڑکا جو اے غنچہ دہن شور تبسم سے
جگر کے داغون مین عالم ہوا گلہاے خندان کا

کسی نادیدہ صورت کے خفاے راز الفت مین
رہا مستور نسخہ بھی علاج درد پنہان کا

نہ کر تو آنسوؤن سے چاک اے غنچہ مژگان
غبار کوے جانان پیرہن ہے جسم عریان کا

دہان زخم کو کیون چومتے ہین ذوق سے ٹانکے
مگر بوسہ لیا اوسنے لب پان خوردہ پیکان کا

فراغت دست وحشت نے جو پائی جیب و دامن سے
نچھوڑا ایک ٹوراسنے دامان بیابان کا

ملو مجھسے جلاؤ غیر کو تم اپنی محفل مین
ابھی عالم نظر آئے تمھین سرو چراغان کا

طبیبون کے حواس خمسہ کھو جاتے ہین غیرت سے
جہان کچھ ذکر ہوتا ہے ہمارے درد و درمان کا

مرا نقد روان قلب صدقے ذیل حمت پر
تن عریان عصیان کو سی نے بارہا ڈھانکا

برنگ شعلہ عریانی پسند جسم سوزان تھی
نہ دیکھا منہ کسیدن مین نے دامان و گریبان کا

کسی غنچہ دہن کے لعل لب کا وصف لکھنا ہی
تراشا ہے قلم شمشاد نے کیون شاخ مرجان کا

یہ ہے ادنی اثر عکسِ فروغِ روے تابان کا
کہ ہر ذرہ ہے خورشید قیامت کوے جانان کا

نہ کیون دعوی کرون وحشت پر اپنے جیب و دامان کا
اسے فرمان حاصل تھا فقط چاکِ گریبان کا

تمے گاون کی تصویر اوسمین کھینچی دست قدرت نے
نہ اولٹے کا ورق تا حشر خورشید درخشان کا

دہوین دن لئے اڑائے آنسوون کے اپنی سوزش سے
جہان آنکھون نے چھیڑا ذکر اپنے جوش طوفان کا

لب یاقوت خوردہ کی الفت مین لخت دل جو بہ نکلا
جگر غیرت سے شق ہونے لگا لعل بدخشان کا

وہ کہتے ہین اوٹھا رکھو اسے صبح قیامت پر
سناتا ہون جو قصہ اونکو اپنی شام ہجران کا

جسے سورج سمجھکر پوجتا ہے وہ بت کافر
فلک پر اک شعلہ ہے وہ میرے نور ایمان کا

لہوروتا ہے نیسان اوس پر اوسپر پڑ گئی غمسے
سنا ہے اوسنے جیسے حال چشم گوہر افشان کا

بہت تیری طرف شمس و قمر نے ٹکٹکی باندہی
نہ اوترا دونون سے خاکہ ہماری چشم حیران کا

کروان کیا موشگافی وصف گیسوے معنبر مین
حواسون مین ہے عالم موبموزلف پریشان کا

پس مردن بھی عشق ابرو و مژگان سے تربت مین
رہا کرتا ہے ہر دم سامنا شمشیر و پیکان کا

نہ سوجھے غیر کو پھر بھی تو بیشک جاے حیرت ہے
ہر اک ذرہ ہے آئینہ تیرے حسن نمایان کا

بحاجت چارہ سازون نے بہت کی خار صحرا سے
نپایا ایک ٹکڑا میرے دامان و گریبان کا

لب عشاق پر میرے سوا کوئی اگر دیکھے
رقیبون کی شکایت یا گلہ ہے جور دربان کا

غضب کی بجلیان مین نے گرائین اپنے نالون سے
نہ وہ پردہ نشین پھر بھی دریچے سے کبھی جھانکا

نہین ممکن کبھی مین شکل دیکھون عیش و عشرت کی
محبت جب ذریعہ ہے غمون کے ساز و سامان کا

نہ پڑتی پھوٹ آپسمین سبھون کی ایک مت ہوتی
سمجھتا ماحصل انسان اگر تخلیق انسان کا

سر محشر پڑی ہے اپنی اپنی سارے عالم کو
مگر مین اک سراپا ناز کا محوِ تماشا ہون

مریضِ غم ہون یکسان حال گر رہتا بتا دیتا
خدا کا شکر ہے تم آگئے اسوقت اچھا ہون

نہ مین دنیا سے تنگ آیا نہ حوروں کی طلب مجھکو
تمھین پر جان دیتا ہون تمھارے غم مین مرتا ہون

نکال اوسکو تو اوٹھ جانا مرا البتہ ممکن ہے
خیالِ غیر بنکر تیرے دل مین جمکے بیٹھا ہون

جگاتی ہے لحد مین کیون ٹھوکے دیکے یار اونکی
تھکا منزل سے آیا ہون ذرا سا آکے سویا ہون

تمنا میری عالم کو مین تیرا عاشقِ شیدا
کہین مین حسن نرسیا ہون کہین مین عشق رسوا ہون

نہین معلوم اے بت تونے کیا جادو کیا دلپر
ستم ہے کعبہ کہتا ہے کہ مین رشکِ کلیسا ہون

طبیعت مجتمع کرلون فقط اسپر نہین قابو
نصیحت ناصح مشفق کی سُنتا ہون سمجھتا ہون

اطاعت ہے مرا شیوہ مگر نیکون کی نیکی پر
شریرون کے مقابل مین شرارت کا مین پتلا ہون

تماشائی ہون باغِ دہر مین شمشاد دمبھر کو
نہ دلکش پھول ہون کوئی نہ جان افگار کانٹا ہون

ایک نفع رسان گذارش

یہ انصاری پریس لکھنؤ مین محض اس خیال سے جاری کیا ہے کہ عمدہ سے عمدہ فرمائشی کتابین چھاپا کرین پس اگر آپکو اپنا دیوان یا اور کوئی کتاب چھپوانا ہو تو بذریعہ خط وکتابت تمام امور کو طے کرلیجیے آپ کی مرضی کے موافق کام عمدہ اور جلد انجام پاوے گا۔ نمونہ کیلیے جناب شمشاد لکھنوی کا دیوان پیش نظر ہے اور اپنے احباب کو بھی یہان کام چھپوانے کی طرف توجہ دلاکر مجھے شکریہ کا موقع دیجیے۔

المنت
محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی مالک مطبع انصاری لکھنؤ

ضمیمہ دیوان شمشاد لکھنوی

رباعیات جدید

تو ہین ائمہ کا ہو اجو ہادی
ہو کوئی فساد کا وہی ہے بادی
اب چھیڑ بڑھی ہے تو یہ رکنے کی نہین
انجام مین اسلام کی ہے بربادی

ایضاً

اسلام مین جھگڑون کا بڑھانا کیسا
یا کفر کے فتوؤن کا منگانا کیسا
آپس مین لڑا لڑا کے اے ملاؤ
یہ مالِ حرام مفت کھانا کیسا

ایضاً

ایجاد مسائل مین جو رکھتے ہین شعور
کیون فتوے وہ لکھتے ہین خلاف جمہور
مانا کہ فوائد بھی ہون اونکو پنہان
لیکن ہین عیان اسمین ہزارون ہی فتور

ایضاً

اسلام کے فرقون مین بڑھی وہ تکرار
اب صلح کوئی چاہے تو ہو ناد شوار
لڑ لڑ کے جو کٹ مرے ہین آپس مین ہم
اسلام کے دشمنون نے پائے ہتھیار

ایضاً

کیسا پر ہیز اور کیسی توبہ
رندون سے ضعیفی نے کرالی توبہ
شمشاد سو سب کہتے ہین بن بیٹھو شیخ
اوسکو نہین بھاتی ہے یہ زوری توبہ

غزلیات

کہدیا اون سے کیلے بند جو کچھ تھا کہنا
واہ وا اے دل شوریدہ ترا کیا کہنا
ہائے بچپنا کے عجب ناز سے اوسکا کہنا
سخت نادم ہون نہ مانا جو تمہارا کہنا

مان ای بت تو خدا کے لیے اتنا کہنا
باتین کرنے مین مجھے اے مرے شیدا کہنا

اس کے اخلاق حمیدہ کا بھلا کیا کہنا
جسکی عادت ہے ہر اک شخص کو اچھا کہنا

کیا کہون اے مرے قاصد کہ تو کیا کیا کہنا
رحم آجائے اونہین حال کچھ ایسا کہنا

خون بہو نچاتے ہین بھنے کو رگون کے چشمے
اب بجا ہے مری آنکھون کو بھی دریا کہنا

سجدے کرتے ہین مرے آگے بتان مغرور
مجھکو زیبا ہے ترا نقش کف پا کہنا

جان دیکر بھی مین جانبخش سمجھتا ہون تمھین
سمجھو اعجاز مراتم کو مسیحا کہنا

جو کسیرو زسنین آپ مرا قصہ غم
گوش ہوش آپ مین بنجاؤن سراپا کہنا

آپ کے عشق نے کچھ ایسی پڑہائی پٹی
مانتا ہی نہین دل ابتو کسیکا کہنا

پہلے ایدل ونہین کرتو شفقت پر مائل
اسکے بعد اون سے کوئی حرف تمنا کہنا

سخت ضدی ہے وہ شوخ اوس سے غنیمت ہے یہ
مان لیتا ہے جو میرا وہ ذرا سا کہنا

راہ پر لائی تھی اونکو مری سلجھی تقریر
اضطراب دل مضطر نے بگاڑا کہنا

تم تو دل لیکے ندیتے مجھے ہر دم طعنے
مین نے مانا نہ سُنا مین نے کسی کا کہنا

جب تک اس مین بت پندار کی ہے جلوہ گری
کعبۂ دل کو مناسب ہے کلیسا کہنا

عاشق زار ہون مین ہے مری حالت شاہد
تیری سرکار مین زیبا نہین بیجا کہنا

مجھکو دعوی کہ وہ ہین تابع فرمان عدو
اونکو یہ ناز نہین سُنتے کسی کا کہنا

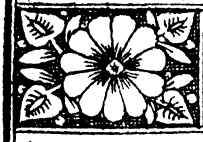
مین نے مانا کہ محبت ہے تمھین غیر سے بھی
پھر بھی مجھسے تمھین زیبا نہین ایسا کہنا

اپنے کشتون سے وہ کس ناز سے یہ کہتے ہین
نہ کرون زندہ تو مجھکو نہ مسیحا کہنا

کان پر جون بھی نہین رینگتے دیتا وہ شوخ
یہ غنیمت ہے جو سنتا ہے وہ میرا کہنا

ناچ تگنی کا نچاتے ہو تم ایسے دلکو
آج تک جسنے کسی کا نہین مانا کہنا

عمر بھر آپ نے میری نہ کبھی مانی بات
آپکا مین نے کسی روز نہ ٹالا کہنا



ہو گئی نذر خزان الم آزادی دل
مجھکو شمشاد نہ اب اے گل رعنا کہنا

اکڑ کے سرو ترا قد یر فتن نہ بنا
ہزار غنچہ کھلا خندہ زن دہن نہ بنا

ہلال یار کا ابر دے پر شکن نہ بنا
تو بڑھکے بھی کبھی رخسارۂ ذقن نہ بنا

تری تلاش مین مرنا بھی ہو گیا مشکل
غبار راہ بنا پیرہن کفن نہ بنا

برنگ شمع نہ جل جل کے جان دون کیونکر
زبان پاکے بھی تیرا مین ہمسخن نہ بنا

ہماری آپکی صحبت کے رشک سے شمن
تمام رات جلا شمع انجمن نہ بنا

یہ کیا بُرا ہے مری جان آپکا عاشق
بناز مانے کا محسود طعنہ زن نہ بنا

جگر کے سوز سے قطرہ جو آنکھ سے ٹپکا
ہوا وہ اخگر سوزان دُر عدن نہ بنا

گلے کے نیچے جو اُوترا بھی لقمہ دقت سے
فراق یار مین ہرگز وہ جزو تن نہ بنا

تبنگ آکے کیا مین نے ذکر غیر شروع
وہ کوئی ڈھنگ سے میرا جو ہمسخن نہ بنا

مرے حسد سے بڑہائے کچھ اور اوسنے داغ
کسی کا چھالون بھرا سینہ جب چمن نہ بنا

وفا مین تجھسے کہین بڑھکے ہے ترا کوچہ
تمام عمر مین اوس مین رہا وطن نہ بنا

ترے ستم جو ہوے مجھپر اونکو سُن سنکے
وہ کون دل ہے جو سرتا بپا محن نہ بنا

کسی کو کوئی بتا دے سلوک الفت مین
کہ خضر راہ بنا اور راہزن نہ بنا

بنا ہے سرمے کا دنبالہ بہکے کاجل تک
وہ کیا بگاڑ ترا تھا کہ بانکپن نہ بنا

چمن مین غنچے برآشفتہ ہو کے کہتے ہین وہ
دہن ہوا بھی تو کیا جب وہ خندہ زن نہ بنا

خفائے عشق ہوا سد راہ کچھ ایسا
شلالہ آنکھون کا دریاے موجزن نہ بنا

ہم ایک وضع مین بدنام ہین مگر دشمن
ہزار چالین چلا پھر بھی بدچلن نہ بنا

ہلال اور گریبان نو ہو کیا امید
فلک بھی ہائے مرا خرقۂ کہن نہ بنا

ہوئی توجہ تمنا و کس رنگیلے پر
کہ دو ہی دن مین وہ دلدار گلبدن نہ بنا

مزاجِ چاہت کا جب ہے دونون مین الفت برابر ہو
جو ہو بیچین میرا دل تمہارا قلب مضطر ہو

جو دنیا پھر کے تمکو کہ ہر بھلے سے بہتر ہو
تمہارے حق مین اچھا ہے یہی تمکو نہ باور ہو

حسینون مین جو میرا چاہنے والا چنے سب کے دلبر ہو
اگر میرے نہین ہو تم تو یہ سب خاک پتھر ہو

پروے اون سین کیون موتی بلا کا جس مین گوہر ہو
غضب ہے سادہ پن جسکا اوسے کیا نکتہ ور ہو

عدو کی گردش قسمت جو میرا دور ساغر ہو
تو مین وہ صاف دل ہون عیش ہی میرا مکدر ہو

کسی کا مجھسے جھنجھلا کر غضب تھا ہائے یہ کہنا
تمہاری سرکشی پر مین بھی کہنے بیٹھون تو کیا کر ہو

جگر دل دونون چھلنی پھر بھی میری یہ تمنا ہے
نگاہ ناز کی جو چوٹ ہو وہ میرے دل پر ہو

نہ ہو لیکا تجھے مستی مین اوسکا ناز سے کہنا
اگر ہو عاشق کامل مرا لدادہ دلبر ہو

گر اکرتے ہین آنسو رات دن بیکار آنکھون سے
جو وہ اشک ندامت ہون تو قطرہ قطرہ گوہر ہو

انہین تیر نگیون نے ایک عالم کو کیا شیدا
کہین تم نغمہ زن بلبل کہین تم ہی گل تر ہو

جو شومئ دشومیہ کاردن کی ہو شکایت سے
کوئی خورشید رخشان ہو کوئی تابندہ اختر ہو

نہو دشوار کیونکر اونکی گنتی اور برآنا
تری تیغ ادا سے ہر تمنا جب دوپیکر ہو

جو عاشق عشق مین کامل وہ ناقص مرے آگے
حسینون مین جو ہو سب سے سوا تم اوس سے بڑھکر ہو

تمنا ہے کہ صبح وصل تو خلد آشیان کر دے
ترا تیر نگاہ ناز مرغ جان کو شہپر ہو

کہین گے دشمن دین خانہ برانداز سب تجھکو
نکر ویران اوس دلکو جو کعبہ ہو ترا گھر ہو

ہوا کرتی ہے حسن و عشق مین نسبت برابر کی
نہین ہے کوئی تیرا مثل میرا کون ہمسر ہو

ترے گالون مین دیکھیں اپنی صورت چاند سورج نے
مری آئینہ آسا دیدۂ حیران شش در ہو

کیا ظلم و ستم مین نام اگر پیدا تو کیا حاصل
کر وہ کام نیکی سے تمہارا ذکر گھر گھر ہو

ترا ایما ہو اے ظالم تو بزم عیش ہو مقتل
پے قتل ابرو پر خم ابھی تیغ دو پیکر ہو

کہین اندازہ ہو سکتا ہے اوسکی تیکھی نظر کا
نگاہ ناز جسکی دل کے حق مین تیز نشتر ہو

ترے دیدن تو مظلومون سے کچھ زائد ہی ظالم ہین
یہان ہین ظلم کی فکرین وہان جو کچھ میسر ہو

خراب و خستہ کیون کرتے ہو اوس نازونکے پالیکو
مرا دل پھیر دو مجھکو اگر وہ تم کو دوبر ہو

تجاہل سے کسی غنچہ دہن کا ہائے یہ کہنا
مرے بلبل تم ہی ہو تم ہی شمشاد سخنور ہو

یہ سچ ہے دلسے دل ملتے ہین پہلے سخت مشکل سے
مگر جب مل گئے الفت نہین جاتی کسی دل سے

جو آیا وہ نکل جاتا ہے فوراً دست باذل سے
مگر ہمت قدم باہر نہین رکھتی کبھی دل سے

کہلا مقتل مین شادابی جو رتبہ قاتل سے
کہ حسرت خوبرسی دیدۂ نمناک بسمل سے

اوٹھا کر گھونگھٹ آنکھا جو وہ بانکا مقابل سے
غمون کی فوج گھونگھٹ کہا کے نکلی خانۂ دل سے

ترے لفت کو وہ الفت ہے جو مجنون کے دل سے
قیامت تک نہ نکلیگی یہ لیلے اپنی محمل سے

برنگ حسرت شمعین ہین خود ہی نکلوا یا
ہماری ٹھنڈی سانسون نے کیسکی گرم محفل سے

جسے تھا حسن پر غرہ جسے تھی چاہ سے نفرت
اوسے عاشق بنایا مین نے اپنے عشق کامل سے

کہین بھاگین وہ میری گود خالی کر نہین سکتے
روان ہو لاکھ دریا جا نہین سکتا ہے ساحل سے

وہ میرے دل مین ہین موجود اونکی جستجو کیسی
مجھے کیا فائدہ لے بیخبر تحصیل حاصل سے

عدم سے آتے ہین ملک فنا کا کوچ کرنا ہے
نہین راحت کی صورت دیکھتے طی منازل سے

مین اون کے حسن کے اعجاز کا قائل نہون کیونکر
دکھا دیتے ہین اپنی شکل مجھکو لاکھ منزل سے

اگر عشق و ہوس مین کوئی کامل حد نہ ٹھہریگی
ہمیشہ چھیڑ دنیا مین رہیگی حق و باطل سے

زمانے مین حسین و خوش سیر مین جسکو سنتا ہون
ملاتا ہون اوسے پہلے تری شکل و شمائل سے

وبال جان عاشق ہوتے ہین وہ بال دو دن مین
دل دیوانہ اوجہا جس مین گھونگھر کے سلاسل سے

حسینون کی سخاوت بھی فوائد سے نہین خالی
وہ بوسہ یکے نقد دل لیا کرتے ہین سائل سے

لہو رو کر مری آنکھین تجھے بدنام کر دینگی
کلیجے مین نہ لے تو چٹکیان رنگین انامل سے

تھا رے حسن میرے عشق کا صرف اک بہانا تھا
جو کچھ حاصل ہوئی لذت مجھکو اپنے ہی دل سے

کیا آخر کو تمنے حشر برپا دیدۂ و دل مین
خبر مین پا چکا تھا پہلے ہی بیتابی دل سے

ہجوم خلق ہے اچھا تماشا گاہ ہے مقتل
کہ قاتل ہو گیا گھائل نگاہ یاس بسمل سے

مین دیوانہ سہی دیوانہ تر ٹھہرا مرا ناصح
وہ عالم آپ اجہل ہے جو اُلجھے جا کے جاہل سے

تری جلوہ گری ہوتی ہے جب گم کردہ ہوشون پر
ہماری بیخودی اچھی حواس و ہوش عاقل سے

جرا جتہائے دل مین لذت جان بخش حاصل ہے
نمک زار ملاحت یعنے اون کے گال کے تل سے

تمہین شمشاد رنگین طبع رشک گل سمجھتا ہے
تو بیشک کسرشان اوسکی ہے تشبیہ عنادل سے

در مدح جناب معلی القاب بنڈت رامان شنکر مشر صاحب بہادر کلکٹر غازی پور

رباعی

ای فضل و کرم کی جان رامان شنکر
کی تمنے کلکٹری بصد کر و فر

حسن اخلاق مین یہ رتبہ پایا
ہے ختم دلون کی بادشاہی تمپر

ایضاً

ای ابر کرم جناب رامان شنکر — ای نائب حکمران ہفتم قیصر
سیراب رہا چشمۂ رحمت تم سے — ہین جس مین علوم کے شلائے اکثر

ایضاً قطعہ در مدح معزی الیہ

کون ہے جس نے جگہہ سبکے دلون مین کر لی — کسکی مشہور زمانے مین ہے تسخیر نظر
کس نے کی سلطنت ملک و لا و اخلاص — کس کے قابو مین رہا عام دلون کا لشکر
کس نے ہر فرقے کو اخلاص سے راضی رکھا — کس نے ہر قوم کو ہونے نہ دیا زیر و زبر
ڈال دی کس نے طبائع مین بنائے الفت — کس نے اضداد کو آپس مین کیا شیر و شکر
کس نے جھگڑون کو فریقین سے طے کروایا — یون رہا آپ کہ گویا نہ ادہر ہے نہ اودہر
ربط باہم کے لیے کس سے کلب ہے قائم — کس نے تجویز کیے قومون مین دانا لیڈر
کس نے تدبیر سے طے کر دیے طومار فساد — کس نے ہونے نہ دیا دفتر عزت ابتر
کس نے جو کام نکالا وہ نکالا بے جبر — کس نے کی لطف و محبت سے حکومت سب پر
کس نے جھگڑون مین فریقین کو راضی رکھا — صلح کل ہونے کے یون کس نے دکھائے جوہر
کون ہے جس نے ہمین قابل عزت سمجھا — مشورے کامون مین کس نے لیے ہم سے اکثر
اپنے ماتحتون کی ہر کام مین کی کس نے مدد — اور مشکل مین بنا آپ حمایت کی سپر
رائگان کس نے نہ جانے دی کسی کی محنت — اور تو قیر نہ کی کام سے اوسکی بڑہ کر
کس نے اس شہر کے لوگون کو وہ عزت بخشی — جسکی امید مین سو پشتین رہین خاک بسر
کس اخلاق سے ہر شخص سمجھتا ہے یہی — کہ نظر انکی عنایت کی بڑی ہے ہم پر

کس نے شمشاد سے آزاد کو قابو مین کیا — اور مجمع مین بنایا اوسے مدحت گستر
کس کلکٹر کی حکومت کا ہے یہ سب مذکور — سُنیے کیا دیکھیے یہ بیٹھے ہین رامان شنکر
پارٹی ان ہی سے رخصت کی ہوئی ہے قائم — یہی جاتے ہین ہمین چھوڑ کے زار و مضطر
ان سے امید ابھی ہمکو بندھی تھین لاکھون — انکی تشریف بری تازہ ستم ہے ہمپر
یہ نبھاتے مگر اسپر نہین ان کا قابو — ہم نہ جانے دین یہ طاقت سے ہمارے باہر
اب تمنا ہے تو اتنی یہ ہمین رکھین یاد — ہمکو لازم ہے کہ ہم انکو نہ بھولین دم بھر
ذکر خیر ان کا ہمیشہ کرین دین ان کو دعا — ان کا ہر حال مین حامی ہو خدائے اکبر

مثنوی

در مدح جناب معلی القاب پنڈت رامان شنکر مشر صاحب بہادر کلکٹر غازی پور

بات مین کہتا ہون سچی صاف صاف — غیر ممکن اس مین ہو کچھ اختلاف
ہین حکومت مین بہت سے شواریان — اس سے واقف ہین سبھی پیر و جوان
فیصلے پر خوش رہین دونون فریق — ہاتھ آتا ہی نہین ایسا طریق
مجرم و بے جرم مین کرنا تمیز — غصے مین انصاف کو رکھنا عزیز
عزت محکوم کرنا حسب حال — اپنی خودداری مین ہے کیسا محال
عام کی حاجت روائی حسب خواہ — اُسمین بھی انصاف کو رکھنا نگاہ
وقتین یہ پھر بھی رہنا نیک نام — رامان شنکر آپ ہی کا ہے یہ کام

ساری قومین آپسے راضی رہین — ہین ثنا خوان کچھ شکایت ہی نہین
آپ دین جگہین تو دلوائے خطاب — مدرسون پر کی عنایت بے حساب
کارنامے آپ کے لکھنا محال — آپنے رکھی کچھ ایسی اپنی چال
ہر کسی کو یہ رہا ہردم خیال — آپ تنہا ہین ہمارے ہمخیال
لطف یہ ہر ایک پہر بھی خوش رہا — ہے تعجب خیز کیسا ماجرا
الغرض جو کچھ کیا اچھا کیا — کام کون ایسا ہے جو بیجا کیا
تہین ابھی امیدین ہمکو لاکھون ہین — کاش رہتے آپ تھوڑے دن ہمین
ہی خوشی صرف اتنی اے عالی مقام — آپ جاتے ہین بہت ہی نیک نام
آپ اچھے آپ کے افعال نیک — ہر حکومت مین رہے اعمال نیک
زندہ تا دیر اور شادان رہیے آپ — زندگی بہر وقف احسان رہیے آپ

تمت

اُردو زبان مین علمای فرنگی محل لکھنؤ کے قابل قدر نئے تصانیف

غنچۂ مراد۔ جناب مولانا محمد فصیح اللہ صاحب فنا فرنگی محلی یادگار رضا مرحوم کا پہلا دیوان حال مین طبع ہوا ہی شائقین کو خریداری مین جلدی کرنا چاہیے ورنہ پچھتانا پڑیگا۔ قیمت ۸ر

نعمت۔ نام ہی سے ظاہر ہی کہ یہ قدر کے قابل ہی اب ہم یہ بھی بتائے دیتے ہین کہ اس نام کی ایک کتاب حال مین نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر طبع ہوئی ہی جسمین حضرت مولانا مفتی محمد نعمت اللہ قدس سرہ کی مستقل سوانح عمری ہی

مولانا موصوف فخر الہند مولانا حافظ حاجی محمد عبدالحی رحمۃ اللہ کے اوستاد ہین علم کے کوچہ مین قدم رکھنے والا کوئی ایسا نہوگا جو ملا حسن اور ملا ولی شارحان مسلم اور بحر العلوم وغیرہ مولانا مفتی محمد ظہر اللہ کو نہ جانتا ہو یا انکے علمی یادگار سے واقف نہو مولانا مفتی محمد رحمت اللہ جنکا قائم کیا ہوا مدرسہ چشمۂ رحمت غازیپور مین ابتک موجود ہی مولانا حاجی محمد فضل اللہ سابق مدرس عربی کیننگ کالج لکھنؤ جنکے تلامذہ ابتک ہر ملک اور مقام مین پائے جاتے ہین

ایسے حضرات نہ تھے جنکی سوانح عمری نہایت بسط سے نہ لکھی جاتی اگر آپ کو ان حضرات کے تفصیلی واقعات دیکھنا ہوں تو اس کتاب کو فوراً منگائیے اس سوانح عمری کی زبان اُردو اور بالکل صاف ہے علم اور علما کے فضائل بھی اس کتاب مین نہایت خوبی سے درج ہین قیمت ۴ ر

احقاق السماع - اس رسالہ مین غنا کی تحقیق اور اسکا جواز ثابت کیا گیا ہے اور مزامیر مین بھی بہت کچھ بحث کی گئی ہے جو جائز ہین اور جو ناجائز ہین سبکے حالات بسط کے ساتھ لکھے ہین ۲ ر

مجموعہ سہ رسائل - رسالہ سعد و نحس و رسالہ فوائد مصنفہ حضرت مولانا عبد الرزاق فرنگی محلی رسالہ آداب لباس مصنفہ مولانا عبد الحق دہلوی ان تینون رسائل مین نہایت کارآمد امور درج ہین - قیمت ۳ ر

زنجانی - صرف کی بیمثل کتاب ہے حال مین جدید تحشی کے ساتھ نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپی ہے قیمت ۲ ر

احسن القربات فی تحقیق صلوۃ الجمعۃ فی القصبات نماز جمعہ کے فضائل اس رسالہ مین اس خوبی سے بیان کیے گئے ہین کہ کسی دوسری کتاب مین شاید و باید جس مقام نماز جمعہ متعدد مساجد مین پڑھی جاے اور جہان ایک ہی مقام پر اسکا وجوب ہوا جھی طرح تحقیق سے بیان کیا گیا ہے اُن مقامات کی بھی تفصیل کردی ہے جہان نماز جمعہ جائز ہی نہین ہے ضرور خریدیے واقعی لاجواب ہے - قیمت ۲ ر

تنویر الصحیفہ فی تابعیت ابی حنیفہ امام اعظم رحمہ اللہ کے ثبوت تابعیت مین یہ ایسی جامع کتاب ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتی اسلامی مختلف اقوام جو کچھ دلائل عدم تابعیت امام صاحب مین بیان کرتے ہین اُسکے بھی دندان شکن جوابات اس رسالہ مین دیے گئے ہین تبرکاً اہل اسلام کو اسکا ایک ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیے تاکہ فضل و کمال امام سے واقفیت حاصل رہے قیمت ۲ ر

مجموعہ - عمدۃ الوسائل عربی و احسن الخصائل اُسی کا فارسی ترجمہ و جامع الاوراد ہر سہ رسالہ مصنفہ حضرت مولانا شاہ عبد الرزاق لکھنوی فرنگی محلی قدس سرہ و افضل الشمائل ترجمۂ احسن الخصائل بزبان اردو مترجمۂ نبیرۂ مصنف و الارشاد مع ترجمۂ اُردو مسمی بہ سبیل الرشاد یہ کتاب وظائف عاشوراء و شب قدر اور دعاے دفع طاعون و وبا اور صلوۃ کسوف و خسوف و استخارہ و وظائف روزانہ خاندان صوفیہ مین لاجواب ہے اپنا نظیر نہین رکھتی - قیمت فی جلد عمدہ آوصاف چار یار - و فضائل چار یار و چار یار کا ڈنکا - سینون کے نوایکا و قابل قدر نظمین جو مرثیون کے طرز پر ہین جنکے پڑھنے اور سننے سے اسلامی جوش پیدا ہوتا ہے اور عقائد مذہبی کی کامل درستی ہو جاتی ہے - تینون کتابون کی قیمت ۰۴ ر ہے -

کل فرمائشین بنام محمد برکت اللہ مالک مطبع انصاری لکھنؤ فرنگی محل آنا چاہیے

قطعات تاریخ

قطعۂ سال تکمیل دیوان وفا جناب منشی محمد محمود صاحب حمد ۱۸۹۶ء

محمد کو بہ محمود ست مشہور — تخلص حمدی دارد بہ تمکین
رفیق الدولہ بابش بحر استاد — ز قدر اصلاح ہم بگرفت و تزئین
مرتب کرد دیوانے خوش اسلوب — ہمہ اشعار رنگین در دآگین
مصنف لائق و فائق بہر فن — کلامش قابل تعریف و تحسین
بگو شمشاد بہر سال ترتیب — زہے اشعار والاشان رنگین

۱۳ ۱۳

قطعۂ ادای سال جناب مرزا جلال الدین احمد مرحوم عرف مرزا جلالو ۱۸۹۶ء

میرزا بود جلال الدین نام — عدل آبادی و انصاف پناہ
خوبصورت ہمہ نیکو سیرت — آیتے بود ز آیات الٰہ
خندہ رو ماند و تبسم بر لب — روش بر صورت نیکوش گواہ
قابلیت بعلومش روشن — واقفیت بہ سفید و بہ سیاہ
در تلاوت بوظائف می ماند — وقت را کرد نہ بیکار تباہ
فرق در وضع نیاورد کسے — از رہ خویش نہ گشتہ گمراہ

کرد امیرا نہ ہمہ عمر بسر — لیکن اندازہ ہی داشت نگاہ
دستگیری اعزّہ می کرد — داد روزینہ ہر یک دلخواہ
گوشۂ چشم بمن داشت بلطف — در وفا بود مرا سم آگاہ
ہفتمین چون ز ربیع الاول — چارشنبہ شد و ہنگام پگاہ
جان طلب نقد حیاتش بربود — تا فلک گشت روان آہ برآہ
خلفِ او کہ سعید الدین ہست — گفت از فرطِ الم وا اَبتاہ
گفت تاریخ رحیلش شمشاد — شد سوی خلدِ برین والاجاہ

۱۲۱۳ھ

قطعۂ سال وفات جناب مولوی محمد جان شاہ مرحوم اکبرآبادی ۱۸۹۷ء

حافظ و مولوی محمد جان — چشتی و قادری ستودہ عمل
خواند میلاد و وعظ ہم می گفت — در سیاحت نداشت کس بمثل
اوستادش غلام امام شہید — کہ بہر کار بود شیخ اجل
ہم مظفر علی ست مرشدِ او — کہ ندیدش بنود کس نہ بدل
حیف با این ہمہ صفات کہ داشت — از جفاے فلک نہ گشت بجل
ہفدہم بد ز ماہِ ذی حجہ — پنجشنبہ کہ در رسید اجل
گفت شمشاد سال رحلتِ او — مقبل و عارف بہشت محل

۱۳۱۴ھ

قطعۂ سال آوازۂ وصال ہدایت علی خان مرحوم ۱۸۹۷ء

از جمادے اولین چو رسید — یومِ اثنین و شب گذشت اوّل

بود تاریخ بست و ہشتم ماہ | ناگہان در رسید پیک اجل
با ہدایت علی خانِ زمان | گفت برخیز اے ستودہ عمل
سوی فردوس رنجہ کن قدمے | در ولائے خدائے عز و جل
گفت لبیک و زین جہان بگذشت | اولین گام زد بجنبِ زحل
یافت در خلد جائگاہ رفیع | زانکہ بُد در صفاتِ نیک اکمل
گفت شمشاد بہر سالِ رحیل | صدر و نیکو قدم بہشت محل

۱۳ ۱۵

ایضاً

چون ہدایت علی خجستہ خان | کرد در خلد اولین منزل
گفت شمشاد بہر سال وفات | خانِ جنت مکانِ زندہ دل

۱۳ ۱۵

قطعۂ سال سوز و گداز وصال مولوی حکیم حافظ سید محمد حمید سنہ ۱۹۰۰ء

یازدہ تاریخ و ہنگام سحر | از دو شنبہ ہم ربیع اولین
کرد رحلت مولوی سید حمید | عالم و حافظ طبیب پاک دین
رفتہ سوے لکھنؤ بہر علاج | ہم در آنجا گشتہ پیوندِ زمین
تکیۂ شاہِ نجابت مدفنش | گشت از تقدیرِ ربّ العالمین
از فراقِ دائمی دلہا زمے | اہلِ غازیپور را کردہ غمین
در مرض ہم بود پابندِ صلوٰۃ | بل تہجد بود شغلِ آن متین
زد رقم شمشاد سالِ رحلتش | سر بسجدہ نازلِ خلدِ برین

۱۸ ۱۳

قطعۂ سال تجہیز و وجود فرزند ممتاز علی خان سنہ ۱۹۰۰ء

ز ماہ ربیع دوم چون ششم شد ‌ ‌ ز برج حمل مہر رخشان برآمد
ز کتم عدم در شبستانِ ہستی ‌ ‌ سعادت قرین طفل مہمان برآمد
بہ مہمانیش پور رستم علی خان ‌ ‌ بسانِ پدر شاد و فرحان برآمد
پئے تہنیت جمع گشتند اعزہ ‌ ‌ مبارک سلامت زانیان برآمد
چو تاریخ او جست اسم تاریخی او ‌ ‌ محمد دیانت علی خان برآمد
۱۳۱۸ھ

قطعۂ سال وصال مولانا محمد نعیم مرحوم ابن ابن الابن جناب بحر العلوم مجدد لکھنوی سنہ ۱۹۰۰ء

بست و چارم از ربیع دومین ‌ ‌ روز دوشنبہ دم امید دیم
کرد رحلت کاملے ہنگام شام ‌ ‌ نام پاکش بد محمد با نعیم
علم و فضل و فقر را سرمایہ ‌ ‌ ذاتِ پاکش بود چون گل را نسیم
مفتیِ یکتا فقیہ لاجواب ‌ ‌ در علوم باطنی فیضش عمیم
رشکِ ایمن لکھنؤ از ذاتِ او ‌ ‌ طور اوج علم را یکتا کلیم
صورتش تمثالِ زہد و اتقا ‌ ‌ مصطفےٰ مانند در خلقِ عظیم
در قناعت بوذر و سلمانِ وقت ‌ ‌ با وجودِ فقر ہم طبعش کریم
بادشاہِ ملکِ استغنا و فقر ‌ ‌ غیر یادِ حق نبود اورا ندیم
غیرِ مرضیِ خدا گامے نزد ‌ ‌ از زمان شیر خواری بد سلیم

جانفزاے اہل ایمان صحبتش — روح بخش انفاس ملکش چون نسیم
تاکہ یابد از خدا اجر شہید — ہم باسہال و بائی شد سقیم
مرجع خلق ست اکنون تربتش — اہل حاجت در حریم آن مقیم
گفت شمشاد حزین سال وصال — دین پرست و وارد دار نعیم
۱۸ ۱۳ ۵

قطعۂ سال ملال مرگ و فنای بیوقت یار محمد مرحوم سنہ ۱۹۰۰ء

چون بہ جاداے نخستین رسید — بست و دو از ماہ و دو شنبہ نہار
یار محمد پسر ڈاکٹر — شیخ علی بخش متانت شعار
رفت ازین دار فنا سوے خلد — حیف کہ نو عمر بد و گلعذار
مصرع شمشاد بتاریخ اوست — خلد محل نیک گہر نیک کار
۱۸ ۱۳ ۵

قطعۂ سال وصال کان صفا جناب مہر علی شاہ مہر مرحوم سنہ ۱۹۰۰ء

روز دو شنبہ ز رجب وقت شب — بست بہ پنج آمدہ چون ہمقرین
مہر علی شاہ بہ مہر نشہیر — مہر تخلص لقبش فال بین
در مرض دنبل و پیچش ز جان — رفتہ کو گشتند احبا حزین
زیست ہمہ عمر بیک وضع کرد — ماند بیک جاے معین مکین
غیر باوقات مقرر گہے — نامدہ بیرون ز مکان آن متین
نیست ز اولاد کسے وارثش — غیر دو تا زوجہ مہین و کہین
ہست ز تصنیف کلامش کثیر — زد جۂ اوے متصرف برین

گر بکند جمع و در آرد بچاپ | نام نکو نشر شود بر زمین
لیک درین کار مدد باید ش | غیر مدد نیست امید چنین
شاعر خوش فکر بدو باذاق | طرز سخن داشت عجب دلنشین
مصرع تاریخ ز شمشاد هست | نیک لقا وارد خلد برین

۱۳ ۱۸

قطعه سال حاوی رنج وصال شیخ جهیو مرحوم سنه ۱۹۰۰ء

هفدهم شد چو از مه شوال | شیخ جهیو وفات کرد دران
تاجر چرم بود و دولتمند | در دلش بود لذت ایمان
مائل کار خیر بود مدام | طالب عز و شان بهر دو جهان
قدرت الله مهین را خلافش | خواست تعمیر قبر بر نشان
کرد شمشاد سال فوت رقم | عاقل شاد کام و خلد مکان

۱۸ ۱۳۱۸

قطعه سال میلاد نور الابصار محمد یوسف سلمه الله تعالی سنه ۱۹۰۱ء

شب شنبه و ماه ذی الحجه را | نهم بود تاریخ قبل از سحر
نویدے رسانید پیک صبا | که مولود مسعود آمد به بر
بکاشانهٔ حافظ و مولوی | که باعبد منان هست او سمر
شدم شاد زین مژدهٔ جانفزا | دعا کردم از خالق بحر و بر
که یارب تو این نامبردار را | مصون دار از شوخی بد نظر
ز علم و فر و جاه و طول حیات | بجاه محمد کنش بهره ور

بسال ولادت بتو دم چو فکر — سرو قفی چو شاہد در آمد زور
بگفتا کہ شمشاد بشنو بگو — سعادت نشان طفل والا گہر

قطعۂ برای دیوان نفیس جناب منشی کھنولال صاحب لکھنؤ سنہ ۱۹۰۱ء

منشی باوقار کھنولال — داد ترتیب نظم خود بصفا
ہست ہر شعر بہر دل نشتر — دفتر عشق نام کرد آنرا
سنۂ انطباع آن شمشاد — گفت نظم بدیع دل آرا

قطعۂ آگاہی سال سالۂ میرات مولوی محمد عبد العلیم صاحب سنہ ۱۹۰۱ء

نوشت ست عبد العلیم گرامی — عجب جامع فن کتاب راشت
ہمین نکتہ بس بوصف کتابش — مکمل بدان شد نصاب راشت
پئے سال تالیف شمشاد نامی — رقم کرد علم حساب راشت

قطعۂ نوای تکمیل دیوان محمد عالمین خان سلمہ سنہ ۱۹۰۱ء

داد ترتیب نظم خود عالم — حرف حرف ست ازان در شہوار
در غزل در دو در قصائد زور — دارد آن شاعر مدیح نگار
ز خالص کلام بے ہمتاش — طبع نقاد او بود معیار
بشگفاند شگوفہاے سخن — موج انفاس او چو باد بہار
گفت شمشاد سال تاریخش — در دانگیر دلنشین اشعار

قطعۂ سال طبع دیوان مایۂ ناز منشی محمود علی خان صاحب سنہ ۱۹۰۱ء

خوشدل از فرطِ ارادت کردہ است — نعت محبوبِ خدائی دل من
جمع شد دیوان و در چاپ آمدہ — یا الٰہی باد مقبول زمن
خامۂ شمشاد در تاریخ طبع — زد رقم۔ گلزارِ فردوسِ سخن
۱۸ ۱۳

قطعۂ سال برای دیوان بوقلمون مولوی ادیب صاحب فرخ آبادی سنہ ۱۹۰۱ء

مولوی رستم علی خانِ ادیب — ہست ز اربابِ فضیلت کامران
عزت و علم و ادب جاہ و شرف — دارد آن نیکو خصائل ہمگران
نظم و نثر او ست مشہورِ زمن — ذاتِ او یکتا ست در ہندوستان
کرد دیوانے مرتب بس نفیس — آن ہمہ علم و ادب جادو بیان
دیدہ ام آنرا بامعانِ نظر — ہست سر تا پا فصاحت تو امان
در بلاغت پایۂ دارد بلند — در صنائع ہست گنج شایگان
نکتہائے عشق و عرفان و حکم — ہست در الفاظ مثلِ نورِ جان
لطفِ وصل و سوزِ ہجر و انتظار — می نماید ہر غزل آئینہ سان
می تواں دیدن رموزِ حسن و عشق — عاشق و معشوق آسا اندران
خاص تر لطفیکہ اندر نظمِ اوست — کے تواں گنجد بتقریر و بیان
خامۂ شمشاد رنگ سال ریخت — نامۂ منظوم مطبوعِ جہان
۱۸ ۱۳

قطعۂ سال اشاعت جریدۂ نفیس پنجۂ فولاد از لاہور سنہ ۱۹۰۱ء

جناب فوق جانِ قابلیت — ذہین و ناظم ست و نیز نثار
نمودہ پنجۂ فولاد جاری — قوی دارد ہمانا دستِ افکار
مضامینش ہمہ زیبا و دلکش — برنگِ ماہ نو افزائے انظار
کند تشریح احوالِ رعایا — نماید ہم مرا حمہائے سرکار
ز نظم و نثر رنگین گلستانے — ز گلہائے لطائف زعفران زار
خدایا از قبول عام آن را — عنایت کن نصیب از چرخ دوار
بگو شمشاد تاریخ اشاعت — جہان آرا لطیف و عمدہ اخبار
۱۳۱۹ھ

قطعۂ سال اشاعت جریدۂ پنجۂ فولاد از لقعۂ پاک لاہور سنہ ۱۹۰۱ء

اخبار نمود فوق جاری — از لوثِ تعصب و ریا صاف
اوصافِ جرائد اندران جمع — الکن بہ ثنا زبانِ وصّاف
شمشاد نوشت بہر تاریخ — اخبارِ نفیس نجم انصاف
۱۳۱۹ھ

قطعۂ سال منطبق وصال جناب آلہی بخش مرحوم سنہ ۱۹۰۱ء

در محرم چو گشت نوزدہم — پنجشنبہ ز مہر نور آگین
منشی پاک خوا آلہی بخش — رخت بربست زین زمان فی زمین
سوے فردوس گام زن گردید — منزلے یافت در سرائے بہین

پاک دین پاک ذات پاک سرشت | کامل و باذل و سلیم و متین
در جبلپور ذات پاکش بود | با همہ خوبیِ زمانہ قرین
زانتقال چنین شرافت کیش | رنج آگین ہمہ کہین و مہین
گفت تاریخ رحلتش شمشاد | نیک فرجام زیبِ خلد برین
۱۳۱۹ھ

قطعہ برای سال طبع دیوان دیباچہ عشرت جناب مولوی ادیب صاحب سنہ ۱۹۰۱ء

جناب مولوی رستم علی خان | کہ تحریر و ادیب دہم اریب ست
برای طبع دیوان خواست تاریخ | چہ دیوانے کہ سرتاپا غریب ست
زحسن دلفریب لفظ و معنے | غزل خوشتر زانداز حبیب ست
مریضان محبت را ہمانا | کلام جانفزا حاذق طبیب ست
بگو شمشاد سال نظم عشرت | کلام لذت آگین ادیب ست
۱۳۱۹ھ

ایضاً

پئے طبع چون داد رستم علی خان | کلامے کہ از شہد شیرین تر آمد
کہ ہر شعر آن از صفاے مبانی | مصفّے تراز لولو و گوہر آمد
توان دید در شاہد ان مضامین | ادائے کہ مخصوص با دلبر آمد
برائے بر انیدن ہوش سامع | مصاریع برجستہ چون شہپر آمد
ز کلکِ گہر بار شمشاد ساش | دلاویز نظم گرامی بر آمد
۱۳۱۹ھ

قطعہ برای طبع دیوان مسمے بجلوۂ طور ساختہ جناب منشی برق صاحب

سنہ ۱۹۰۱ء

برق ترتیب داد دیوانے — ہمہ اشعار نغز و زیبا گفت
جلوۂ طور نام دیوانش — ہست شایان کہ بس مصفا گفت
سال ترتیب و طبع آن شمشاد — نظم زیبا و روح افزا گفت
۱۳۱۹ھ

قطعۂ واہب سال وصال شاہ فضل کریم سنہ ۱۹۰۲ء

شیخ مرتاض شاہ فضل کریم — واقف راز سینۂ حیدر
بر دلش منجلی لطائف غیب — در تصوف نکتۂ دور از بر
بہرہ ور از علوم دیگر ہم — شاعر و خوش نویس و خوش منظر
در طریقت نظامی و فخری — ہم نیازی شہیر بحر و بر
مرشد کاملش نظام الدین — این خلافت از و گرفت بہ بر
موطن خاص او بغازیپور — ہست شاہی پرہ بدہر سمر
ہیزدہ بود از مہ شوال — چارشنبہ رسیدہ شب برسر
کافتاب حیات او بغروب — در رسید و طلوع کرد قمر
گفت وقت رحیل او شمشاد — شد سوئے خلد صاحب جوہر
۱۳۱۹ھ

قطعۂ دلچسپ سال پیدائے صبیۂ منشی محمد عنایت کریم صاحب سنہ ۱۹۰۲ء

منشی کہ عنایت کریم ست — در سلک نسب یکے گہر ست

آمد بوجود دخترے او | خاشاکِ غم و الم ہمہ رُفت
شمشاد برائے سالِ میلاد | پاکیزہ نہاد دخترے گفت
۱۳۱۹ھ

قطعہ سال فتح مقدمہ والاقدر جناب مولوی محمد قاسم صاحب وکیل ۱۹۰۲ء

شیخ قاسم حامیِ دینِ متینِ مصطفےٰ | ہر نگاہش بہرِ دشمن ناوکِ دلدوز شد
اسفرنگ فقہ در تائید دعوے پیش کرد | گفت حاکم دفتر پارینہ نسخ امروز شد
شیخ پیشِ حاکمِ اعلےٰ اپیل حکم کرد | دشمنانِ علمِ دین را خوش ادب آموز شد
فیصلہ گردید حسبِ شرع و فقہ آمد بکار | اہلِ دینِ سرمدی را شادی نوروز شد
بہرِ سالِ فتح شمشاد شکفتہ طبع گفت | ناصرِ دینِ مقدس فائز و فیروز شد
۱۳۲۰ھ

ایضاً

شیخ قاسم ثبوتِ دعوی خود | کرد از فقہِ شافعی پیدا
حاکمے درج کرد در تحریر | دفترِ فقہ ہست بے سر و پا
فیصلہ ہم خلاف فقہ نمود | شیخ موصوف شد برنج و عنا
اہلِ دین مشورت باو دادند | کہ سکوت ست اندرین بجا
باید اکنون مرافعہ بہ اپیل | تا کند عہدِ شوکتِ فقہا
حسبِ ارشادِ شان نمود عمل | غالب آمد بجنگ بر اعدا
حکمِ بیجاے حاکمِ ماتحت | کرد منسوخ حاکمِ بالا
سنہ اش خواستند از شمشاد | گفت فتحِ مبین و لطفِ خدا
۱۳۲۰ھ

ایضاً

چو قاسم از مخاصم در عدالت — حق خود را بدعوے طالب آمد
مخاصم کرد جمعاے بیجا — ولیکن پیشِ حاکم حاطب آمد
باول گشت غالب بعد مغلوب — پس تفتیش کامل غاصب آمد
چو سال فتح قاسم خواست شمشاد — بگفتم۔ حقِ حق گو غالب آمد

قطعۂ سال پے طبع دیوان جناب نواب محمد شمس الدین علیخان ۱۹۰۲ء

مرتب نمودہ چو دیوان خود — بہ نواب عاشق شہیر زمن
زمانے کہ ہنگام طبعش رسید — پے قطعۂ کرد ایما بمن
بہ تعمیل ارشاد شمشاد گفت — کلام بلیغ و بیان حسن

۲۰ ۱۳ ھ

قطعۂ سال انجام طبع دیوان منشی مرزا محمد حسن صاحب فائز بنارسی

سنہ ۱۹۰۲ء

جناب فائز استادِ زمانہ — کہ مثلش در لیاقت ہست کیاب
نمودہ جمع نظمِ دلکشِ خویش — کہ ہر شعرے دران دُرِ یکتا خوشاب
بلاغت را اگر جوئی نشانے — دران دیوان نظر اندازو دریاب
چنان آوازہ اش در عالم افتاد — نگاہِ خلق بہر دید بیتاب
چو از شمشاد سال طبع جستند — بگفتم۔ دفترِ اشعار نایاب

۲۰ ۱۳ ھ

قطعۂ ہای وای سال انوار الحق پسر مولوی محمد نصیر الحق سنہ ۱۹۰۲ء

نوبرے بود ز گلزار نصیر الحق آن — کہ ورا خواند پدر مولوی انوار الحق
ہفت سالہ بدومی خواند گلستان و دگر — نامور بود بہ خوشخوانی قرآن رسبق
بلکہ بد حافظِ دہ پارہ ز فرقان حمید — جود تش بود عیاں چوں ز فلک نور شفق
آنچنان بود ز تعلیم قواعد مشتاق — بے تکلف نبود ے ز مصادر مشتق
حیف چون گشت خرامندہ بسال ہشتم — رفت در خاک چو در آب مقعر ز ورق
این الم ساختہ در بستم ماہ رمضان — بر دلِ من ز سنانہای نہان شق در شق
سینۂ من کہ الم نامۂ آن مرحوم ست — چاک چاک ست ز اندوہ چو بوسیدہ ورق
کرد شمشاد بے سالِ وفاتش مرقوم — بیت لطفِ ازلی مرقد انوار الحق

۱۳ ۲ ھ

قطعۂ سال وفات جناب الاشان مولوی احمد سعید مرحوم موہانی سنہ ۱۹۰۲ء

سید وہم مولوی احمد سعید — فلسفی بود و ادیب خوش کلام
دستگاہے داشت اندر علم طب — در تصوف نیز آمد با مرام
نغز گو بود و لطیفہ سنج لیک — در مباحث بود تیغ بے نیام
دور بود از جامۂ مکر و ریا — زندگی میکرد در زیّ عوام
در دکن اکثر مناصب یافتہ — گہ ز استغنا نکرد آنجا قیام
از برائے خدمتِ پیرِ طریق — عہدہ را کرد ے وداع آن نیک نام
داشت با من ارتباطے از قدیم — در سفر ہم داشت پیغام و سلام

درد یا بیطس نحیف و زار شد | یافتہ طبع قویش انہزام
روز دوشنبہ بدو ہنگام عصر | بست و یک تاریخ از ماہ صیام
کرد رحلت زین جہان بے ثبات | آن فقید المثل آن فخر کرام
چون ز دل سال وفاتش خواستم | گفت ہاتف نیکجو جنت مقام
ہ ۱۳ ۲۰

قطعۂ سال وصال نیک نہاد جناب مولوی محمد عنایت رسول مرحوم ۱۹۰۳ء

عنایت رسول آنکہ بود ست منشیک | بہر علم یکتا بہر فضل کامل
نمود ست کار نمایان بحکمت | با قلیدس افزود اشکال مشکل
بہر علم دارد تصانیف بیحد | بہر نکتہ اش غرق حیرت افاضل
ز تحریر و تقریر او صافش افزون | درین دور او بود فخرا ماثل
ز شوال در عید و در پنجشنبہ | ازین دار فانی چو بربست محمل
چہ گویم ز رنج و الم ہاے اقران | ہمہ خاک بر سر ہمہ دست بر دل
چو پرسند شمشاد سال رحیلش | بگو مخزن علم و فردوس منزل
ہ ۱۳ ۲۰

قطعۂ اکمال سال وصال جناب مولوی شاہ محمد عبد الوہاب مرحوم فرنگی محلی

۱۹۰۳ء

عبد وہاب آنکہ پور عبد رزاق آمدہ | صاحب سجادہ بود و سالک کرام
واقف اسرار علم ظاہری و باطنی | کاشف استار انجام رسوم خاص و عام
بانی اعراس یومیہ پئے ارباب فضل | زینت افزای مقابر از گچ و سنگ خام

خانقاہے ساخت عالی بہر عرس مرشدان — مسجد انوار حق را داد رونق لاکلام
بہر صرف این مصارف از عمارات کثیر — وقف کردہ تا بآسانی شود این انتظام
گرچہ او خضر طریقت بود در راہ سلوک — رہروانِ فقر را کرد بے بغایت احترام
دامنے از گوہر مقصود پُر کردے بدم — ہر کہ می آمد بنزدش بہر تحصیلِ مرام
ہمچو خوانِ نعمتِ او راہمین باشد دلیل — مجمعی بود چون دعوت بر لود طعام
غیر او را کے میسر گشت ایقانِ خویش — آنچہ حاصل کرد او عزت میانِ خاص و عام
چار شنبہ از محرم بود و تاریخ دوم — گشت از طاعون بوقتِ عصر او جنت خرام
گفت شمشاد از پئے سالِ وصال آنجناب — پارسا و نیک نفس و عالم جنت مقام
۱۳۲۱ھ

قطعۂ سال میلاد ہمایون جاہ محمد یونس صبی دوم مولوی عبد المنان سلمہ اللہ تعالی سنہ ۱۹۰۳ء

خداداد چون عبد منان را — دوم پور چون گل بفصل بہار
ربیع نخستین بُد و وقت شب — چہ شب از سہ شنبہ چو روی نگار
دو غب بعد ازان بد رشد ماہ میخ — ازین گیر تاریخ مہ را شمار
بعلم و بفضل و بعقل و بفہم — وراحق کند نامی روزگار
پئے سالِ میلاد شمشاد گفت — بدیع الزمانِ سعادت شعار
۱۳۲۱ھ

قطعۂ سال فیضیاب فات جناب مولوی محمد عبد الصمد مرحوم سنہ ۱۹۰۳ء

مولوی و وکیل غازیپور — شیخ عبد الصمد طلیق لسان

آنریبل مجسٹریٹ و رئیس — صدر میونسپل و وحید زمان
مرجع ساکنان این اطراف — افتخار همه کهان و مهان
عالمے زیر بار احسانش — بهر هر درد لطف او درمان
آنچه او کرد با کس و ناکس — نیست بر هیچ آفریده نهان
عاقل و باذل و ذکی و فهیم — نکته رس بذله سنج سحریان
صاحب الرای پیش هر حاکم — رهبر انتظام امن و امان
نرسیدش براوج خاک قدم — همسری خواه او بصد طغیان
هم عطاپاش جرم پوش چواو — چشم مردم ندید در اعیان
فخر قوم و شریف و عالی قدر — بس وجیه و خلیق و عالی شان
دوستِ راسخ من محزون — بل من و او دو قالبے یکجان
من و او هر دو خواجه تاشانیم — آشنیِ اُستاد هر دو زان نازان
انتقامے نخواست از اعدا — قدرتے داشت گرچه بے پایان
بارها صلح داد در دو فریق — گرچه دید از برای خویش زیان
بارها شد وکیل بے مزدے — بارها کرد اینچنین احسان
صحبتش بود مرجع ظرفا — داشت در انخطاط طبع جوان
ناثر و ناظم و بدیع نگار — در همه فن طبیعتش جولان
نغز گوی و مشاعره آرا — جمع لیکن نساخته دیوان
فکر جمع و شیوع آن دارد — خلف او دراست این آسان
صد مضامین نوشت در اخبار — نقل یک هم نداشت بهر نشان

۱۱۱۰ ۱۱۱۰ ۱۱۱۰ ۱۱۱۰ ۱۱۱۰

جامع این صفات گوناگون | نیست این ولت در همه میان
شهر تش را در ربع مسکون را | هم شبیه محیط و مرکز دان
خلفے هست یادگار از و | شیخ یحیی شهیر اقران
کرد امیرانه با فراغت و عیش | هفتده سال سیر انگلستان
امتحان داد و گشت بیرسٹر | آمده پار و هست فیض رسان
صرف نه ماه بعد آمد خود | خدمت باب کرده بایستهان
مثل آبا شود حید الدهر | به عنایات و رحمت رحمن
بهر تاریخ آمد یحیے | بود نصرت طلب ز طبع روان
که یکایک بخواب رفت و بدید | پیکرے بس بزرگ این گویان
شیخ را با محمد یحیے | قبل بیرسٹر انضمام کنان
نام و القاب و پیشه را دریاب | عدد ش گیر و عیسوی سنه دان
این همه شمه ز اقبالش | لیکن افسوس اندرین دوران
ماه ذی الحجه چون بختم رسید | گشت مفلوج آن خجسته روان
آنچنان شق راست گشت ماوف | دست و پا را نماند تاب و توان
بعد یک ماه از علاج جمیل | دست با کار گشت و پا تن وان
در ربیع نخست و بست و ششم | شد مرض سوے چپ گزند رسان
پنجشنبه چو بست و هشتم شد | روز دو پاس بلکه پیش ازان
بست و پنجم ز ماه شمسی جون | سنه اش درج هست در عنوان
طائر روح او پرید و گذاشت | قفس تن چو بے چراغ مکان

۱۵ شعبان ۱۳۰۲ھ

عمر پنجاه و پنج بود بسال — سال شمسی وگرنه بیش اثنان
حیف بر آسمان و بر دورش — حیف بر چنبر زمین و زمان
کز جهان رفت اینچنین یکتا — که ندیدش ندید چشم جهان
این قدر با جنازه بود هجوم — که شمارش نبود در امکان
گشته تعطیل در غم مرگش — نیز حکام آمدند دوان
هندوان هم جنازه‌اش بردند — بر سر دوش خویش نالهکنان
در مقالات خویش می‌گفتند — دیوتا هست نیست این انسان
اینچنین عزتی نشد حاصل — هیچ کس را بملک هندستان
گرچه او مرد زنده بود اقبال — کاینچنین کارها نمود عیان
نعش او در سرولی آوردند — که بهتیاست عرف او بزبان
گفت شمشاد مصرع تاریخ — نیکبخت ازل ترییل جنان

۱۳۱۱ھ

قطعهٔ سال وصال محبوب خان ابن نجیب خان طبیب سنہ ۱۹۰۳ء

جوان متین بود محبوب خان — ز حاجات دنیا بسے بے نیاز
بهر مشکلے دستگاهش قوی — بهر کار می داشت او امتیاز
تخلص ورا بود حامد بشعر — ز هجو و ز غیبت نمود احتراز
بسر کرد عمرے بصلح و صلاح — بپابندی شرع و صوم و نماز
چو ششصد هشتمین از ربیع دوم — به شنبه غمین شد ز دیر مجاز
یکایک اجل بر سرش در رسید — عزیزان نمودند سوز و گداز

دریغا زپیش پدر رفت و گذشت | ندیده زدنیا نشیب و فراز
پئے ماتم آن عزیز جهان | بسال رحیلش چو داری نیاز
ز شمشاد بشنو بقولِ مطیر | اخ نوجوان شاخِ پاکباز

قطعهٔ بنای پاک چاه شیرین جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب سنه ۱۹۰۳ء

ساکن بکسر بباز ار جدید | عبدرحمن منشی عالی وقار
طرح چون افگند بهر چاهِ نو | از محرم شانزده بُد در شمار
از ربیع آخرین در بست یک | اختتام آن بنائے پائدار
جام کوثر یابد از دستِ رسولؐ | خیر جاری ماند از وے یادگار
بهر تاریخ بنا شمشاد گفت | نبع خیر و لطیف و آبدار

دیگر

عبدرحمن ساکن بکسر بازار جدید | بهر نفع عام چاهے کند باصد انبساط
از ربیع آخرین در بست یک آمد بروز | ختم شد تعمیر آن سرچشمهٔ کوثر مناط
کرد شمشاد از پئے تاریخ تعمیرش رقم | بارک الله چاه شیرین جلوه بخش نشاط

ایضاً

عبدرحمن که هست او منشی | اهلِ اسلام را محب و انیس
بهر آرام خلق چاهے کند | تا شود رحمتِ خدا ش جلیس
گفت شمشاد مصرعِ تاریخ | موطنِ فیضِ عام و چاه نفیس

قطعۂ طبع دیوان حمد و نعت نکو گو منشی سالک رام سلمہ سنہ ۱۹۰۳ء

میتوان گفتن سعادت رامقر — طالعِ منشی سالک رام را
کو سراپا ہست افعال جمیل — از ادب دارد خمیر و از وفا
روحِ علم و فضل تازہ از دمش — ہم فصاحت ہم بلاغت در نما
گرچہ او دارد تصانیفِ کثیر — ہر ہمہ لطف و فوائد انتہا
لیکن اینک نظمِ پاکِ حمد و نعت — داد بہر طبع آن نیکو لقا
ہر غزل سلکِ جواہر در نظر — شعر شعرش گوہر کان صفا
می تراود از بیانش فوق شوق — سطر سطرش نہر دریائے ولا
چشمِ دل روشن ز ہر مصراعِ او — لفظ لفظش معدنِ نور و ضیا
ربطِ حمد و نعت چون شیر و شکر — نقطہ نقطہ در حلاوت دلربا
نور افزائے قلوب مومنین — ہست دیوان یا چراغ اہتدا
بہرِ سالِ طبع آن شمشاد گفت — نامۂ مطلوب و نظم جانفزا

۱۲ ۱۳

قطعۂ سالِ تعمیر جدید جامع مسجد قدیم اہالی قصبۂ سراوا سنہ ۱۹۰۳ء

در سراوا مسجدے شد منہدم — ماندہ خشتِ چند بر روئے زمین
یک ہزار و یک صد و ہم بست و پنج — بود از ہجری بنائے اولین
از سرِ نو گشت تعمیرش تمام — این زمان از سعی و خرجِ اہلِ دین
آفرین بر ہمتِ والائے شان — شد بنایش ہم متین و ہم حسین
گفت شمشاد از پئے سالِ بنا — مسجد جامع در خلد برین

قطعۂ سال بنای مسجد ایزدی از جناب ناظر علی صاحب سنہ ۱۹۰۳ء

شیخ ناظر علی بہ تہلوارہ — طرح مسجد فگند با شوکت
گفت شمشاد بہر سال بنا — مسجد بیمثال و با برکت

۱۳ھ ۲۱

قطعۂ سال وصال پاکیزہ احوال مولوی محمد یحیی ظفر آبادی سنہ ۱۹۰۳ء

مولوی یحیی شریف و نیک ذات — بود در اقران و اعیان بے مثل
زندگی میکرد در صلح و صلاح — گویا بود دست مسعود ازل
ہیضہ کرد و صورت صحت ندید — در جوانی بر سرش آمد اجل
سیزدہ بود از ربیع دوم — نیم روز پنجشنبہ بے دغل
گفت شمشاد از پے سال وصال — پاک قلب و پاک خو جنت محل

۱۳ھ ۲۱

قطعۂ سال دیباچۂ میلاد رضی حسن سلمہ ابن سید حسین سنہ ۱۹۰۳ء

جمادے اولے چو نیمے گذشت — دوشنبہ ز دل گرد غم ہا بروفت
تولد شدہ ابن سید حسین — ز برق جمالش قمر در تفت
چو پرسند از نام این نونہال — بگوئی رضی با حسن کرد جفت
بتاریخ میلاد آن نور چشم — جوان بخت و مہ پارہ شمشاد گفت

۱۳ھ ۲۱

قطعۂ سال کلۂ وفات جناب حاجی رحمت اللہ مرحوم سنہ ۱۹۰۳ء

رحمت اللہ کہ بود از امرائے این شہر — مصرف دولت خود داشت بہر کار نجا

سہ غار

منتظم بود بهر کار ولیکن نه چنان — که شود شمهٔ از عسر بکارش پیدا
خرج میکرد زیاده بامور خیرات — در ملاهی و مناهی نه گهے داد رضا
مستحقانِ کرامت بعطایش فائز — لیکن از دستِ چپ خویش نمودے اخفا
در تراجم همه می دید حدیث و تفسیر — بود پابند براحکام شریعت زانجا
مسجدے هست زآثار جمیل پدرش — از پے مصرفِ آن کرد زاملاک جدا
زینتش داد باین رنگ اسباب فروش — که عروسے ست پے دیدهٔ مردانِ خدا
اینچنین واله و شیدا پے این مسجد بود — کز بیانش همه مجبور بود دفترِ رسا
پنجگانه بجماعت چو ادا کرد نماز — حسبِ شان بود بر آن مسجد کور فدا
هشتمین بود و شنبه ز جمادی الاخرے — سنت و فرض نموده بدم فجر ادا
بهر اشراق نشسته بوظائف مشغول — ناگهان شد وجع القلب مکلف اورا
برمکان آمد او بود و رسید اجلش — مهلت چاره گری هم نه عطا کرد قضا
حیف بر مرگِ مفاجاتِ وبی لاولدی — وای بر بیکسیِ زوجهٔ آن پاک لقا
چونکه او بود همه جزو و مجسم اخلاق — در چنین عیش فدائے علما و فضلا
کرد شمشاد پے سال وصالش مرقوم — مورد رحمتِ رب پاک دل کانِ وفا

۱۳۲۱ھ

قطعهٔ سال وصال بزرگ نژاد جناب مولوی محمد انعام اللہ مرحوم فرنگی محلی

سنہ ۱۹۰۳ء

فاضلِ اهل زمان مولوی انعام الله — بود با علم و هنر شاعرِ سنجیده کلام
شوقِ تالیف بدل داشت و ذوقِ تصنیف — صرفِ اوقات همیکرد باین شغل مدام

مشتہر بود کتب بینی و طباعیِ او — داشت پاکیزہ روش صورتِ آبای کرام
خدمت مرشد خود کرد غلامانہ بذوق — آنچہ دیدے و شنیدے بنمودے ارقام
عہدہا یافتہ از حضرت سرکار جلیل — لیکن از کس نگہے کرد تمنائے سلام
ماند مغموم ز مرگِ پسرِ لائقِ خود — گشت مفلوج و ندید از مرضِ سخت آرام
ہفدہم بود ز رجب جمعہ و وقت اشراق — کہ روانش سوے جنت شدہ بردہ تہ گام
چون خورشید جلالت شدہ در خاک نہان — شد جہان در نظرم تیرہ ز فرطِ آلام
ذات شمشاد ز ہاتف شنہ سالِ وی — گفت مشہور زمان عالم فردوس مقام
۱۳۲۱ھ

قطعہ سالِ ولادت عیسیٰ دم حسین احمد ابن مجتبیٰ حسین سلمہ سنہ ۱۹۰۳ء

نوزدہ شعبان و شنبہ رسید — مژدہ پیدایش نورِ نظر
اسم پاکش حسین احمد بدان — مجتبےٰ ہست و حسین اسم پدر
یا الٰہی در نکو ناحی بود — مثلِ اجدادِ گرامی نامور
سالِ میلادش چنین شمشاد گفت — گلبنِ امید فرخندہ گہر
۱۳۲۱ھ

قطعہ سالِ وفاتِ والدۂ نور العین عزت اللہ سلمہ سنہ ۱۹۰۳ء

کان دختر من جوان و عفیفہ — کہ چون نام وجدہ سخی بود دلنشیں
بصرف و نحو و بفقہ و بصحت — عجب نکتہا کرد از ذوق حاصل
فن دوختن بارفو و کشیدہ — ز مادر گرفتہ ہر ترتیب در دل
بآسان و آموخت از خوانِ نعمت — ہمہ بختیہا کہ بود مشکل

خدا کرد او را میانِ اعزه — با خلاق یکتا با وصاف کامل
شبِ بستم آمد چو از ماهِ شعبان — سوی مادر خود روان کرد محمل
چرا خون نگریم همه دم درین غم — دلم گشت در سینه ام مرغِ بسمل
چرا خاک بر سر نباشند اعزه — چسان صبر سازند ازین مرگِ عابل
رقم کرد شمشاد سالِ رحیلش — عروسِ بهایون نسب خلد منزل

قطعهٔ سال میلاد فرزند منشی باادب محمد امام الدین طالب سلمه ساکن چوپڑه سنه ۱۹۰۴ء

پنجشنبه ز شوال در سیزده — بهنگام صبح سعادت قریب
بطالب عطا شد صبیِ سعید — بفضلِ خدائے سمیع و مجیب
چو سالِ ولادت ز شمشاد خواست — نوشتم جوان بخت و صاحب نصیب

قطعهٔ سال وصال عالی بارگاه جناب مولوی محمد حسین متین مرحوم سنه ۱۹۰۴ء

با محمد حسین عالی جاه — فضل حق بود در زمانه قرین
مولوی بود و شاعرِ نامی — در تخلص شهیر او به متین
گلستانِ طریقت ست یکے — از تصانیفِ او بروے زمین
دیگرے هست مخزن البرکات — در کراماتِ غوثِ دینِ مبین
گفت در نعت و منقبت بسیار — تحفهٔ خیر نیست بهتر ازین
از زیارات و حج مشرف شد — در مکاناتِ فیض ماندهٔ مکین

بود ڈپٹی کلکٹر از سر کار — دور لیکن ز کبر و عجب و کین
مثلِ اسلاف در لباس و روش — متواضع بهر کهین و مهین
مرد او لا دِ زوجهٔ اوّلے — اندرین غم همیشه بود غمین
لاولد بردنِ و بهٔ ثانی — صدمے بُد تهی ز دُرِّ ثمین
زین الم ها رسید آنچه رسید — بر دلِ پاکِ آن خجسته ترین
بست و هفتم چو آمد از شوال — جست پیکانِ جانستان ز کمین
گفت شیدا بسالِ رحلتِ او — واصلِ حق مقیمِ خلدِ برین

۱۳۲۱ھ

قطعهٔ زیبای طبع دیوانِ سید جاد و اد اجناب مولوی سعادت علی خان

سنه ۱۹۰۳ء

رئیسے ست سید سعادت علی — جمیل الصفات و بدیع الخیال
عجب دلنشین صورت و سیرتش — بظاهر جمیل و بباطن جمال
امیرے ست لیکن فقیر آشنا — جوانے ست زیبا و نیکو خصال
بعلم و هنر دستگاهش قوی — بشعر و سخن نیز دارد کمال
باخلاق شائسته و بے مثل — گزین بندهٔ ایزدِ بے همال
مقالش عجب دلکش و دلپسند — سراپاست آئینهٔ وجد و حال
ز اندازهٔ افکارِ گردون خرام — نفسهاے گوئندگان پائمال
اشاراتِ برجستهاش در کلام — خجل سازِ شوخی چشمِ غزال
بانشادِ شعرش دمِ ذوق و شوق — سکوتِ سخن فهم باشد محال

پئے جواب دیوانِ آن نکتہ سنج
رسیدست در مطبع بے مثال

زشمشاد بشنو پئے سالِ طبع
چہ گنجینۂ نظمِ جاد و مقال

۱۳۱۱ھ

قطعۂ سالِ لوازمِ کوچ غوثی ۱۹۰۴ء

شاہ غوثی کہ ہمان غوث علی
تاجرے بود نہایت خوشحال

بذل میکرد براہِ داور
زر بے صرفہ پئے حسن مآل

مسجد و چاہ بنا کردۂ او
بر نکو کاریِ افعالش دال

بود شنبہ و ہم بیست و ہم
از محرم کہ بجنت کرد وصال

گفت شمشاد بسالِ فوتش
مورد رحمت رب نیک اعمال

۱۳۲۲ھ

قطعۂ سالِ مناظرۂ جاے پاک نگینۂ بجنور ۱۹۰۴ء

در نگینہ محمد یٰسین
عالمے ہست با ہمہ جودت

رفت روزے بآریہ مجلس
بود سالانہ جلسہ با شوکت

وعظ می گفت لالہ کرپا رام
بہرِ ترویج آریہ ملت

بعدِ اتمامِ وعظ آن عالم
بحث با لالہ کرد در وحدت

دست پاچہ چو لالہ شد در بحث
گفت می خواہم این زمان مہلت

تا شود مجمع کثیر بہم
گیرد این بحث در جہان شہرت

باعنایت علی غیاث الدین
مشورت کرد بہر جمعیت

شد مبارک علی شریکِ صلاح
بار ئیسانِ صاحبِ دولت

مستعد شد عنایت احمدم — که جوانمرد هست و باجرأت

اندرین مشورت قرار گرفت — که شود جلسهٔ بصد عزت

با قواعد مناظره گردد — در مقام وسیع و با فسحت

علما از دیار گرد آیند — پنڈت تان هم ز آریه ملت

الغرض حسب مشورت همه کار — زود در فعل آمد از قوت

خرجِ اطعام و راحت همه با — کرد شوکت علیِ با همت

آریه ساختند بهر گریز — شرطها بیش بیش از قدرت

اهلِ اسلام ساختند قبول — تا که گیرد مناظره صورت

مجمعے گشت از قیاس برون — نظمِ آن بود قابلِ حیرت

بستم آمد چو از ربیعِ نخست — بحث آغاز گشت با سرعت

فاضلے مولوی ثناء الله — کرد اعجاز در بیانِ نکات

آتمارام پنڈتے ذی هوش — زان طرف کرد بحث با جرأت

لیک مغلوب گشت آخرِ کار — دید گردید سخت بے وقعت

بعدِ ده روز ختم شد این بحث — همه گشتند شادمان رخصت

هم مسلمان شدند ده اشخاص — با هزاران رضا بصد رغبت

گفت شمشاد بهر تاریخش — فتح اسلام موجبِ رحمت

۱۳۲۲ ھ

قطعهٔ ماتم زوجهٔ بلبل نو احمد امام الدین طالب العلم سلمه جاگیردار چوپڑاں ۱۹۰۴ء

زوجهٔ طالب متین و خوش صفات — بود از مرگِ پسر زار و حزین

بود در بخوریِ او تا نیم سال — حیف با صحت نگشته ہمقرین
روزِ آدینہ بُدو وقتِ سہ پاس — دوّمین بود از ربیعِ دوّمین
ناگہان پیکِ اجل جانش ببرد — مادرش گردید سخت اندوہگین
حالتِ دیگر عزیزانش مپرس — خاک بر سر ہر یکے ہر یک غمین
طالب خستہ پئے فرزند و زن — زندہ در گورست بر روے زمین
گفت شمشاد از پئے سالِ رحیل — نوعروسِ قصرِ جنت پاک دین

۱۳۲۲ھ

قطعۂ سال وفاتِ زوجۂ نیک نفس محمد اسحاق صاحب رئیس بہرائچ سنہ ۱۹۰۴ء

رئیسے بہ بہرائچ اسحق نام — محمد نبامش بود ہمقرین
چو شد ہیزدہ از ربیعِ دوم — بہ تب زوجہ اش گشتہ رحلت گزین
چنین گفت شمشاد سال وفات — مبارک قدم زیب خلد برین

۱۳۲۲ھ

قطعۂ زیبای نوای سال طبع مثنوی جناب نواب سید بہادر حسین صاحب انجم لکھنوی سنہ ۱۹۰۴ء

بہادر حسین انجمِ لکھنوی — بہ نواب مشہور در بحر و بر
متین و فطین صاحب علم و فن — بخیب و شریف ست و عالی گہر
بہر فن کہ جولان دہد کلک را — نماید ز اعجاز در وے اثر
ورا آسمان جاہ گفتن رواست — کہ شہرت گرفتہ چو شمس و قمر
چو گوہر ز کانِ سخن برکند — نماید چو الماس اندر نظر
معانی در الفاظ منقاد او — برنگے کہ خواہد کند جلوہ گر

نویسد اگر نثر نثره نثار — به پروین شود در شک آن کارگر
بصورت کشی آنچنان دستگاه — که بزداز شرمش افگنده سر
چنان عام کرد ست پیکر کشی — خجل پیش او مانی نامور
نوشت این زمان نامهٔ دلپذیر — پرستان خواب ست آن مشتهر
کتابے عجب دلکش و دلربا ست — دران حسن و عشق ست شیر و شکر
گہے جام از ساقیٔ عشق خواست — گہے سن را در گرفته به بر
زصور تگری کرد قدرے بیان — چو دریا که در کوزه دارد مقر
کتابے ست مملو ز نظم لطیف — زبانش باآب گہرشسته تر
دشمشاد تاریخ طبعش شنو — مقال شگفته کمال ہنر
۱۳۲۲ھ

قطعهٔ سنی سال طبع دیوان مفید عام جناب سید تجمل حسین صاحب ۱۹۰۴ء

سخن سنج سید تجمل حسین — که در شاعری ہست بس نیک نام
ز ترتیب دیوان باآب و تاب — بخوش جوہری شد شہیر انام
چو پرسند شمشاد تاریخ طبع — بگو بیخزان گلستان کلام
۱۳۲۲ھ

قطعهٔ سال طبع مثنوی منشی پاکزاد محمد عبد الرزاق ۱۹۰۴ء

عجب مثنوی کرد بیکس رقم — بیانش متین ست شانش رفیع
فصاحت زبان ور اخانه زاد — بلاغت بخیل صنایع مطیع
پئے سال شمشاد گوہر بسفت — زہے بے بہا دُرِّ نظم بدیع
۱۳۲۲ھ

قطعۂ سال وفات یگانۂ زمانہ جناب حاجی مولوی شاہ محمد کامل مرحوم ۱۹۰۴ء

مولوی صوفی محمد کامل نیکو صفات — شاعرِ ہندی زبان بود و فقیرِ بے بدل
منصفی درجۂ اول بد و منسوب بود — کرد تا پیری حکومت بے خلل ہم بے زلل
در جوانی او خلافت یافت از عبدالعلیم — شہرتے در فقر حاصل کرد از حسنِ عمل
ہست تعداد مریدانش فزون تر از شمار — اکثرے زانہا تجارت پیشہ و حسن دول
از جمادائے دوم آمد چو تاریخ ششم — پنجشنبہ بود کامد ناگہان پیکِ اجل
روح پاکش را بسوی جنت الفردوس بُرد — لاش را کردند زیرِ خاک بے لیت و لعل
در وفاتِ آن فریدالدہر شمشادِ حزین — زد رقم۔ پاک اعتقاد و صوفی جنت محل

۲۲ ۱۳ھ

قطعۂ سال کوچ کلی زوجۂ نیک شیخ حیات علی ۱۹۰۴ء

مُرد چون زوجۂ حیات علی — شد خضر بدُ بآتش غمگین
سالِ آن خواستند از شمشاد — گفت۔ مجلس فروزِ خلد برین

۱۳ھ

قطعۂ سال جد و جہد جمع دیوان حاذق برہانپوری سلمہ ۱۹۰۴ء

مستعد شد بہرِ ترتیبِ کلام — اوستادِ وقت شاگردِ لبقا
ہست برہانپوری و مشہور دہر — شیخ فخر الدینِ حاذق با صفا
در کلامِ اوست لطف شاعری — از مضامین و زبانِ دلکشا
معدنِ صنع و بلاغت ہر غزل — ہست ہر شعرش فصاحت انتما

بہر سال جمع آن شمشاد گفت | گلشنِ اشعارِ رنگین بے بہا
۱۳۲۲ھ

قطعہ سال مسجد از جناب شاہ بدر عالم صاحب رئیس و الاجاہ میانپورہ سنہ ۱۹۰۴ء

بدر عالم در اساس ساختہ | مسجدِ مصوص و چاہِ پُر فضا
بہر تاریخ بنا شمشاد گفت | مسجدِ والا و بیرِ خوش بنا
۱۳۲۲ھ

قطعہ سال وصال مطہر جناب حکیم حاجی مولوی شاہ محمد حسین مرحوم محب اللہی الہ آبادی سنہ ۱۹۰۴ء

شہ محمد حسین عالی جاہ | از کمالاتِ خویش فخرِ زمان
مولوی بود و جامع ہمہ فن | صوفیے بود کامل العرفان
حاجی امداد بود مرشدِ او | ہجرتش ہست شہرۂ دوران
واعظے بود خوش بیان و فصیح | فاضلے بود و قابل ہمہ دان
می نمود او بصیقلِ تحریر | در محالات صورتِ امکان
کاملے در حدیث و در تفسیر | حنفی بود و حافظِ قرآن
خلقِ او مثلِ صوفیانِ سترگ | یک روش داشت با کہان و مہان
بود بحاث کامل التقریر | افصح الوقت غیرت سحبان
صالحے بود و ہم سعیدِ ازل | العجل گو زسایہ اش خندان
کتمِ اسرار را ہمہ تن دل | در بیانِ نکت تمام لسان
از زیارات و حج شرف اندوز | در مقاماتِ قدس چلہ کنان
بود او زبدۃ الخواص مگر | شہرتش عام در ہمہ گیہان

مقدمش بود زینتِ اعراس — وجدِ او بود رهبرِ وجدان
قالِ او حالِ حال و رازِ قال — خویشتن هم بفهم آن حیران
بود اُستاد جید التعلیم — صحبتش بود صیقلِ اذهان
بود تقریر نیز تحریرش — در زبانها برنگ اهلِ زبان
صادق الوعد کامل الافعال — قول با فعل مثلِ جسم و جان
صورتش نیک مثلِ سیرتِ او — سیرتش خوب مثلِ صورتِ آن
در کمالات اکمل الکملا — ثانیش نے بوہم نے بگمان
فخرِ اسلام را نہ زو تنہا — آدمیت بدستِ او نازان
در خطابش ز قیصر انگلش — بر بہادر فزود لفظ خان
لیکن او زانکسار و کسرِ نفس — گہ نکردہ بنامِ خویش عیان
او باشغالِ ذکرِ حق مشغول — بیخبر از خیالِ این و آن
نائبانِ گورنرانِ جلیل — بر در استادہ انتظار کنان
[illegible] — افسرش با ادب بعرض رسان
پیرقے می دہم کہ چون خواہی — تا باستد بدو ترین روان
پدر آرش ز منظرِ دیگس — پرچمش در ہوا شود پران
الغرض عزتے کہ او دیدہ است — پیشِ مخلوق و خالقِ دو جہان
کے کسے را بدست می آید — بے عنایاتِ ایزدِ رحمن
بارہا رفتہ بود در اجمیر — رفت امسال ہم بعزت و شان
اندران جاے غیرتِ فردوس — شد بکاخِ نیجری مہمان

به دوشنبه بهشتی زر جب — بعد اشراق مهر رخشان
دعوتش ساخته نثار علی — در سراے امیر از میران
لقب آن امیر سرور جنگ — مشتهر در تمام هندستان
بود قوال نام آن چشتی — اندران مجلس بهشت نشان
غزلے می سرود از قدوس — بُد بمقطع طبیعتش جولان
که دگر گونه رنگ مجلس شد — نعره بر زد آن جنید زمان
کرده تکرار نعره تا سه بار — طائر جان بخلد شد پران
نعش را در فرودگه بردند — همه گریان بُدند و نعره زنان
وهم بود از سُبات و سکته هم — زین سبب شد سماع بے پایان
گشت در دفن تا عشا تاخیر — لیک نامد بجسم روح روان
وقت عصر از فرودگه بردند — نعش در صحن روضهٔ رضوان
خاک بر سر جنازه اش بردوش — زاتش غم دل همه بریان
در نماز جنازه بود هجوم — بیشتر از قیاس و وهم و گمان
صحن در بار روضهٔ اقدس — با چنین وسع تنگ برایشان
شد دوباره نماز بعد غروب — از هجوم کسان بار دیگر سان
هست پائین روضه چشمهٔ خوش — نام آن جهالراست در اعیان
لاش آن قطب وقت و فاضل دهر — دفن کردند در محاذی آن
بر مزارش ملائک رحمت — بیشتر از گروه فاتحه خوان
حضرت سید نثار احمد — میزبان و منیجر ذی شان

بود در خدمتش چو عاشقِ زار — در اشارات هر طرف پویان
گوشهٔ خاطرے بمن می داشت — چون بناشم برگِ او گریان
دادہ شد تلغراف در اطراف — بہر آگاہیِ شکستہ دلان
چون خبردار شد آلہ آباد — شد دوکرت نماز نیز دران
حکم تعطیل شد بہر دفتر — بہر اظہارِ این غمِ پنہان
باہمہ اہتمام گشت سوم — در وطن نیز در دگر بلدان
خاص در روضهٔ شہِ اجمیر — لاتعد ختم کردہ شد قرآن
جمع بودند صوفیان کرام — ہم ولایت حسین ابن آن
جانشین ساختند شان این را — بر مقامِ پدر بعزت و شان
ہست این نوبدیدہ ہم یکتا — با عنایاتِ خالق دو جہان
عمر و آرام و نامِ این خواہم — ای برآرندهٔ زمین و زمان
شاد مادر ہمیشہ روح پدر — از عملہاے این خجستہ روان
گفت شمشاد بہر سالِ رحیل — پاک دامن نزیل باغ جنان

۱۳۲۲ھ

قطعهٔ ادراک سالِ طبعِ فیضانِ شفا ۱۹۰۴ء

حکیم عبدالرحمن خانِ ذیشان — کہ در فن طبابت ہست اعلم
کتابے در فنِ طب کردہ تالیف — بہ فیضان شفا کردست معلم
علاجِ بچگان و مادرشان — نمودہ با علاجِ عام منضم
علاماتِ مرض دستور تشخیص — مجرب نسخہا آوردہ باہم

خواصِ مفردات و هم مرکب | به تحقیق اتم نمود محکم
شفا را حرزِ بازومی توان گفت | باین خوبی کتابے دیده شد کم
پئے تاریخِ جمع و طبع شمشاد | نوشتم بے بہا اکسیر اعظم

۱۳۰۲ھ

قطعہ سال وفات محمد یونس ابن معجز رقم مولوی ابو یوسف محمد عبد المنان سنہ ۱۹۰۵ء

الا اے غافلان عیش و عشرت | کہ دنیا نیست جاے امتحان ہست
درین یکدم نباید شاد بودن | بہر شادی باہر غم نہان ہست
ابو یوسف محمد عبد منان | ز مرگ یونس اینک نیمجان ہست
ہمان سر وا نکہ در پیدائش او | چہ مرجان بود دانہ مرچو تنان ہست
ربیع اولین بر شاخ خزان شد | دوشنبہ ہژدہم تاریخ آن ہست
خدایا صبر دہ مرینہ گان را | ز دست چرخ شور الامان ہست
پئے تاریخ با شمشاد ہاتف | بگفتا او بجنت شادمان ہست

۱۳۲۳ھ

قطعہ سال میلاد ہمایون لقب ابو الفیض محمد عبد الاول سنہ ۱۹۰۵ء

در شانزدہم ز ماہ شوال | فرزند عطا شد از خداوند
شمشاد بگفت سال میلاد | فرخندہ قدم سعید و دلبند

۱۳۲۳ھ

دیباچہ سال وصال مولوی محمد رستم علی خان ادیب سنہ ۱۹۰۵ء

از دورِ چرخِ گردان این انقلاب بنگر | در قرب دورِ عشرت غم بیحساب بند

یعنے بہ پنجشنبہ دوم ز عید فطرہ — یک شاعر گرامی کو انتخاب آمد
بربست رخت ہستی زین دار بے مواسا — سوے نعیم جنت گل در قطاب آمد
او بود خانِ ذی شان ہم علم و فضل را جان — تیغ زبان او حیف اندر قراب آمد
اُستاد بے مثل بُد در شہر فرخ آباد — روی کمال و علمش اندر نقاب آمد
دیوان و ہم رسائل اولادِ خوش شمائل — بہر نشان و نامش بس لاجواب آمد
شمشاد بہر سالش از کلکِ فکرت ہست — رستم علی ادیبِ جنت مآب آمد

۱۳ ۲۳ ھ

قطعۂ سال وفات صبیۂ نو عمر محتاج باجاہ ساکن ساؤدہ سنہ ۱۹۰۶ ع

صالحہ بود بی حفیظہ نام — عالمہ قابلہ و حید ز مان
صورت و سیرتش بحسن شہیر — در متانت زبیدۂ دوران
عابدہ بود و در اوائل عمر — کرد رحلت ز بے ثبات جہان
روز عید ضحیٰ بوقتِ زوال — روح پاکش ز جسم گشت روان
حیف بر علم و نوجوانی او — حیف بر زہد و پارسائی آن
از ہنرہای بخت و پیروزد دخت — نکتۂ بر دلش نبود نہان
پدر او کہ ہست عبد غنی — گشت بیخود ز رنج بے پایان
غیر صبر و ثبات چارہ ندید — ورنہ تا حشر کردے او افغان
گفت شمشاد سالِ رحلتِ او — بنتِ محتاج در مکانِ جنان

۱۳ ۲۳ ھ

ایضا

چون ز جہان رفت حفیظہ بخلد — سالکۂ خاص رہ مستقیم

عالمہ و فاضلہ نو عمر بود — عبد غنی گشت ز درد ش سقیم
خامۂ شمشاد بمدحش نوشت — زہرہ جبین داخل دار النعیم
۱۳۲۳ھ

قطعۂ وہاج سال طبع دیوان حاذق لبیب برہانپوری سنہ ۱۹۰۶ء

حاذقِ نظم شیخ فخر الدین — کہ ذہین ست و طبع او ست رفیع
حلیۂ طبع داد دیوان را — تا بگیرد طراز دہم ترصیع
کرد شمشاد سالِ طبع رقم — نامۂ جانفزائے نظم بدیع
۱۳۲۴ھ

قطعۂ حاکی سال ترتیب دیوان نفیس والاجناب موسی بھائی مآل سنہ ۱۹۰۶ء

داد چون ترتیب دیوان خودش — شاعرِ نامی مآل خوش بیان
سالِ تدوینش چنین شمشاد گفت — نظمِ دل آویز مقبولِ زمان
۱۳۲۴ھ

قطعۂ سال اندوہناک شبراتی سنہ ۱۹۰۶ء

شبراتی کہ بود مردِ نکو — در تجارت نمود جد و کد
نام پیدا نمود در اقران — کرد در دست عزت بے حد
انچہ او کرد از پئے شہرت — شد بتائید رب لشد و مد
عیدِ اضحے و جمعۂ ستوم — آمدند و رسید او با حد
گفت شمشاد سال رحلتِ او — مورد رحمت رؤف و صمد
۱۳۲۴ھ

قطعۂ سال وفات حکیم عبدالواحد فروزندہ بہ اونٹ والے حکیم ۱۹۰۷ء

حکیم بود عبدالواحد ش نام — ہمہ دست شفا از بہر مرضے
خصوصاً از پئے امراض اطفال — علاجش می نمود اعجاز عیسے
زذی الحجہ چو آخر شد چہارم — خرامان شد سوئے فردوس اعلے
پئے سال وصالش گفت شمشاد — حکیم و نیک طینت خلد ماوے
۱۳ ۴۴

قطعۂ سال انجام بنای کوتوالی جدید و ہمایون فر ۱۳۲۵ھ

یہ دعا تجھ سے ہے اے میرے خدائے عادل — کوتوال سمین رہین عدل کے ہادی ملین
عید وہی سال بنا مین ہے یہ صریح شمشاد — کوتوالی نئی تعمیر ہوئی رشک چمن
۱۹۰۷ء

قطعۂ سال آبادی مسجد خدا بخش ۱۹۰۷ء

از خدا بخش این بنای مسجد ست — روحش اندر خلد دائم شاد باد
گفت شمشاد از پئے سال بنا — پاک منظر سجدہ گہ آباد باد
۱۳ ۲۵

قطعۂ سال طبع دیوان گنجینۂ عشرت جناب موہانی صاحب مآل ۱۹۰۷ء

چاپ گردید چون کلام مآل — کز صفا ہست گنج گوہر ریز
کرد شمشاد سال طبع رقم — زیب گلزار نظم دلاویز
۱۳ ۲۵

قطعۂ سال وفات بعون بی بی مرحومہ عالی تبار ۱۹۰۷ء

زوجۂ والای امن خان رئیس — رفت سوے خلد زیں دار خراب
بست و ہفتم از صفر ہنگام شب — رخت رحلت بست آں عالیجناب
گفت شمشاد از پئے سال وفات — زیب جنت نادرہ عفت مآب
۱۳ ۲۵

قطعۂ سال محن و آلام و وفات والدۂ منشی محمد عمر لکھنوی ۱۹۰۷ء

چون محمد عمر خجستہ سیر — مادرش کرد زیں جہان رحلت
پانزدہ بود از مہ رمضان — چار شنبہ گذشتہ دو ساعت
از شب غم فزا و رنج افزا — وادریغا ز شومیِ قسمت
کز سرش رفت سایۂ مادر — پارسا عابدہ نکو سیرت
گفت شمشاد بہر تاریخش — صاحب قدر زیں جنت
۱۳ ۲۵

قطعۂ سال وصال بدیع الزمان محمد زکریا ابن خواجہ محمد عبد العزیز ۱۹۰۷ء

روز پنجم ز مہ صوم از ین دار محن — رفت ناگاہ محمد زکریا حافظ
صبر و تسکین ز دل سوختہ آتش غم — برد ہمراہ محمد زکریا حافظ
حافظ مصحف و مجموعۂ اخلاق حسن — بود و اللہ محمد زکریا حافظ
سازد بر برگ طرب از حق بجنان در یابد — ہمہ دلخواہ محمد زکریا حافظ
بادل زار پئے سال فاتش شمشاد — زد رقم ۔ آہ محمد زکریا حافظ
۱۳ ۲۶

قطعۂ سال پاکیزگی بنای چاہ شیخ محمد جان رجدی پوری سنہ ۱۹۰۸ء

ختم شد تعمیر این چاہ لطیف	از محمد جان عالی خاندان
گفت شمشاد از پئے سال بنا	چاہِ فیض و منبع نفع جہان

قطعۂ سال دیوان طوطی آزادِ زمن مولوی ظہیر احسن سنہ ۱۹۰۸ء

از ظہیر احسن کہ مشہور ست شوق	شہرہ علم و ہنر ہر جا بپا
کرد تصنیفاتِ شتے در علوم	ہر کتابش در فنے شد رہنما
در زاحہ کرد تغلیطِ عوام	دور از الفاظ صحت انتما
کرد در ایضاح اصلاح سخن	سرمۂ تحقیق در چشم رجا
یادگارے ہست از وی یادگار	سیر بنگالہ ہم از تالیفہا
نغمۂ راز از صریر کلک او	شد بشکل مثنوی ذوق آزما
او شحہ در جیدِ تقلید او فگند	تا فتہ حبل المتین تا مین را
رد مسکین ست بر اعدائے فقہ	بر کمالِ زورِ طبع او گوا
ہست تذلیل وشاتہ کاملہ	در ثبوتِ قولِ ارباب صفا
کرد او آغازِ آثار السنن	حبذا ہر نکتۂ معجز نما
فقہِ نعمانی دلیل کردہ است	از حدیثِ حضرتِ خیر الورے
حیف جزو و حصہ اش ننوشت و مرد	وا در یغا حسرتا واحسرتا
کلیاتش نیز بے تدوین ماند	بود ہر شعرش عروسِ دلربا
انچہ ماند از دست بُرد روزگار	جمع کردش مولوی نور الہدے

اهتمام طبع آن هم می کند | اجر این محنت ور ا بخشد خدا
بهر سال طبع آن شمشاد گفت | نامهٔ محمود نظم جانفزا
۱۳۲۶

قطعهٔ سال بنای پل باهتمام عالی نژاد جناب مولینا محمد عبد العلیم صاحب قبلہ دام مجدہ سنہ ۱۹۰۸ء

جناب قطب ولایت رشید شمس الحق | که خانقاه رشیدیه زوست خلد نهاد
ز خانقاه بدو میل خوابگه دارد | بهمرهان و مریدان صاحب ارشاد
کنون که عبد علیم ست جانشین زنها | سبیل پخته پئے این دو جانگاه کشاد
میان شاهره شهر و این سبیل سترگ | بنای پل پئے آرام خاص و عام نهاد
برای سال شمشاد گفت هاتف غیب | پئے مطاع زیارتگه رشید آباد
۱۳۲۷

بنا شده پل فرخ بنا. رقم زد سال | روان نمود دگر بار خامه چون شمشاد

قطعهٔ سال زیب چاپ خیرة الاطبای طبیب جید سنہ ۱۹۰۹ء

بهر سر اکیمی ست عبد السلام | ذکی و فهیم و عزیز القلوب
کتابے بطب جمع کرد اندران | بانجم شمر دست علت جو بها
درآورد دروے پئے هر مرض | ترا کیب شتی بزے ربوب
پئے طب یونانی خود گرفت | ز هموزا یلوز بیک لبوب
در ادراک قارورہ تشریح کرد | قوامش با صناف لون و رسوب
باد وار این مهر رخشان طب | ز چشم اطبا نیابد غروب
نوشت ست شمشاد تاریخ آن | مفید اطبا مقالات خوب
۱۳۲۷

قطعهٔ زیب چاپ خیرة الاطبا بوجوه احسن سنہ ۱۹۰۹ء

ماہر طب مولوی عبد السلام — مدتے شد محو در کار طب ست
کردہ تصنیفے ذخیرہ نام آن — کاندران مقصود اشعار طب ست
ہست کشاف نکات طب کتاب — زان سراسر گرم بازار طب ست
اندران ذکر حکیمان جہان — مندرج از بہر اظہار طب ست
دیدنی از بہر بیمار و سار جن — جامع اسرار افکار طب ست
بحثہا از ہیوا زا یلو دران — بیدک انیہم زآلہ بردار طب ست
یافتم از شمشاد سال طبع آن — قول فیصل شرح اسرار طب ست

قطعہ سال طبع دیوان عنبر بیز نعتیہ عاشق سلمہ ۱۹۰۹ء

خدا بخش عاشق چو ترتیب داد — عزلہا بہ نعت نبی بے مثال
مشرف بحج و زیارت شود — صلہ یابد از حضرت ذوالجلال
کلامش بتائید یزدان پاک — شود ذوق افزائے اہل کمال
طفیل تولائے آل نبی — بیک قالب آمد نظر قان حال
ز طبعش پئے سال شمشاد گفت — گلستان تزئین حسن مقال

قطعہ طبع دیوان دلاویز غلام مصطفےٰ اطہر ۱۹۰۹ء

کرد اطہر چو کلام خود جمع — کوست مداح رسول امجد
نظم او پاک و مطہر در نعت — گشت مطبوع طبائع بیحد
می شود طبع بعون یزدان — ہست امید کہ شہرت گیرد
نام آن ہست ریاض نورس — بادشا داب بدور سرمد
گفت شمشاد بہ سال طبعش — گلشن دلکش نعت احمد

۱۳۲۷ھ

قطعۂ سال طبع دیوان و قیقۂ سنج جناب مولوی محمد عبدالحی صاحب بیخود بدایونی سنہ ۱۹۱۰ء

بہ تلمیذ ہم داغ نکتہ پرور	تو ان دریافت عزو شان بیخود
درآمد از پئے انشائے دیوان	دبیر چرخ در ایوان بیخود
مرتب شد چو دیوان لطیفش	پئے تاریخ شد فرمان بیخود
زباغ فکر من شمشاد گل کرد	زہے رشک چمن دیوان بیخود

قطعۂ سال جمع دیوان جامع فنون جناب مولوی محمد عبدالحی صاحب بیخود بدایونی

شیخ عبدالحی بیخود مولوی	در بدایون ہست با عز و علا
خاص تلمیذ فصیح الملک ہست	چون بنا شد افصح دوران ما
داد ترتیب کلام خویشتن	بہر تفریح دل درد آشنا
یارب آن مقبول خاص و عام باد	ہست دیوان فصاحت انتما
گفت شمشاد از پئے تاریخ آن	نظم مطبوع و بیان جانفزا

قطعۂ دیباچہ سال وصال مولوی محمد تقی بایامی مولوی محمد شفیع صاحب سنہ ۱۹۱۱ء

محمد تقی بندہ ولی اعظمی	مدرس بدو شاعر خوش بیان
متین بود و با خلق ہم با ادب	حلیم و جوان سعادت نشان
بسلخ صفر روز شنبہ بشام	روان گشت زین دار سوے جنان
اخ مہربانش محمد شفیع	ز درد فراقش شدہ نیم جان
رقم کرد شمشاد سال وفات	زہے خلد مسکن رفیع المکان

قطعہ سال سرانجام طبع دیوان جناب برادرم مولوی محمد فصیح اللہ صاحب وفا ۱۹۱۱ء

چون کلام خویشش بہر طبع داد
اخ مخدومم فصیح اللہ وفا

گرچہ خود اوستاد نظم و نثر ہست
در سخن سنجی ست شاگرد صبا

نیست اولاد سعیدش یادگار
باد زین دیوان بنام او بقا

یارب این مقبول خاص و عام باد
ورد شام و صبح دارم این دعا

گفت شمشاد از پئے تاریخ طبع
نامۂ دلجو بلیغ و جا نفزا

۱۳ ۲۹

قطعات تواریخ کہ بعد کتابت دیوان دستیاب شدند پس بے ترتیب درج گشتند

قطعہ سال وصال حقائق مآب شاہ طیب بنارسی رحمہ اللہ ۱۶۳۲ء

در شب ہشتم ز شوال مکرم وقت شام
شاہ طیب جامۂ خرقہ کرد زیب تن کفن

گفت شمشاد از پئے سال وصال آنجناب
مرجع ارباب بر و کہف اقطاب زمن

۱۰۴۲ھ

قطعہ سال وصال معین انام شاہ طیب بنارسی رحمہ اللہ ۱۶۳۲ء

در شب ہشتم ز شوال آمدہ
کرد پیک حق ز طیب التماس

حوریان در انتظار مقدم اند
باید اینک فضل خالق را سپاس

گام فرسا شوے خلد برین | بشت یازن بر سر دار ہراس
گفت لبیک و جوار حق گرفت | رحمتش را کردہ سرتا پا لباس
بہر سال رحلتش شمشاد گفت | نخبۂ اقطاب دین نیکو اساس
۱۰۴۲ھ

قطعہ ہادی سال وصال جناب مولوی جان علی معروف بہ درگاہی مرحوم کہنہ محمد آبادی ۱۸۵۶ء

شیخ درگاہی کہ بد جان علی | یوحنیف راز احفاد حسیب
در تواضع در خشوع و در خضوع | بود با الطاف رحمانی قریب
مرجع ارباب دانش بود و ہم | منبع تعلیم اوصاف غریب
عشرۂ ماہ محرم چون رسید | کرد رحلت سوے غفار مجیب
گفت شمشاد از پے سال وصال | مرد زیرک صوفی جنت نصیب
۱۲۷۲ھ

قطعہ برائے سال نوحۂ در وفات والدۂ مرحومہ سید محمد سلمہ ۱۸۹۹ء

زوجۂ سید علی مردان امام مومنین | کرد در بحر فنا از بازوے ہمت شناہ
در ربیع الآخر و یکشنبہ و روز نہم | رو نمود این مصیبت بر عزیزان آہ آہ
از پے سال وفاتش گفت شمشاد حزین | شد زدنیا گنج صدق و با نوعفت پناہ
۱۳۱۶ھ

قطعہ بے بہاے وصال جناب شیخ محمد حسین یوسف پوری ۱۹۰۱ء

جناب حاج محمد حسین والاشان | بعقل و فہم و کیاست درین زمانہ سمر

۸۹۱s d۳۱۶

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۷۳۱۱